



# فِتْنَةُ دَجَال

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ، ساتھ صحابہ کرام کی روایات مستندہ و روایات کے ساتھ تفسیر و تواتر  
دجال کے منکرین، دجال اپنے ذلی شخص کے آئینے میں فروج و دجال کی منتہی اہم

رافعہ  
مفتی و فاضل مدرسہ محمدیہ خاں عبدالعزیز  
استاذ اہل بیت نبوی و شریعت

مؤلف  
مفتی محمد عظیم رضا اقبال  
قاضی جامعہ اشرفیہ

بیت العلوم

## ﴿ فہرست ﴾

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	تقریظ (حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب مدظلہ)	۱۵
۲	تقریظ (حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ)	۱۶
	مقدمہ	۱۷
۳	عرض مؤلف	۲۰
۴	ابتدائیہ	۲۳

## ﴿ باب اول ﴾

### ﴿ خروج دجال عقائد کی روشنی میں ﴾

۵	قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ	۲۷
۶	دجال کے متعلق عقیدہ	۳۱
۷	دجال سے متعلق احادیث مبارکہ کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہما	۳۵
۸	اقوال و آثار نامہ کرام	۵۰
۹	دجال کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابیں	۵۳

## ﴿ باب دوم ﴾

### ﴿ دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں ﴾

۱۰	دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں	۵۹
----	----------------------------------	----

## ﴿ جملہ حقوق بحق شریفان ہیں ﴾

نام کتاب : فتوہ دجال قرآن احمدیہ کی روشنی میں  
 مؤلف : مانتہ محمد ظفر اقبال (فاضل جامعہ اسلامیہ لاہور)  
 ادارت : پروفیسر مولانا محمد يوسف خان صاحب  
 باہتمام : محمد با علم اشرف  
 نشر : بیت العلوم - ۲۰۲۰ء روڈ، چک پرانی انارکلی، لاہور  
 فون : ۳۵۲۳۸۳

## ﴿ طے کے پتے ﴾

بیت العلوم = ۲۰۲۰ء روڈ، چک پرانی انارکلی، لاہور  
 ادارہ اسلامیات = ۱۹۰۰ انارکلی، لاہور  
 ادارہ اسلامیات = موبیسن روڈ چک اردو بازار، کراچی  
 دارالاشاعت = اردو بازار، کراچی نمبر ۱  
 بیت القرآن = اردو بازار، کراچی نمبر ۱  
 بیت الکتب = محسن اقبال، کراچی  
 ادارہ امداد = ۱۰۱۰۰ انارکلی، کراچی نمبر ۱۲  
 مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کراچی، کراچی نمبر ۱۲  
 مکتبہ سید احمد شہید = مکتبہ دارالکرامت، اردو بازار، لاہور  
 ادارہ القرآن = اردو بازار، کراچی نمبر ۱

## ﴿فہرست﴾

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	تقریظ (حضرت سید تقی امینی شاہ صاحب مدظلہ)	۱۵
۲	تقریظ (حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ)	۱۶
	مقدمہ	۱۷
۳	غرض مؤلف	۲۰
۳	ابتدائیہ	۲۳

## ﴿باب اول﴾

### ﴿خروج دجال عقائد کی روشنی میں﴾

۵	قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ	۲۷
۶	دجال کے متعلق عقیدہ	۴۱
۷	دجال سے متعلق احادیث مبارکہ کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہما	۳۵
۸	اقوال و آراء علماء کرام	۵۰
۹	دجال کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابیں	۵۴

## ﴿باب دوم﴾

### ﴿دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں﴾

۱۰	دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں	۵۹
----	----------------------------------	----

### ﴿بعض حقوق بین بائعہ محفوظ ہیں﴾

نام کتاب = تذوہ جال قرآن و حدیث کی روشنی میں  
 مؤلف = حافظ محمد ظفر اقبال (دہلوی) صاحب مدظلہ  
 اشاعت = پرنسپل مولانا محمد یوسف خان صاحبہ  
 باہتمام = محمد تقی اشرف  
 ناشر = بیت العلوم - ۳۰ تھ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور  
 فون = ۷۳۲۲۲۳۳

### ﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۳۰ تھ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور  
 ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور  
 ادارہ اسلامیات = موبین روڈ، چوک اردو بازار، کراچی  
 دارالاشاعت = اردو بازار، کراچی  
 بیت القرآن = اردو بازار، کراچی  
 بیت الکتب = مکتب اقبال، کراچی  
 ادارہ الحادف = ۱۰۰ تھ روڈ، لاہور  
 مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم، کراچی  
 مکتبہ سید احمد شہید = انگریز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور  
 ادارہ القرآن = اردو بازار، کراچی



۱۱	دجال کی بیہوشی	۶۱
۱۲	حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ	۶۳
۱۳	دجال کو مسیح کہنے کی وجہ	۶۳
۱۴	فائدہ	۶۴
۱۵	ایک اور فرق	۶۴
۱۶	دجال کا نسب نامہ	۶۵
۱۷	دجال کا حلیہ	۶۵
۱۸	دجال کا رنگ کیسا ہوگا؟	۶۷
۱۹	دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور ایک آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی	۶۹
۲۰	امام قرطبی کا جواب	۷۱
۲۱	دجال کی پیشانی کتنا ہوگی	۷۳
۲۲	قطن بن عبد العزیٰ کے مشابہ ہوگا	۷۳
۲۳	دجال کا سر	۷۶
۲۴	ایک حقیقت، جائزہ اور تبصرہ	۷۷
۲۵	فائدہ	۷۹
۲۶	فتوہ دجال اور خواریق کا بیان	۷۹
۲۷	فتوہ دجال میں مفتون ہونے کے اسباب	۸۰
۲۸	دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خواریق کی حیثیت کیا ہے؟	۸۶
۲۹	دجال اور مختلف مسلمان	۹۵

۳۰	مسلمانوں کے لئے خروج دجال	۹۶
۳۱	دجال کے لئے ایک کڑاوا گھونٹ	۹۸
۳۲	دجال اور قیامت	۹۹
۳۳	دجال کے چہرہ و کار	۱۰۳
۳۴	خروج دجال کب ہوگا؟	۱۰۸
۳۵	دجال کس جگہ سے نکلے گا؟	۱۰۹
۳۶	فائدہ	۱۱۲
۳۷	خات کعبہ پر دجال کی خصوصی توجہ	۱۱۳
۳۸	علامہ انور شامی صاحب کی رائے اور اس پر تبصرہ	۱۱۷
۳۹	عدم ذکر، ذکر عدم و مستتر نہیں	۱۱۹

## ﴿باب سوم﴾

### ﴿ابن صیاد اور دجال﴾

۳۰	ابن صیاد اور دجال	۱۲۳
۳۱	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن صیاد	۱۲۴
۳۲	کیا ابن صیاد ہی دجال ہے؟	۱۲۵
۳۳	امام قرطبی کی رائے	۱۲۶
۳۴	امام قرطبی کے دلائل	۱۲۷
۳۵	جہود علماء کرام کے اقوال و آراء	۱۳۰
۳۶	جزیرہ و دجال کا ایک انوکھا سفر	۱۳۵

۴۷	فائدہ
۱۵۷	

### ﴿باب چہارم﴾

### ﴿علامات اور واقعاتی ترتیب کی روشنی میں﴾

۴۸	علامات خروج دجال
۴۹	خروج دجال اور واقعاتی ترتیب
۵۰	دجال جس مرد مومن کو قتل کر کے زندہ کرے گا وہ کون ہوں گے؟
۵۱	یوم النہام
۵۲	فائدہ
۵۳	دجال سے قتال کرنے پر بیعت اور نصرت المسیح
۵۴	مقام نزول یسعی علیہ السلام اور وقت نزول
۵۵	نبی اور صحابی کا اجتماع
۵۶	دجال کی موت
۵۷	نقل دجال کے بعد کیا ہوگا؟
۵۸	زمین میں دجال کی موت اقامت
۵۹	ایام دجال میں اوقات نماز کی تعیین اور ادا نماز کی ترتیب

### ﴿باب پنجم﴾

### ﴿منکرین ظہور و خوارق دجال﴾

۶۰	منکرین ظہور و خوارق دجال
۱۹۷	

۶۱	مرزا غلام احمد قادیانی اور نظریہ خروج دجال
۶۲	علامہ ناصر اور نظریہ خروج دجال
۶۳	مولانا مودودی کا نظریہ خروج دجال
۶۴	جناب شبیر احمد ازہر میرٹھی کا نظریہ خروج دجال
۶۵	منکرین خوارق دجال

### ﴿باب ششم﴾

### ﴿فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر﴾

۶۶	فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر
۶۷	اسلام کو مضبوطی سے تھامنا
۶۸	اعمال صالحہ میں مسابقت
۶۹	دجال کے چہرے پر تھوک دینا
۷۰	دجال کے شر سے پناہ مانگنا
۷۱	نماز میں فتنہ دجال سے حفاظت کی دعا کرنا
۷۲	سورہ کہف کا یاد کرنا
۷۳	حرمین شریفین کی رہائش اختیار کرنا
۷۴	دجال کے قرب سے بچنا
۷۵	تسبیح و تکبیر و تہلیل
۷۶	دجال کی بلاکت پر ایک شبہ اور اس کا جواب
۷۷	کیا موجود حالات کو خروج دجال کا پیش منظر قرار دیا جاسکتا ہے؟

۷۸	دجالی فتنہ	۲۲۳
۷۹	احوال دجال کا خلاصہ	۲۳۷

### ﴿باب ہفتم﴾

### ﴿خروج دجال کی منتظر اقوام﴾

۸۰	خروج دجال کی منتظر اقوام	۲۳۳
۸۱	مسیح منتظر اور یہودی مذہبی کتب	۲۳۵
۸۲	یہودیوں کا مجتمع ہو جانا	۲۳۶
۸۳	یہودیوں کا دولت و ثروت میں عروج	۲۳۷
۸۴	اصل لیکن تلخ حقائق کی منہ بولتی تصویر	۲۳۷
۸۵	قرضوں کے جال میں پھنسنا	۲۵۰
۸۶	ایک قابل توجہ امر	۲۵۳
۸۷	یہودی عزائم	۲۵۴
۸۸	امر کی ذال پر دجالی ہرم اور اس کی آنکھ کا نشان	۲۶۰

### ﴿باب ہشتم﴾

### ﴿دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث﴾

۸۹	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۶۷
۹۰	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۶۸
۹۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایات	۲۷۰

۹۲	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۷۳
۹۳	حضرت ابو نعیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۷۴
۹۴	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۷۵
۹۵	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات	۲۷۶
۹۶	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۸۱
۹۷	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۸۶
۹۸	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایات	۲۹۰
۹۹	حضرت حاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایات	۲۹۳
۱۰۰	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات	۲۹۵
۱۰۱	فتنہ اطلس	۲۹۸
۱۰۲	فتنہ اسراء	۲۹۹
۱۰۳	فتنہ حمیر	۲۹۹
۱۰۴	تنبیہ	۳۰۰
۱۰۵	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات	۳۰۲
۱۰۶	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۳۰۶
۱۰۷	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۳۰۶
۱۰۸	حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۰۷
۱۰۹	حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۰۸

۱۱۰	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایات	۳۰۸
۱۱۱	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایات	۳۱۱
۱۱۲	حضرت حذیفہ بن اسیر رضی اللہ عنہ کی روایات	۳۱۳
۱۱۳	حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات	۳۱۴
۱۱۴	حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت	۳۱۸
۱۱۵	حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما کی روایت	۳۲۳
۱۱۶	حضرت ام شریک رضی اللہ عنہما کی روایت	۳۲۵
۱۱۷	حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۲۵
۱۱۸	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۲۶
۱۱۹	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۲۹
۱۲۰	حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۳۰
۱۲۱	حضرت نواس بن سمعان الکلابی رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۳۰
۱۲۲	حضرت تافع بن حطب رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۳۸
۱۲۳	حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۳۹
۱۲۴	حضرت قاطبہ بنت قیس رضی اللہ عنہما کی روایت	۳۴۰
۱۲۵	حضرت ابوامامہ الباطلی رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۴۰
۱۲۶	حضرت قتیبہ داری رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۵۰
۱۲۷	حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۵۰

۱۲۸	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایات	۳۵۲
۱۲۹	حضرت یشام بن عمار رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۵۵
۱۳۰	حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۵۷
۱۳۱	حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۵۸
۱۳۲	حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۶۱
۱۳۳	حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۶۲
۱۳۴	حضرت نجیح بن ادروع رضی اللہ عنہ کی روایات	۳۶۳
۱۳۵	حضرت نھیک بن سیریم رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۶۶
۱۳۶	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۶۷
۱۳۷	حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۶۷
۱۳۸	حضرت عمیر بن حانی رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۱
۱۳۹	حضرت صعب بن جہامہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۲
۱۴۰	حضرت فلحان بن عاصم رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۲
۱۴۱	حضرت عبد اللہ بن مغنم رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۳
۱۴۲	حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت	۳۷۵
۱۴۳	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۶
۱۴۴	حضرت عمرو بن غوف رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۹
۱۴۵	حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۰



۱۴۶	حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۸
۱۴۷	ایک غیر معروف صحابی رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۷۸
۱۴۸	حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۸۳
۱۴۹	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۴۸
۱۵۰	حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۸۵
۱۵۱	حضرت کيسان رضی اللہ عنہ کی روایت	۳۸۵

## ﴿تقریظ﴾

امام الخطاطین، سلطان القلم حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده

پیش نظر مقالے کا عنوان ہے ”فتنہ و جال قرآن و حدیث کی روشنی میں“ دور حاضر کی مقتدر تعلیم گاہ جامعہ اشرفیہ کے فاضل جناب مولوی محمد ظفر سلیح کی تالیف ہے اس مقالے کو جامعہ اشرفیہ کے بلند پایہ اساتذہ کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے بالخصوص ہمارے محبت مخلص حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم کی تائید نہایت درجہ تسلی بخش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقالے کو قبول عام کی سند عطا فرمائے اور ہم سب کو اس سے فیض یاب ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

نفیس الحسینی

۷ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

## ﴿تقریظ﴾

استاذ العلماء جامع الحاسن حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده

زیر نظر رسالہ ”فتنہ دجال قرآن و حدیث کی روشنی میں“ عزیزم حافظ قاری مولوی محمد ظفر سلمہ نے انتہائی محنت اور جامعہ اشرفیہ کے اساتذہ خصوصاً مولانا محمد یوسف صاحب زید مجدہ کی زیر سرپرستی مرتب کیا ہے۔ عزیز مذکور نے جس انداز میں اس کو ترتیب دیا ہے اسکو پڑھ کر دل سے دعائیں نکلیں۔

کم از کم میرے علم میں اس موضوع پر اتنا جامع رسالہ نظر سے نہیں گذرا خصوصاً انہوں نے ساٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سب کے سب فتنہ دجال کی احادیث کے راوی ہیں، کی روایات کو جس محنت سے جمع کیا ہے انہیں دیکھ کر بلاشبہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ روایات حد تو اترو کو پہنچی ہوئی ہیں۔

ان صحابہ کرام کے بارے میں عزیز مذکور نے جو ایک طویل فہرست کہ جس میں اسمائے گرامی، حوالہ جات کا ذکر کیا ہے، دیکھ کر دل سے مزید دعائیں نکلیں۔

میری درخواست ہے کہ قارئین کرام اس کو اپنی فکر آخرت کے لئے وقت نکال کر پڑھیں۔ انشاء اللہ العزیز جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ سے قلب منور ہوگا اور آخرت کے لئے زاد راہ ہوگا۔ پروردگار عالم عزیز مذکور کی ان خدمات کو اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے اور تمام حضرات کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

محتاج وعاء

فضل الرحیم

نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

## ﴿مقدمہ﴾

استاذ العلماء استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم، اما بعد!

”لقد قال رسول اللہ ﷺ: لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی

الحق، ظاہرین علی من ناواہم، حتی یقاتل آخرہم المسیح الدجال۔“

(ابوداؤد: ۵۰۸۳)

اقوام و ملل کا تاریخی اور تقابلی مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح رہی ہے کہ ہر دور میں حق پرستوں کی ایک جماعت باطل کے خلاف ہر سر پیکار رہی ہے۔ اور جلد یا بدیر ہمیشہ فتح نے انہی کے قدم چومے ہیں چنانچہ صفحات تاریخ میں بدر و جنین، موت و تیوک، قادسیہ و یرموک، ایران و روم، افغانستان و ہندوستان، شام و عراق، فلسطین اور بیت المقدس کی فتوحات کے زیریں نمونے آج بھی موجود ہیں۔

حق و باطل کا یہ معرکہ قیام قیامت تک یونہی چلتا رہے گا اور خروج دجال انہی معرکوں کے تناظر میں ہوگا، ایک طرف مٹھی بھر مسلمان پہاڑ کی چوٹی پر محصور ہوں گے اور دوسری طرف اس دور کا سب سے بڑا فتنہ گر اپنے لاؤ الشکر سمیت ان کا محاصرہ کئے ہوئے ہوگا۔

دور جدید میں اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے لوگ دجال کے بارے میں ایسے عقائد کو اپنے ذہنوں میں جگہ دیئے ہوئے ہیں جن کی نہ تو کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی کوئی اصلیت۔ اسی طرح کچھ لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ دجال ایک تنہائی چیز ہے جس کا حقائق کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں اور بعض لوگ ہر فتنے کے سربراہ اور سرکردہ افراد کو ”دجال“ قرار دینے کی کوششوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔

ماضی قریب و بعید اور زمانہ و حال میں بھی بہت سے حضرات مغربی ممالک

کے سربراہان وغیرہ کو دجال اور ان کی مادی و تمدنی ترقی کو دجالی فتنہ قرار دیتے رہے ہیں ان سے اختلاف رائے اور اتفاق رائے کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اسی بناء پر ”فتنہ دجال قرآن و حدیث کی روشنی میں“ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ عوام الناس تک دجال کے بارے میں وہ تفصیلی معلومات پہنچا دی جائیں جو نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ نے اپنی امت کو بتائیں۔

زیر مطالعہ کتاب میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ دجال سے متعلق تعلیمات نبوی ﷺ جامع اور سہل انداز میں ذکر کر دی جائیں۔

کہ کیا قرآن کریم میں دجال کا تذکرہ ہے؟ دجال کے متعلق صحیح اسلامی عقیدہ کیا ہے؟ دجال کون ہوگا؟ اس کا ذاتی اور صفاتی تشخص کیا ہوگا؟ احادیث مبارکہ میں فتنہ دجال کی کیا تفصیلات بیان کی گئی ہیں؟ خروج دجال کی علامات کیا ہیں؟ خروج دجال کے وقت کس قسم کے حالات ہوں گے؟ کیا موجودہ حالات کو خروج دجال کا پیش منظر قرار دیا جاسکتا ہے؟ دجال کو کون اور کہاں قتل کرے گا؟ اس فتنہ کا خاتمہ کیسے ہوگا؟ اس کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق اور خلاف عادت حیرت انگیز واقعات کی کیا حیثیت ہوگی؟ فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر کیا ہیں؟ کیا ”دجال“ کے متعلق دیگر اقوام و ملل میں بھی کوئی تصور پایا جاتا ہے؟ کیا ابن صیاد دجال تھا وغیرہ۔

یہ اور اس قسم کے بہت سے عنوانات کے تحت دجال اور اس کے فتنے سے متعلق سیر حاصل بحث آپ کو ان اوراق میں ملے گی اور دجال کے متعلق اسلامی معلومات کو اپنے ذہن میں جگہ دینے کی اہمیت اس بات سے مزید واضح ہوتی ہے کہ احکام اسلامی کے ذخیرہ حدیث کی ہر اہم کتاب میں اس موضوع کی روایات موجود ہیں اور بخاری و مسلم جیسے جلیل القدر ائمہ نے بھی اس موضوع کی احادیث کو اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دجال کوئی تخیلاتی اور فرضی شخصیت نہیں بلکہ اس کا

ایک ذاتی تشخص بہر حال ہوگا۔

احادیث مبارکہ سے خروج دجال سے قبل کے جن حالات کے بارے میں آگاہی حاصل ہو سکی ہے۔ اس کی رو سے خروج دجال کا زمانہ اگرچہ متعین نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے قرب میں کسی شک کی بھی گنجائش نہیں اس لئے یہ بات اپنی جگہ قابل غور اور اہمیت کی حامل ہے کہ ہم نے فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر اختیار کی ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو مقام شکر ورنہ مقام فکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دجال کے بارے میں صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق عقائد رکھنے اور اس کے ظہور و خروج کا انتظار کئے بغیر اپنی اصلاح کرنے کی فکر نصیب فرمائیں اور ہم سب کی اس فتنہ سے حفاظت فرمائیں۔

آمین

## عرض مؤلف

دجال اور دجالیت ہمیشہ سے لازم و ملزوم کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں، ایسے تھوڑے اور مکار افراد دنیا میں ہمیشہ رہے ہیں جنہوں نے دُفریب اور جاذبِ نظر عنوانات اختیار کر کے بجل و دُفریب کے کسی دُقتے کو فروغ و گشت نہیں کیا۔ خود حضور اکرم سرورِ دو عالم ﷺ کے دورِ باسعادت میں مسلمانہ کذاب نے نبوتِ باطلہ کا دعویٰ کر کے لوگوں کو جس گمراہی کے راستے پر ڈالا اس نے فحاشی اور بدکاری کے تمام اسباب مہیا کر دیئے۔

نبوت کے عالی فہم دماغ نے اپنی دور رس نگاہوں سے دیکھ کر امت کے نام پر پیغامِ چھوڑ دیا تھا کہ اس امت میں کچھ چھوٹے اور مکار لوگ بھی پیدا ہوں گے، ان سے ہمیشہ بچ کر رہنا، کہیں وہ تمہارے دامنِ ایمان کو تار تار نہ کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امت میں ایسے لوگوں کی ذریت ہر وقت موجود رہی ہے۔ خواہ وہ خوارج کی صورت میں ہو یا معتزلہ کی، مدعیانِ نبوت کی صورت میں ہو یا مرتدین کی، منکرینِ قرآن کی صورت میں ہو یا منکرینِ حدیث کی، اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

چھوٹے چھوٹے کچھ دجالوں کے تذکرے کے ساتھ احادیثِ طیبہ میں ایک ”بڑے دجال“ کا ذکر بھی بہت کثرت کے ساتھ ملتا ہے جس کی موجودگی میں اس کے قوا و اثر کا دعویٰ کرنا بھی بجا نہیں ہے اور اس کی فتنہ انگیزی کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور اب آپ کو ”دجال“ کے متعلق کوئی ایسا پہلو نہیں مل سکتا جو ہدایاتِ نبوی سے تشنہ لب واپس آگیا ہو۔

بعض حضرات نے اس فتنے کو بھی جتنی مشق بنایا اور انکار و تردید کے مختلف پہلو اس کے ساتھ منسلک رہے لیکن یہ اللہ رب العالمین کی کرم نوازی ہے کہ ان کے نظریات کو امت نے مجموعی طور پر کبھی قبول نہیں کیا اور اب تک امت میں خروجِ دجال کا

عقیدہ مسلمات کی حیثیت سے موجود ہے۔

کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ دجال کے متعلق بعض روایات میں ”السیح الدجال“ کے الفاظ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال سیحی (عیسائی) ہوگا، کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ دجال جس مردِ مؤمن کو قتل کرے گا اس کے بارے میں حضرت خضر علیہ السلام ہونے کا قول صحیح نہیں کیونکہ خضر ایک فرضی شخصیت کا نام ہے جس کا حقائق کی دنیا میں کوئی وجود نہیں، اور کچھ لوگ گو خروجِ دجال کے منکر نہیں لیکن اس سلسلے کی وارد شدہ تفصیلی احادیث کو وہ اتنی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں جتنا کہ ان کا حق ہے۔

اسلاف و اکابر ان تمام آراء و نظریات سے بہت کر شاہراہِ مستقیم پر گامزن، حدیثِ نبوی کے ترجمان اور امت کے اجماعی عقائد کے حامل رہے ہیں اور ہمیشہ ان نظریات کی تردید کرتے آئے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں اکابرین اور اسلاف کی آراء کے تناظر میں عقیدہ دجال کو قارئینِ کرام تک پہنچانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اس کو قبول فرمائیں۔

کتاب ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس کی اہمائی فہرست یہ

ہے۔

- (۱) خروجِ دجال عقائد کی روشنی میں
- (۲) دجال اپنے ذاتی تشخیص کے آئینہ میں
- (۳) ابنِ سیار اور دجال
- (۴) علامات اور واقعاتی ترتیب کی روشنی میں
- (۵) منکرینِ ظہور و خوارقِ دجال
- (۶) فتنہ دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر
- (۷) خروجِ دجال کی منتظر اقوام



(۸) دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث

صحاح ستہ کی جتنی بھی حدیثیں درج کی گئی ہیں، ان کے ساتھ ہر کتاب کی حدیث نمبر بھی لکھی گئی ہے تاکہ تلاش اور مراجعت میں آسانی رہے اور اس کے لئے دارالسلام الریاض کی شائع کردہ مجموعہ صحاح ستہ سے مدد لی گئی ہے۔

اس تحریر میں ہر قابل اصلاح پہلو کا میں بعد شکر یہ منتظر رہوں گا لیکن یہ درخواست کرنا بھی ضروری ہے کہ میری کسی لغزش قلم کو میرے اساتذہ کی طرف منسوب کرنے کے بجائے میری کم علمی و کم فہمی پر محمول کر کے مطلق کر دیا جائے۔ انشاء اللہ بشرط صحت اس کو قبول کر لیا جائے گا۔

آخر میں اپنے ان تمام محسنین کی مساعی جلیلہ کا شکریہ ادا کرتا میں ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے کسی بھی طرح اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں تعاون فرمایا خصوصاً حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ، حضرت الاستاذ مولانا محمد کفیل خان صاحب مدظلہ کے مشوروں اور سرپرستی نے میرے لئے ذریعہ اطمینان و سکون مہیا کرنے میں جو کردار ادا کیا اس کا مجھے پوری طرح احساس ہے اور حضرت مولانا محمد ناعلم اشرف صاحب مدظلہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس عمدہ طریقے پر اس کی طاعت کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے اور اپنے غفور و کرم کے سائے میں اس گناہگار کو بھی سایہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد ظفر

۲۹ صفر ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ﴿ابتداء سید﴾

اللہ رب العزت نے آج سے ہزاروں سال پہلے زمین و آسمان، شجر و حجر، نجوم و در اور شمس و قمر سے بھر پور اس کائنات رنگ و بو کو نکھیرا۔ حضرت انسان کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کر کے مجبوراً حکم بنایا۔ شیطان انکار عہدہ کر کے رائیگاں و راگاہ وراثت اس نے ایک دنیا کی تھی "رب انظر لی الی یوم یبعثون" یہ اس بات کی انتہائی واضح دلیل ہے کہ اس دنیا کے فنا و زوال اور خاتمہ کا فیصلہ روز ازل میں ہی ہو چکا تھا اور یہ بات سب کو معلوم تھی۔

آپ حضرات اکثر سنتے رہتے ہوں گے کہ فلاں آدمی کا کرداروں کا کاروبار دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گیا۔ اسی طرح یہ دنیا بھی دیکھتے ہی دیکھتے اپنے انجام کے قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے کیونکہ یہ ایک عام ماسا اسول ہے کہ ہر کمالے راز و مال است

نبی علیہ السلام کی پیدائش و بعثت سے یہ دنیا اپنی تخلیق کے مرحلہ تکمیل میں پہنچ چکی اور اب اس کا زوال کوئی خلاف قانون چیز یا انتہی کی بات نہیں ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ایک دم کسی چیز کا زوال بھی کسی زبردست تصادم پر جا کر منتج ہوتا ہے اس لئے قسام ازل نے کچھ علامات ایسی رکھ دیں کہ جن کو دیکھ کر ہر صاحب بصیرت فکر آخرت کی طرف متوجہ ہو سکے اور کچھ توشہ اگلی زندگی کے لئے بھی مہیا کر لے۔

ذریعہ نظر سطور اسی فکر آخرت کی نشوونما اور زوال آخرت کی تیاری کے لئے متوجہ کرنے کا بیان ہے، اس میں شاید علمی تحقیقات نہ مل سکیں لیکن رقت قلب کا ایک مواد ضرور نظر پڑے گا۔ نئی باریکیاں تو شاید خال خال ہی ہوں لیکن جائزہ حیات لینے کے

لئے ایک تڑپ ضرور پڑے گی۔

شاید ہمارے قارئین کتاب کے نام اور زیر مطالعہ - بطور میں تطبیق نہ کر سکیں اس لئے اب ہم کھل کر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر فکر آخرت ہو تو دجال کے انتظار میں بیٹھنے کے بجائے اس کے فتنے سے بچاؤ کا انتظام کرنا چاہئے اس لئے کہ جب سیلاب آنے کا خطرہ ہو تو سیلاب آنے کے انتظار میں بیٹھ رہنے کو کوئی بھی مفکری نہیں سمجھے گا۔ ہر صاحب عقل اس کا سدباب کرنے کی طرف متوجہ ہوگا۔

اسی نقطہ نظر سے ”دجال“ کا ناموں اور علاج و سدباب کی روشنی میں ایک تجزیہ پیش کرنے کی ہمت کی جا رہی ہے۔

مگر قبول انداز ہے عز و شرف

## باب اول

### خروج دجال عقائد کی روشنی میں

قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ، دجال کے متعلق اہلسنت والجماعت کا عقیدہ، احادیث دجال کے راوی صحابہ کرام، آراء مامور کرام اور متذکرہ کتب۔

## ﴿خروج دجال عقائد کی روشنی میں﴾

ناطق کائنات نے اس دنیائے رنگ و بو میں ہر چیز کی ضد پیدا فرمائی ہے۔  
شاید اسی کی طرف ذیل کی آیت میں اشارہ ہے۔

﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ﴾

اگر خنزیر نہیں ائین ہے تو اس کے مقابلے میں پانی ظاہر ائین ہے، دن کی ضد رات، صوب کی ضد سایہ، کڑوے کی ضد میٹھا، جوانی کی ضد بڑھاپا، تندہی کی ضد پیاری، ایمان کی ضد کفر، غالباً متنبی نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

و نذیبہم و یہم عرفنا فضلہ و بضدھا تبیین الاشیاء

اسی طرح اس حکیم و خیر ذات نے ہر چیز کا ایک ضعیف اور سرچشمہ بھی بنایا ہے، چنانچہ صوب کا ضعیف سورج اور سایہ کا ضعیف سورج کے آڑے آنے والی ہر چیز خواہ وہ درخت ہو یا غارت اسی طرح ایمان کا ضعیف ملائکہ کرام علیہم السلام ہیں۔ آپ سوال کر سکتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ہوتے ہوئے ملائکہ کو ضعیف ایمان کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ لیکن اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام باوجود اپنی شان، عظمت و رفعت، قدر و منزلت کے بشر ہیں اور بشری تقاضے ان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ انہی بشری تقاضوں کی وجہ سے اگر انبیاء کرام علیہم السلام سے کوئی کام ”خلاف اولیٰ“ صادر ہو جائے تو یہ کوئی مستبعد نہیں گو کہ وہ روز ازل ہی سے ”مغضوب لہم“ کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔

پھر ارشاد ربانی بھی اس بات کی تائید میں پیش کیا جاسکتا ہے، آپ سورۃ التحریم آیت نمبر ۶ میں ملائکہ کی شان پڑھئے۔

﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾

الغرض! ایمان کا ضعیف ملائکہ کرام علیہم السلام ہیں اور کفر کا ضعیف و مرکز شیطان ہے۔ دلیل مطلوب ہو تو ذیل کی آیت پڑھئے:

(وَتَكُنَّ الشَّيَاطِينُ لِرَبِّهِمْ كُنُوزًا) (الاسراء: ۷۷)

معلوم ہوا کہ ملائکہ سے قبول کر بھی "نہ ماننا" نہیں ہو سکتا، اس میں ماننے کا جذبہ ہی نہیں، اب مرکز ایمان وضع کفر میں مقابلہ ہوا کیونکہ خند، خند سے نکراتی ہے چنانچہ دونوں کو طویل عمروی گئی، دونوں مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتے ہیں، اگر ایک آن میں عروج و زوال ملائکہ کو حاصل ہے تو شیطان کو بھی ہے، اگر قلب کی ایک جانب شیطان ہے تو دوسری جانب فرشتہ بھی موجود ہے، الغرض! ایمان اور کفر کا مقابلہ تو برابر جاری ہے لیکن ہماری ان مادی آنکھوں کو دکھائی نہیں دے رہا اس لئے حکمت خداوندی کا تقاضا ہوا کہ اس مقابلے کی ایک جھلک اور اس کا نظارہ ان مادی آنکھوں کو بھی کر دینا چاہئے۔

اس مقصد کی تکمیل کے لئے اللہ رب العزت نے ایک ایسی شخصیت کو پیدا کیا جس کی اصل فطرت "شیطان" ہے اور جسم اور ڈھانچہ انسان کا ہے اس کو ہم "دجال" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور دوسری طرف ایک ایسی شخصیت کی تخلیق فرمائی جس کی اصل فطرت "ملکیت" ہے اور جسم اور ڈھانچہ انسانی ہے، ان کو ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدس نام سے یاد رکھتے ہیں۔

رب ذو الجلال کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ و شاملہ نے ان دونوں میں باہمی جواز اور مناسبت بھی بہت زیادہ رکھی چنانچہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں تو دجال بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگا، اگر دجال کا ایک ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اچانک ظاہر ہوں گے، دجال آئے گا تو خدائی کا دعویٰ کرنے کا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آتے ہی نعرۂ عبدیت لگا کر ساری دنیا میں اپنی عظمت کا مسکہ بھادیا، دونوں کا لقب بھی "مسیح" ہوگا، دجال کا ظہور ملک شام میں ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی شام میں ہوگا، دجال کا کام اسلام کو مٹانا ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذمہ داری کفر کو مٹانا ہوگی، دجال آکر فساد برپا کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر عدل و انصاف سے دنیا کو بھر دیں گے، اگر دجال سے بڑے بڑے خوارق کا

ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوگا۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ جب دونوں میں اتنی زبردست مناسبت ہو جو ہے تو پھر دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے زمانے میں کیوں نہ آگیا؟ اس سوال کے جواب کے لئے اگر آپ ذیل کی حدیث یا درحقیقت تو بات سمجھنا آسان ہوگی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«يَكُونُونَ فِي امْتِي ثَلَاثُونَ كَذَابُونَ وَجَالُونَ»

ان میں سے آخری کذاب "دجال اکبر" ہوگا، سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ و السلام خاتم النبیین ہیں اور دجال خاتم الدجالین اس لئے اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہوا لیکن چونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ آفتابِ نبوت ہیں اور دجال سرِ پاپِ ظلمت، بنیٰ ظلمت آفتاب کے سامنے کیسے ٹھہر سکتی ہے اور مقابلہ بہر حال ہونا ہے اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ آفتابِ نبوت اپنے کسی نمائندے کو بھیج کر اس مقابلہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے لیکن نمائندہ ایسا ہونا چاہئے جس کو آفتابِ نبوت سے پوری پوری مناسبت ہو۔

آپ غور تو کریں کہ نبی علیہ السلام کو قرآن میں اللہ "عبداللہ" فرماتے ہیں: "وَاِنَّ لِمَا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دنیائے قافی میں قدم رکھنے کے ساتھ ہی "انسی عبد اللہ" کا نعرۂ مستان لگا یا تھا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آپ کی نمائندگی کرتے ہوئے دجال سے مقابلہ کر کے اس کو جہنم رسید کریں گے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اصل مقصد کی طرف توجہ کیجئے؟

﴿قرآن کریم میں دجال کی طرف اشارہ!﴾

یہ بات تو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر اور ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ



پورے قرآن میں لفظ ”دجال“ صراحتاً ایک مرتبہ بھی نہیں آیا تاہم کچھ آیات مبارکہ میں اس کی طرف اشارہ ضرور ملتا ہے اور نصحاء وبلغاء کا مسلم ضابطہ ہے: ”الکتابۃ ابلغ من التصریح“ یعنی کسی چیز کو صراحتاً ذکر کرنے سے زیادہ بلیغ اشارۃً ذکر کرنا ہوتا ہے۔

## (۱)

پارہ نمبر ۸، سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵۸ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾

”جس دن آپ کے رب کی کچھ نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو گا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی ہوگی۔“

امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

﴿ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْتَ مِنْهَا لَمْ تَكُنْ آمِنٌ مِنْ قَبْلِ أَوْ كَسَبْتَ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالْجَنَّةُ وَالْأَرْضُ﴾

(صحیح مسلم۔ حدیث نمبر ۳۹۸، ترمذی ۳۰۷۴)

”تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی ہو۔ (۱) مغرب سے سورج کا نکلنا (۲) دجال (۳) دابۃ الارض۔“

مندرجہ بالا آیت اور حدیث میں کمالی مطابقت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مذکورہ آیت میں اشارۃً دجال کا ذکر موجود ہے اور حدیث سے اس کی تفسیر و تائید دو رہی ہے۔

## (۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دنیا سے نزول اجال فرمائیں گے اور دجال کو جہنم رسید کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَرَأَى مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾

(احقافہ ۱۵۹)

”اور اہل کتاب میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے مسلمان ہو جائے گا۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا میں دوبارہ نزول کے بعد فوت ہونے اور فوت ہونے سے قبل تمام اہل کتاب کے ایمان لانے کا ذکر فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، قتل، دجال کے لئے ہوگا، جب ایک ضد کا ذکر قرآن کریم میں آگیا تو دوسری ضد خود بخود سمجھ میں آگئی اس لئے صراحتاً ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

علامہ ابن کثیرؒ نے مذکورہ بالا آیت کے تحت تحریر فرمایا ہے۔

”ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ حضرات مفسرین نے ”قبل موتہ“ کی تفسیر کے مرجع میں اختلاف کیا ہے، اکثر حضرات نے اس کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے لئے نزول فرمائیں گے تو تمام اہل کتاب ان کی تصدیق کریں گے اور سارے دین ایک ملت ہو جائیں گے یعنی ملت اسلامیہ منیفیہ۔“

(ابن کثیرؒ ج ۱ ص ۵۳)

اس سلسلے کے متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد ابن جریرؒ نے اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا

ہے اور ابن کثیرؒ نے اسی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

”اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن جریر کا قول ہی صحیح ہے اس لئے کہ سیاق آیات کا مقصد یہودیوں کے ”قتل عیسیٰ و سلب عیسیٰ“ کے دعویٰ کا بطلان ہے اور نادانانہ خیالیوں کے اس کو تسلیم کر لینے کا ذکر ہے چنانچہ اللہ نے خبر دی کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ ان کو اشتباہ و دھوکا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شہید کو قتل کر دیا اور ان کو پتہ ہی نہ چل سکا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا اور وہ اب تک زندہ اور باقی ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہوں گے جیسا کہ اس پر احادیث متواترہ و دلالت کرتی ہیں اور ہم عنقریب ان احادیث کو ذکر کریں گے، نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح الصلاہ یعنی دجال کو قتل فرمائیں گے، سلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ ختم کر دیں گے یعنی کسی دین والے سے بھی جزیہ قبول نہیں کریں گے بلکہ صرف اسلام یا تلواریں بات کریں گے۔“ (ابن کثیر ج ۱ ص ۵۵)

تفسیر ابن السعد میں اسی آیت کی دو تفسیروں (بہ اور موتہ) پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

”وَقِيلَ كَلَّا الضَّمِيرُ لِعِيسَى وَالْمَعْنَى وَمَنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْمَوْجُودِينَ عِنْدَ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحَدُ الْأَلْبُومِينَ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَرَى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا يُؤْمِنُ بِهِ حَتَّى تَكُونَ الْمِلَّةُ وَاحِدَةً وَهِيَ مِلَّةُ الْإِسْلَامِ، وَ يَهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الدَّجَالُ وَ تَفْعُ الْأَمْنَةُ الْخَطِيئَةَ“

(تفسیر ابن السعد ج ۱ ص ۵۵)

”بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں تفسیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہیں، آیت کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی اہل کتاب نزول عیسیٰ کے وقت موجود ہوں گے، انتقال عیسیٰ سے پہلے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے، چنانچہ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں آسمان سے نزول فرمائیں گے اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ایک ہی ملت، ملت اسلام باقی رہ جائے گی، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کر دائیں گے اور امن قائم ہو جائے گا۔“

تفسیر نعمۃ الانوار ص ۱۶۳ پر بھی اس احتمال کو ذکر کیا گیا ہے بلکہ اسی کو رائج قرار دیا گیا ہے۔

خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اس آیت کے تحت اپنی شہرہ آفاق تفسیر ”عارف القرآن“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی آسمان میں زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب جب یہود میں مسیح دجال ظاہر ہوگا، اس وقت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور اترنے کے بعد مسیح دجال کو قتل کریں گے، اس وقت یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئیں گے۔“

(عارف القرآن ج ۲ ص ۳۵۸)

(۳)

تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۱۰۱ پر علامہ بغویؒ نے آیت ذیل کی جو تفسیر کی ہے اس سے بھی دجال کے مذکور فی القرآن ہونے پر روشنی پڑتی ہے۔

”وَنَخْلُقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَئِنْ

اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۷﴾

”یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا زیادہ ہماری ہے لوگوں کو پیدا کرنے سے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔“

امام بغوی تحریر فرماتے ہیں:

وقال اهل التفسير خزلت هذه الآية لى اليهود، وذلك انهم قالوا للنبي ﷺ ان صاحبنا المسيح بن داود. يعنون الدجال. يخرج فى آخر الزمان فيبلغ سلطانه البر والبحر، ويرد الملك البناء، قال الله تعالى "فاستعد بالله" اى من فتنه الدجال

”مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ ہمارا ساتھی مسیح بن داود یعنی دجال آخر زمانے میں نکلے گا اور اس کی بادشاہت برہمچر میں پھیل جائے گی اور ہمیں پھر سے بادشاہت مل جائے گی۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی علیہ السلام! آپ اللہ کی پناہ میں آجائیں یعنی دجال کے فتنے سے۔“

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی فتح الباری ج ۳ ص ۹۸ میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو مستحسن قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس تفسیر کے مطابق ”الناس“ سے مراد یہاں ”دجال“ ہوگا۔

اس موقع پر راقم الحروف کے ذہن میں مذکورہ آیت کے تحت ایک نکتہ بلا تکلف وارد ہوا ہے قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے پیش خدمت ہے۔

مذکورہ صدر آیت میں زمین و آسمان کی تخلیق کو ”الناس“ کی تخلیق سے ”اکبر“ قرار دیا گیا ہے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی مسلم شریف

کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

”ما بين خلق آدم الى قيام الساعة خلق اكبر من الدجال“ (مسلم ۷۳۹۵)

مکویا مسلم شریف کی یہ حدیث، آیت قرآنی کی تفسیر ہے اور اس سے بھی وقتی مقدمہ ثابت ہو رہا ہے، جو امام بغویؒ کا صحیح نظر تھا کیونکہ آسمان و زمین اپنی تخلیق کے اعتبار سے ”اکبر“ ہیں اور دجال اپنے فتنے کے اعتبار سے ”اکبر“ ہے، اگر آسمان و زمین اپنی صلابت اور مضبوطی میں ”اکبر“ ہیں تو دجال اپنی ساخت میں ”اکبر“ ہے، اگر آسمان و زمین جمادات میں ”اکبر“ ہیں تو دجال حیوانات میں ”اکبر“ ہے، اگر آسمان و زمین تخلیق آدم سے قبل اکبر ہیں تو دجال تخلیق آدم سے لے کر قیام قیامت تک ”اکبر“ ہے۔ اگر آسمان و زمین اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے ”اکبر“ ہیں تو دجال شیطان کا آلہ ہونے میں ”اکبر“ ہے۔

آیت اور حدیث میں اتحاد مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر آیت مذکورہ میں بھی دجال کی طرف اشارہ مان لیا جائے تو یہ صرف چند مفسرین کی رائے نہیں ہوگی بلکہ امام المفسرین اور صاحب قرآن ﷺ کی طرف سے بھی تائید ہوگی۔ واللہ اعلم

(۴)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ حدیث شریف کی مشہور کتاب ”مشکوٰۃ المصابیح“ کی شرح ”التعلیق الصبیح“ میں اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”قال العبد الضعيف عفا الله عنه: لا يبعد ان يكون ذكر الدجال [اعاذنا الله من فتنه] منظوماً على قوله تعالى: هل انبئكم على من تنزل الشيطان تنزل على كل افاك ائيم [الشعر: ۲۲۱، ۲۲۲] الآية. وفي قوله: ومن

اظلم من افترى على الله كذبا او قال اوحى الي و لم  
 يوح اليه شئ و من قال سائر مثل ما انزل الله [الانعام:  
 ۹۳] و لذاورد في الحديث ذكر الدجالين بصفة  
 الكذب كما في الصحيحين عن ابي هريرة عن النبي  
 ﷺ لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون  
 فربون من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله اى يفترى  
 على الله الكذب، و يقول انه يوحى الي و لا يوحى اليه  
 شئ، و الدجال الاكبر الذى حدث به كل نبي و انذر و  
 اخبر نبينا ﷺ انه اعور، هو اس الفاكين، و الافتراء  
 على الله الكذب و ان كان ظهوره احيرا حتى ظهرت  
 صفة الكذب على جبينه كما اشرقت انوار صدق  
 الرسالة على جبين نبينا الصادق المصدوق محمد  
 ﷺ و ظهرت سمة صدق النبوة على ظهوره ﷺ و قد  
 امر الله عز وجل بقتال ائمة الكفر حيث قال: و قاتلوا  
 ائمة الكفر و لا ريب ان الدجال الاكبر هو الامام  
 العظيم لجميع ائمة الكفر فهو احق بالقتال فلذا قدر  
 نزول عيسى بن مريم عليه السلام و ظهور المهدي  
 لقتله و قتال اتباعهم فافهم، و الله سبحانه و تعالى  
 اعلمه. و علمه اتم و احكم. (الفتح المبین ج ۹ ص ۲۰۶)

"بندہ ضعیف غرض گزار ہے کہ یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں ہے کہ دجال  
 کا ذکر اس ارشاد خداوندی کے تحت مندرج ہو "هل انبکم علی من تنزل  
 الشیطان تنزل علی کل الفاک ائیم" اسی طرح "و من اظلم ممن  
 افترى على الله الح۔"

اسی لئے تو احادیث میں "وہالوان" کا ذکر "کذب"  
 کی صفت کے ساتھ کیا گیا ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت اس  
 وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمہیں کے قریب و جال کذاب نہ  
 بھیج دیئے جائیں، ان میں سے ہر ایک یزعم فویش خدا کا پیغمبر  
 ہوگا یعنی وہ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھے گا اور کہے گا کہ پیغمبر پر وحی  
 آتی ہے حالانکہ اس پر کچھ وحی نہیں آتی ہوگی۔ اور دجال اکبر وہی تو  
 ہے جس کی تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے خبر دی ہے اور ہمارے  
 نبی حضرت محمد ﷺ نے آگاہ کیا ہے کہ وہ کانا ہوگا اور تہمت  
 تراشوں کا سرخند۔

دجال کا افتراء علی اللہ گواخیر میں ظاہر ہوگا لیکن اس کی  
 پیشانی پر اس کذاب و افتراء کی علامت (بصورت کافر لگنے کے)  
 ظاہر ہو جائے گی جیسا کہ حضور ﷺ کی جبین مبارک صدق  
 رسالت کے انوارات سے جگمگاتی تھی اور پشت مبارک پر بھی  
 صدق نبوت کے آثار ظاہر رہا کرتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے "کفر کے سرغنوں" سے قتال کا بھی حکم  
 دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ کفر کے سرغنوں سے قتال کر دو، اور اس میں  
 کسی شتم کا شک نہیں کہ دجال اکبر تمام ائمة کفر کا امام اعظم ہوگا لہذا  
 اس سے تو بطریق اولیٰ قتال کا حکم ہوگا، اسی مقصد کے لئے اللہ  
 تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امام مہدی علیہ  
 الرضوان کا ظہور مقدر فرمادیا تاکہ اس کو اس کے پیچ و کاروں سمیت  
 قتل کر دیں۔

فافهم، و الله سبحانه و تعالى اعلم، و علمه اتم و احکم



(۵)

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب "المصابیہ" میں اس موضوع کے آخر میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ رجال کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں کیا گیا؟ اور اس کے جواب میں دو آیتیں (جو ہم نے بھی پہلے اور دوسرے نمبر پر ذکر کی ہیں) نقل کی ہیں پھر "الثالث" کا عنوان قائم کر کے تحریر فرماتے ہیں۔

"رجال کا نام لے کر قرآن میں اس کا ذکر اس کی "حقارت" کے پیش نظر نہیں کیا گیا کہ وہ الوہیت کا حریف ہو گا حالانکہ اس کا بشر ہونا ہی اللہ رب العالمین کے جلال، عظمت، کبریائی اور نقص سے منزه ہونے کے منافی ہو گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا معاملہ اتنا حقیر اور اتنا چھوٹا تھا کہ اس کا ذکر ہی نہیں کیا اور اتنا دھتکارا ہوا کہ اس کے دعویٰ کی حقیقت ہی مشکف نہ فرمائی اور نہ اس سے ڈرایا۔

لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے جناب باری تعالیٰ کے بدلے اپنی اپنی امتوں کے سامنے اس کو کھول کر بیان فرما دیا اور اس کے ساتھ موجود گمراہ کن فتنوں سے ڈرایا اور ان خلاف عادت امور سے تنبیہ فرمائی جو گمراہ کن ہوں گے۔

حاصل یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی خبر پر اکتفاء کر لیا گیا چنانچہ سید ولد آدم، امام الاقویاء علیہ السلام سے اس سلسلے کی احادیث تو اتر سے منتقل ہیں اور اس کے حقیر تذکرے کو قرآن کریم میں بوجہ جلال خداوندی کے ذکر نہیں کیا گیا اور ہر قوم کے نبی پر اس کو بیان کرنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔

اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ قرآن کریم میں فرعون کا

بھی تو ذکر کیا گیا ہے حالانکہ اس نے دعویٰ الوہیت کر کے کتنا بڑا جھوٹ اور بہتان باوجود حقائق چنانچہ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ اے سردار دوا میں اپنے نانا کو کسی کو تمہارا خدا نہیں جانتا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون کا معاملہ گزر چکا، اس کا جھوٹ ہر مومن کیا، ہر عقلمند کے سامنے واضح ہو چکا اور رجال کا معاملہ آئندہ زمانے میں پیش آئے گا اور وہ مستقبل میں بندوں کے لئے امتحان و آزمائش کا سبب بنے گا پس قرآن میں اس کا ذکر نہ کرنا اس کی حقارت، اور اس کے ذریعے آزمائش ہونے کی وجہ سے ہے اور اس کا جھوٹ اتنا واضح ہے کہ اس پر تنبیہ کرنے یا خوف دلانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔"

(الاحیاء فی السنن والامام ص ۱۲۵)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری ج ۱۳ ص ۹۸ پر یہی سوال جواب تحریر فرمایا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ امام ابن کثیرؒ نے "فرعون" کی مثال دی ہے اور حافظ صاحبؒ نے "یا جوج ماجوج" کی۔ اور ابن کثیرؒ والا جواب انہوں نے اپنے شیخ امام بلقینی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اس موقع پر ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ حافظ ابن کثیرؒ یا امام بلقینیؒ کے جواب کا منشاء یہ ہے کہ گو فرعون کا ذکر بھی حقارت کے پیش نظر نہیں کیا جانا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس کے ساتھ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اس لئے اس کا تذکرہ کر دیا گیا، جب کہ رجال کا معاملہ اس کے برعکس ہے اور اس کا تذکرہ مستقبل میں پیش آئے گا، اس لئے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا، سوال یہ ہے کہ یا جوج ماجوج کا تذکرہ بھی تو بعد میں ہی ظہور پذیر ہو گا، اس طرح تو اس کا ذکر بھی حقارت کے پیش نظر نہیں کیا جانا چاہئے تھا حالانکہ قرآن کریم میں دو جگہ یا جوج ماجوج کا تذکرہ کیا گیا ہے ان دونوں میں فرق کیا ہے؟

شاید اسی وجہ سے حافظ ابن کثیرؒ نے یا جوع مابوع کی مثال کو چھیڑا ہی نہیں بلکہ فرعون کی مثال ذکر کی اور یہ بھی ممکن ہے کہ حافظ ابن کثیرؒ نے اس کے آگے جو تقریر لکھی ہے وہ اسی کا جواب ہو۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض اوقات کسی چیز کا ذکر اس لئے بھی نہیں کیا جاتا کہ وہ بہت واضح ہوتی ہے جیسے حضور ﷺ نے اپنے مرض الوفا میں ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت نامہ لکھنے کا ارادہ فرمایا پھر یہ کہہ کر اس ارادے کو ترک فرما دیا کہ اللہ اور مومنین ابو بکر کے علاوہ کسی کو پسند ہی نہیں کریں گے یعنی یہ بات واضح ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی دوسرے کو خلیفہ نہیں بنایا جائے گا۔ اسی طرح دجال کا ناقص الخلق اور مذہم السورت ہونا اتنا واضح تھا کہ قرآن کریم میں اس کے ذکر کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ یہی وجہ تو ہے کہ جس مؤمن کو دجال قتل کرنے کے بعد زندہ کرنے کا پھر دوبارہ اس کو مارنا چاہے گا تو قادر نہ ہو سکے گا، اس وقت اس کا جواب یہ ہوگا کہ بخدا تیرے بارے میں میری بصیرت میں اور اضافہ ہوا ہے کہ تو وہی کاٹا کذاب ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی۔

## ﴿دجال کے متعلق عقیدہ﴾

دجال کا ظہور اور خروج برحق ہے، اس میں کسی شک و شبہ یا تردید کا کوئی معنی نہیں اس لئے کہ احادیث صحیحہ اور متواترہ سے اس کا ثبوت پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے کہ قریب قیامت میں "دجال" کا آنا، فتنہ و فساد پھیلانا اور بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچنا علم خداوندی میں ازل سے موجود ہے۔

چنانچہ شیخ احمد عظیمی اپنی کتاب "اسح الدجال" میں تحریر فرماتے ہیں:

بَلَّغْتُكَ أَنَّ الْأَحَادِيثَ الْوَارِدَةَ فِي صِفَةِ الدَّجَالِ وَ  
خُرُوجِهِ كَثِيرَةٌ وَ مُتَنَوِّعَةٌ وَ رَوَاهَا جَمْعٌ غَفِيرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ. وَلِذَا صَرَّحَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِتَوَاتُرِهَا وَ مِنْ  
هَؤُلَاءِ ابْنُ كَتَّانٍ فِي تَفْسِيرِهِ وَ الشُّرَكَانِيُّ وَ الْفُفِيُّ  
ذَلِكَ كِتَاباً "سَمَاءُ التَّوَضُّعِ فِي تَوَاتُرِ مَا جَاءَ فِي  
الْمُنْتَظَرِ وَ الْمَسِيحِ"

و قَالَ الْكَتَّانِيُّ وَ قَدْ ذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدَاتِهَا وَارِدَةً  
مِنْ طَرَفِ كَثِيرَةٍ صَحِيحَةٍ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ فِي  
التَّوَضُّعِ لِلشُّرَكَانِيِّ مِنْهَا مِائَةٌ حَدِيثٌ وَ هِيَ فِي  
الشَّحَاحِ وَ الْمَعَاجِمِ وَ الْمَسَانِيدِ، وَ التَّوَاتُرِ يَحْصُلُ  
بِدُونِهَا فَكَيْفَ بِمَجْمُوعِهَا؟ (اسح الدجال ص ۱۷)

"اس میں کوئی شک نہیں کہ دجال کی صفات اور اس کے خروج کے متعلق وارد شدہ احادیث بہت زیادہ اور متنوع ہیں جن کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے، اسی لئے اہل علم نے ان روایات کے متواتر ہونے کی تصدیق کی

ہے، جن میں سے ابن کثیر بھی ہیں (انہوں نے) اپنی تفسیر میں (تفسیر کی ہے) اور شوکانی ہیں۔ نیز علامہ شوکانیؒ نے اس میں ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے "التوضیح فی تواتر ما جاء فی المنظور و المسیح" کتابی "فرماتے ہیں کہ بہت سے علماء نے ذکر کیا ہے کہ سلسلہ دجال کی احادیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بناءت سے کثیر تعداد میں صحیح اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، صرف شوکانیؒ کی توضیح ہی میں اس سلسلے کی سو احادیث موجود ہیں جو حدیث کی کتابوں صحاح، معاجم اور مسانید میں منقول ہیں اور تواتر تو اس سے کم میں بھی حاصل ہو جاتا ہے، ان سے تو بطریق اولیٰ ہو جائے گا۔"

نہ صرف یہ کہ احادیث دجال تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں اس لئے خروج دجال کو اپنے عقیدے کی فہرست میں شامل کر لیا جائے بلکہ اس پر علماء امت کا اجماع بھی موجود ہے، چنانچہ خاتم المسندین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں۔  
"قیامت کی علامات کبریٰ میں سے دوسری علامت "خروج دجال" ہے جو احادیث متواترہ اور اتباع امت سے ثابت ہے۔"

(فتاویٰ الاسلام ج ۱ ص ۶۵)

خروج دجال علامات قیامت میں سے بذات خود ایک اہم علامت اور دوسری علامت کی تکمیل ہے یعنی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ اس لئے علماء کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ اپنی اولاد اور اہل خانہ کو اس کے قتل کے بارے میں بتاتے رہنا چاہئے چنانچہ علامہ غزالیؒ تحریر فرماتے ہیں:

فإن یغنی لكل عالم ولا سبما فی زماننا هذا الذی عمت  
فیه الفتن، و کثرت فیه المسحن، و اندرست فیه معالم

السنن، و صارت فیه السنة کالبدعة، و البدعة شرعا  
یمنع ولا حول ولا قوة الا باللہ ان یشیع حدیثه و یکثر  
خبره فی الناس ﴿﴾

(لوائح الانوار المجلد ۲/۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸ بحوالہ المسیح الدجال ص ۵)

"ہر عالم کے لئے ضروری ہے خاص طور پر اس زمانے میں، جب کہ نئے نام ہو چکے، تکالیف بڑھ گئیں، نشانات سنت منادیئے گئے، اور سنت بدعت کی طرح ہو چکی اور اب شرعی معاملات میں بدعت کی پیروی کی جا رہی ہے، کہ سلسلہ دجال کی احادیث کی اشاعت کرے اور لوگوں میں اس کا کثرت سے تذکرہ کرے۔"

شیخ یوسف الوابل نے اپنی کتاب "اشرار السانہ" میں تحریر فرمایا ہے۔

"خوارق دجال کے ذکر میں صحیح اور ثابت شدہ احادیث وارد ہیں، نہ تو کسی شبہ کی وجہ سے ان کو روکیا جانا جائز ہے اور نہ ان کی غلط سلسلہ تاویل کرنی چاہئے، احادیث دجال میں نہ تو کوئی اضطراب ہے اور نہ تعارض۔" (اشرار السانہ ص ۳۲۰)

امام ابن ماجہ نے اپنی کتاب سنن ابن ماجہ میں دجال سے متعلق حضرت ابو امامہؓ کی ایک طویل روایت نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے:

وقال ابو عبد اللہ سمعت ابا الحسن الطائفي يقول  
سمعت عبد الرحمن المحامبي يقول ينبغي ان يدفع  
هذا الحديث الى المؤدب حتى يعلمه الصبيان في  
الكتيب ﴿﴾ (سنن الامام ماجہ - رقم الحديث ۴۰۷۷)

"ابو عبد اللہ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن الطائفيؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالرحمن محامبيؒ سے سنا ہے کہ یہ حدیث استاذ کو بتانی چاہئے تاکہ وہ اپنے شاگرد بچوں کو کتاب میں

یہ حدیث سکھائے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات تو مکمل کر سامنے آگئی کہ دجال کے متعلق وارد شدہ احادیث تو اتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ ان کا انکار یا تاویل کرنا جائز نہیں۔ اہل سنت و الجماعت کے مسلم عقائد اور ایمانی طور پر اس کا ثبوت ہے اور اس کی اتنی اہمیت ہے کہ بچوں تک کو اس کے فتنے سے آگاہ اور خبردار کرنا ضروری اور استاذ کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امام قرطبی کی کتاب "المذکرہ" سے بھی خروج دجال کے متعلق اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ نقل کر دیا جائے۔ فرماتے ہیں:

هذا لا يمتنع بالذبح والخراج وخروج حقی، وهذا مذهب اهل السنة وعامة اهل الفقه والحديث خلافا لمن انكر امره من الخوارج وبعض المعتزلة (۵۵۲)

"دجال اور اس کے خروج پر ایمان لانا برحق ہے اور یہی اہل سنت و الجماعت، اور اکثر فقہاء و محدثین کا مذہب ہے بخلاف خوارج اور بعض معتزلہ کے، کہ وہ اس کے منکر ہیں۔"

علامہ نسفیؒ اپنی مشہور کتاب عقائد نسفیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضور ﷺ نے قیامت کی جو علامات ذکر فرمائی ہیں مثلاً خروج دجال، ولایۃ الارض، یاجوج ماجوج، آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا سو یہ تمام چیزیں برحق ہیں۔" (شرح عقائد نسفیہ ص ۷۴)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"دجال کے بارے میں ایک دو نہیں، بہت سی احادیث ہیں اور یہ عقیدہ امت میں ہمیشہ سے متواتر چلا آیا ہے۔ بہت سے اکابر امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی

احادیث متواتر ہیں۔" (آپ کے مسائل اور مسائل حل ص ۲۸۰)

﴿دجال سے متعلق احادیث مبارکہ کے راوی صحابہ کرام﴾

چونکہ ہر دعویٰ کی کوئی نہ کوئی دلیل ہوتی ہے اور دعویٰ بلا دلیل مسنون نہیں ہوتا اس لئے۔ طور بالا میں جو دعویٰ کیا گیا ہے کہ دجال سے متعلق روایات تو اتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں، یہاں ان روایات کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ تفصیلات عنقریب آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

نمبر شمار	نام صحابی رضی اللہ عنہ	حوالہ جات
۱	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	ترمذی ۳۲۳۷۔ ابن ماجہ ۴۰۷۲۔ مسند احمد۔ حاکم
۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	مسلم ۳۳۵۳۔ ابوداؤد ۴۲۲۹۔ ترمذی ۲۲۳۹
۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ	مسند احمد۔ عقد الدرر ص ۳۳۸
۴	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	بخاری ۶۳۶۵۔ مسند احمد۔ الوفا ص ۶۷۴
۵	حضرت ابوجہید بن الجراح رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۷۵۶۔ ترمذی ۲۲۳۳
۶	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	مسند احمد۔ مجمع الزوائد۔ مسلم ۴۳۵۵
۷	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	مسلم ۴۲۸۱۔ ابن ماجہ ۴۰۸۱
۸	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۵۷۳۱۔ مسلم ۴۷۴۴۔ ابوداؤد ۴۲۲۳۔ ترمذی ۲۲۳۳۔ نسائی ۵۵۰۷۔ مؤطا مالک ص ۶۹۸
۹	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	بخاری ۱۸۸۲۔ مسلم ۴۳۷۷۔ مسند احمد۔ حاکم۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۳



۱۰	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	بخاری ۱۸۸۱، مسلم ۷۳۶۴، ابوداؤد ۴۳۱۶، ترمذی ۲۲۳۹، نسائی ۵۳۹۷، ابن ماجہ ۴۰۵۶
۱۱	حضرت حجاز بن جہل رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۳۴۹۳، ترمذی ۲۲۳۸، ابن ماجہ ۳۰۹۴
۱۲	حضرت عبداللہ بن مرثد رضی اللہ عنہما	بخاری ۳۳۳۹، مسلم ۷۳۶۱، ابوداؤد ۴۲۳۴، ترمذی ۲۲۳۵، موطا مالک ص ۷۱۴، مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۰
۱۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	بخاری ۶۳۶۸، مسلم ۱۳۲۳، نسائی ۱۳۷۶، ابن ماجہ ۳۸۳۸
۱۴	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	طبرانی بحوالہ المعانی ص ۱۱۴
۱۵	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	مسلم ۷۳۵۹
۱۶	حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۳۳۲۰
۱۷	حضرت خیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۱۲۲، مسلم ۷۳۷۸، ابن ماجہ ۴۰۷۳
۱۸	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۱۳۰، مسلم ۷۳۲۸، ابوداؤد ۴۲۳۳، ابن ماجہ ۴۰۷۱
۱۹	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۳۱۹، مسند احمد
۲۰	حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۸۵، ابوداؤد ۴۳۱۱، ابن ماجہ ۴۰۵۵، ترمذی ۲۱۸۳
۲۱	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	مسلم ۱۱۳۳، نسائی ۵۵۱۴، ابن ماجہ ۳۸۴۰، مسند احمد
۲۲	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما	مسلم ۷۳۸۱، نسائی ۵۳۹۲

۲۳	حضرت اسامہ بنت یزید رضی اللہ عنہما	ترمذی ۵۶۰، مسند احمد، مجمع الزوائد بحوالہ النخایہ ص ۱۰۵، مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۲۱
۲۴	حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا	مسلم ۷۳۹۳
۲۵	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	مسلم ۱۸۸۲، ابوداؤد ۳۳۲۳، ترمذی ۳۸۸۶
۲۶	حضرت غنیمہ رضی اللہ عنہ	مسند احمد، طبرانی، مجمع الزوائد بحوالہ النخایہ ص ۹۲
۲۷	حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۱۸۷۹، ترمذی ۲۲۳۸، المسند عبدالرزاق ۲۰۸۲۳
۲۸	حضرت ابوذر ثقفی رضی اللہ عنہ	مسند احمد، طبرانی، مجمع الزوائد ص ۲۵، بحوالہ مسند
۲۹	حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۷۳، ابوداؤد ۴۳۲۱، ترمذی ۴۲۳۰، ابن ماجہ ۴۰۷۵
۳۰	حضرت باغ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۸۳، ابن ماجہ ۴۰۹۱
۳۱	حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ	ترمذی ۲۲۳۳، مصنف عبدالرزاق ۲۰۸۳۵
۳۲	حضرت قاطبہ بنت قیس رضی اللہ عنہا	مسلم ۷۳۸۶، ابوداؤد ۴۳۲۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۲
۳۳	حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ	ابن ماجہ ۴۰۷۷، ابوداؤد ۴۳۲۲
۳۴	حضرت حمیم بن ابی ریحان رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۸۶، ابوداؤد ۴۳۲۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۳
۳۵	حضرت سرہ قنہ بن جندب رضی اللہ عنہ	مسند احمد، ابن حبان، حاکم بحوالہ النخایہ ص ۹۳

۳۶	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۳۵۵، مسلم ۳۵۳، ابوداؤد ۳۳۱۱
۳۷	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	مسلم ۷۳۹۵، مصنف عبد الرزاق ۲۰۸۲۸
۳۸	حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	طبرانی بحوالہ انصاریہ ص ۱۱۳
۳۹	حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ	مسند احمد و مجمع الزوائد
۴۰	حضرت مہد اللہ بن ہبیر رضی اللہ عنہ	ابوداؤد ۴۲۹۶، ابن ماجہ ۴۰۹۳
۴۱	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	طبرانی، مجمع الزوائد بحوالہ انصاریہ ص ۱۲۰
۴۲	حضرت نجیح بن ادریس رضی اللہ عنہ	مسند احمد، مجمع الزوائد بحوالہ انصاریہ ص ۱۲۰
۴۳	حضرت نضیک بن سمریم رضی اللہ عنہ	مسند بزار بحوالہ انصاریہ ص ۱۲۲
۴۴	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	ابن ماجہ ۴۰۹۱
۴۵	حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ	بخاری ۷۱۳۰، مسلم ۷۳۷۱، ابوداؤد ۳۳۱۵
۴۶	حضرت عمرو بن حوف رضی اللہ عنہ	ابن ماجہ ۴۰۹۲
۴۷	حضرت ابو اؤل رضی اللہ عنہ	اصح الہمال للطبیطوی ص ۴۱ بحوالہ مسند احمد، المثنی ص ۳۲۶
۴۸	حضرت سعید بن حانی رضی اللہ عنہ	المثنی ص ۳۱۳، مجمع الزوائد
۴۹	حضرت معتب بن جابر رضی اللہ عنہ	اصح الہمال و نزول عیسیٰ بن مریم ص ۱۰ بحوالہ مسند احمد ۷/۴
۵۰	حضرت فہان بن ماسم رضی اللہ عنہ	احمد کرم ص ۵۴۷
۵۱	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	امام ترمذی نے حضرت انس کی روایت (۲۲۳۲) نقل کر کے ان کا حوالہ "وفی الباب من اسامہ بن زید" سے دیا ہے۔

۵۲	حضرت عبد اللہ بن قفل رضی اللہ عنہ	امام ترمذی نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی روایت (۲۲۳۳) نقل کر کے ان کا حوالہ "وفی الباب من عبد اللہ بن قفل" سے دیا ہے۔ طائبات قیامت ص ۸۴
۵۳	حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ	امام ترمذی نے مجمع بن جابرہ کی روایت (۲۲۳۳) نقل کر کے ان کا حوالہ "وفی الباب من ..... ابی ہریرہ" سے دیا ہے۔
۵۴	حضرت کسان رضی اللہ عنہ	امام ترمذی نے مجمع بن جابرہ کی روایت (۲۲۳۳) نقل کر کے ان کا حوالہ "وفی الباب من ..... کسان" سے دیا ہے۔
۵۵	من رطل من الصحابہ	مسلم شریف - ۷۳۵۶، مصنف عبد الرزاق ۲۰۸۲۰
۵۶	حضرت عبد اللہ بن مغفم رضی اللہ عنہ	انصاریہ لابن کثیر ۱۰۴۹، بحوالہ طبرانی
۵۷	حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	بخاری شریف ۱۰۵۳، مسلم شریف ۲۱۰۳
۵۸	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	مسلم شریف - ۷۲۱۴
۵۹	حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہ	المثنی ص ۳۲۶
۶۰	حضرت مہد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ	مسند احمد ۵/۵۶۳، ۳۶/۵، حاکم ۱۰۸/۳، التذکرۃ لابن ابی عامر ص ۱۷۷

قارئین کرام! آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس طویل فہرست میں کتنے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی آئے ہیں اور یہ تو راقم الحروف کی مختصر سی علمی نگلہ انبی کا نبوت ہے ورنہ تلاش اور جستجو سے نجانے مزید کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا

نام اس فہرست میں اضافہ کر سکے گا اس لئے ایک قسم و ایک لفظ ان تمام روایات کو من گھڑت، مبنی بر کذب اور خیالی کہانیاں قرار دینا شاید کسی بھی فطنند کے نزدیک صحیح اور انصاف نہ ہو بالخصوص جب کہ بخاری اور مسلم جیسے نقادین محدثین نے ان احادیث کو اپنی کتابوں میں جگہ دے دی تو ہمارے لئے ان کی تحقیق ہی از بس ہے۔

آج کل کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ بخاری شریف میں اس موضوع کی روایات ذکر نہیں کی گئیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات صحیح نہیں اور گزشتہ صفحات میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان روایات کا حوالہ گذر چکا ہے جن کی تخریج امام بخاری نے فرمائی ہے۔

### ﴿اقوال و آراء علماء کرام﴾

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت کے بعد "انما یخشى الله من عباده العلموا" کی مفت سے متصف کچھ علماء کرام کی آراء بھی ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ یہ پہلو بھی نقشہ نہ رہ جائے۔

### (۱) قاضی عیاض رحمہ اللہ کی رائے

احادیث و جال کو نقل کرنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:

"ان احادیث میں و جال کے پاسے جانے کی خبر صحیح ہونے میں اہل سنت کے لئے حجت موجود ہے اور یہ کہ وہ ایک معین شخص ہوگا جس کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کا امتحان لے گا۔ اور اس کو کچھ چیزوں پر قدرت بھی دے گا جیسے اپنے عی نقل کئے ہوئے کو زندہ کرنا، سرسبزی، نہروں، جنت اور جہنم کا ظہور اور زمین کے خزانوں کا اس کے پیچھے پیچھے چلنا وغیرہ۔۔۔۔۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت سے ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو بے بس کر دیں گے

چنانچہ وہ کسی بھی شخص کو نقل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا اور اس کے امر کو باطل کریں گے اور حضرت تہنی علیہ السلام اس کو نقل کر دیں گے۔"

اس میں بعض خوارج، معتزلہ اور جمہیہ نے اختلاف بھی کیا ہے اور وجود و جال کا انکار کیا ہے اور صحیح احادیث کو رد کر دیا ہے (جو کہ ظاہر ہے کہ غلط ہے)۔

(المسح الذی جال للظلم طاوی ص ۱۴)

### (۲) امام قرطبی رحمہ اللہ کی رائے

امام قرطبی اپنی کتاب "الذکر فی احوال الموقی و امور الآخرة" میں "فصل" کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"و جال اور اس کے خروج پر ایمان لانا باحق ہے اور یہی اہل سنت و الجماعت اور اکثر فقہاء و محدثین کا مذہب ہے، بخلاف ان خوارج اور بعض معتزلہ کے جنہوں نے اس کے وجود کا انکار کیا ہے (ان)۔" (الذکر ص ۵۵)

### (۳) امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی رائے

امام ابن کثیر نے و جال سے متعلق مروی احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

"و جال بنی آدمی میں کا ایک شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے آخر زمانے میں اپنے بندوں کے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے اس کے ذریعے بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے راہ راست پر آجائیں گے اور گمراہ ہونے والے فاسق ہی ہوں

گئے۔ (المعجم، تحقیق ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود ص ۱۳۳)

### (۳) شیخ یوسف بن عبد اللہ الوابلؒ کی رائے

احادیث دجال کو قتل کرنے کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے:  
 ”گزشتہ صفحات میں ذکر کی گئی احادیث آخر زمانے میں خروج  
 دجال کے تواتر پر دلالت کرتی ہیں نیز یہ کہ وہ ھینچے ایک شخص ہوگا  
 (کوئی خیالی اور فرضی نہ ہوگا) اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق  
 بڑے بڑے خوارق اس کو عطا فرمائیں گے۔“ (اشراہ الساعۃ ص ۳۱۵)

### (۵) امام طحاوی رحمہ اللہ کا عقیدہ

امام طحاویؒ ”عقیدۃ طحاویہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔  
 ﴿وَنُزُولُ نَارٍ بِأَشْرَاطِ السَّاعَةِ: مِنْ خُرُوجِ الدَّجَالِ، وَنُزُولِ  
 عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. مِنَ السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ﴾  
 (شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن اعراب ص ۵۶۳)  
 ”اور ہم علامات قیامت پر ایمان رکھتے ہیں مثلاً خروج دجال اور  
 آسمان سے نزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ“

### (۶) امام ابو جعفر الکتانی رحمہ اللہ کی تحقیق

آپ اپنی کتاب ”العلم المبین فی الحدیث التواتر“ ص ۲۲۸ پر تحریر فرماتے  
 ہیں۔

﴿وَقَدْ ذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدَانِهَا وَارِدَةً مِنْ طَرِيقٍ كَثِيرَةٍ  
 صَحِيحَةٍ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَفِي التَّوَضُّعِ  
 لِلشُّوْكَانِيِّ مِنْهَا مِائَةُ حَدِيثٍ، وَهِيَ فِي الصَّحَاحِ، وَ

المعاجم، و المسانید، و التواتر یحصل بدونها فكيف  
 بمجموعها﴾

”متعدد علماء کرام نے ذکر کیا ہے کہ سلسلہ دجال کی احادیث  
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے صحیح سندوں کے  
 ساتھ کثرت سے مروی ہیں چنانچہ شوکانی کی توفیح میں اس سلسلے کی  
 سو حدیثیں درج ہیں جو صحاح، معاجم اور مسانید کے حوالے سے لی  
 گئی ہیں، تواتر تو اس سے کم میں بھی ہو جاتا ہے اس سے کیوں نہ  
 ہوگا؟“

### (۷) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی رائے

آپ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ میں ایک سوال  
 کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔  
 ”دجال کے بارے میں ایک دو نہیں، بہت سی احادیث ہیں اور یہ  
 عقیدہ امت میں ہمیشہ سے متواتر چلا آیا ہے۔ بہت سے اکابر  
 امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ  
 السلام کی احادیث متواتر ہیں“  
 (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۸۰)

### (۸) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی رائے

آپ اپنی مشہور کتاب ”معارف الحدیث“ میں تحریر فرماتے ہیں۔  
 ”حدیث کے ذخیرے میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے  
 دجال سے متعلق اتنی حدیثیں مروی ہیں جن سے مجموعی طور پر یہ  
 بات قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے



قیامت کے قریب دجال کے ظہور کی اطلاع دی ہے اور یہ کہ اس کا نعتہ ہند گاہن خدا کے لئے عظیم ترین اور شدید ترین نعتہ ہوگا۔“

(عارف الحدیث - ج ۳ ص ۱۲۶)

### ﴿”دجال“ کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابیں﴾

یوں تو ”علامات قیامت“ پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں دجال کا تذکرہ ہونا ایک بدیہی اور ظاہری بات ہے لیکن جن کتابوں میں خاص طور پر اس موضوع کو چھیڑا گیا ہے ان کو دو حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) وہ کتابیں جو صرف دجال کے عنوان پر لکھی گئیں۔

(۲) وہ کتابیں جن میں دجال کا خاطر خواہ ذکر موجود ہے۔

اول الذکر جسے میں درج ذیل کتابوں کے نام آتے ہیں۔

۱	المسیح الدجال والاحداث المشيرة لنهاية العالم	احمد منطفي قاسم الطبطبای	دارالانفصالية قاہرہ
۲	المسیح الدجال حقيقة لاخيال	عبداللطيف ناشور	مكتبة القرآن قاہرہ
۳	المسيح الدجال و نزول عيسى بن مريم عليه السلام	محققین خالد بن محمد بن عثمان	مكتبة الصفا قاہرہ
۴	المسيح الدجال منع الكفر و الضلال و ينوع الفتن و الاوجال	محققین ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود	مكتبة السنہ قاہرہ

اور ثانی الذکر جسے میں درج ذیل کتابوں کے نام آتے ہیں۔

۱	بخاری شریف	امام بخاریؒ نے ”دجال“ پر ایک خاص باب بھی باندھا ہے اور پوری بخاری شریف میں ۵۱ مرتبہ لفظ دجال آیا ہے۔
---	------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------

۲	مسلم شریف	امام مسلمؒ نے ”دجال“ پر ایک خاص باب بھی باندھا ہے اور پوری مسلم شریف میں لفظ دجال ۶۵ مرتبہ آیا ہے۔
۳	ابوداؤد	امام ابوداؤدؒ نے ”دجال“ پر ایک خاص باب بھی باندھا ہے اور پوری ابوداؤد شریف میں لفظ دجال ۲۹ مرتبہ آیا ہے۔
۴	جامع ترمذی	امام ترمذیؒ نے ”دجال“ پر ایک خاص باب باندھا ہے اور پوری جامع ترمذی میں لفظ دجال ۲۸ مرتبہ آیا ہے۔
۵	سنن نسائی	امام نسائیؒ نے چند روایات ہی نقل فرمائی ہیں اور پوری نسائی میں لفظ دجال ۳۳ مرتبہ آیا ہے۔
۶	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہؒ نے بھی روایات کثیرہ اور طویلہ نقل فرمائی ہیں اور پوری سنن ابن ماجہ میں لفظ دجال ۱۸ مرتبہ آیا ہے۔
۷	مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں بے شمار روایات نقل فرمائی ہیں جن میں سے بعض ضعیف بھی ہیں اور پوری مسند احمد میں لفظ دجال ۲۰۶ مرتبہ آیا ہے۔
۸	موطا مالک	امام مالکؒ نے صرف دو تین روایتیں نقل فرمائی ہیں اور پوری موطا میں لفظ دجال ۵ مرتبہ آیا ہے۔
۹	حاکم	امام حاکمؒ نے بے شمار روایات نقل کی ہیں تاہم ان میں بھی بعض ضعیف ہیں۔
۱۰	ابویعلیٰ	امام ابویعلیٰؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۱	بزار	امام بزارؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۲	طبرانی	امام طبرانیؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔

۱۳	مجمع الرواۃ	امام شافعیؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۴	ابن حبان	امام ابن حبانؒ نے بھی ایک ذخیرہ جمع فرمایا ہے۔
۱۵	دارمی	امام دارمیؒ نے ایک دو حدیثیں ہی ذکر کی ہیں اور پوری دارمی میں لفظ دجال صرف ۳ مرتبہ آیا ہے۔
۱۵	الحدیث فی احوال الموتی وامور الآخرة	امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب میں اس موضوع پر مکمل بحث کی ہے جو الگ سے چھپ بھی چکی ہے۔
۱۶	الفتن	امام بخاریؒ کے شیخ نعیم بن حمادؒ نے بڑی تفصیلی مواد جمع کر دیا ہے گو کہ اس میں بعض موضوع تک روایات بھی ہیں۔
۱۷	الانصاف فی الفتن و الملاحم	امام ابن کثیرؒ نے امام قرطبیؒ سے زیادہ تفصیلی مواد جمع کیا ہے جو الگ سے چھپ بھی چکا ہے۔
۱۸	اشراط الساعۃ	شیخ یوسف الوائل کا ایک تحقیقی مقالہ ہے۔
۱۹	الاشراط لاشرط الساعۃ	سید برزنجیؒ نے اپنے خاص انداز میں اس کو جمع کیا ہے۔
۲۰	عقیدہ الدرر	شیخ یوسف مقدسی شافعیؒ نے بھی اچھا خاصا مواد جمع کیا ہے۔
۲۱	عقائد الاسلام	حضرت کاندھلویؒ نے دو صفحوں میں کتب حدیث کا خلاصہ نکال کر رکھ دیا ہے۔
۲۲	علامات قیامت اور نزول مسیح وغیرہ	مولانا رفیع عثمانی صاحب مدظلہ نے قابل قدر کاوش اور اچھی تحقیق کی ہے۔

## باب دوم

### دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں

دجال کا حلیہ اور عادات، اس کی پیشانی پر ک، ف، ر لکھا ہونا، خوارق (خلاف عادت اور حیرت انگیز کارنامے) دجال کے پیر و کار، مقام و وقت خروج۔ دجال کے طواف کرنے کا مطلب اور مفہوم

## ﴿دجال اپنے ذاتی تشخص کے آئینہ میں﴾

ہر انسان کی شخصیت کا تعارف اس کے نام و نسب، سیرت و کردار، اخلاق اور حلیہ سے ہوتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دجال کے تعارف کے لئے اس کے نسب نامے سے زیادہ اس کے کارنامے شہرت کے حامل ہیں۔ روایات بھی دجال کے نام سے خاموش ہیں البتہ اس کے نسب نامے سے متعلق کچھ مختصر سی روشنی ان روایات سے پڑتی ہے جن میں دجال کے ماں باپ کا حال مذکور ہے۔

چنانچہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دجال کے ماں باپ تیس سال تک اس حال میں رہیں گے کہ ان کی کوئی اولاد نہ ہوگی۔ تیس سال بعد ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جو بیدار ہوگا، انتہائی ضرور رساں اور علیل المصلح، اس کی آنکھیں تو سونیں گی لیکن اس کا دل نہیں سونے گا۔

پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے اس کے والدین کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، اس کے باپ کا قد انتہائی لمبا ہوگا، جھریا بدن ہوگا، اور اس کی ناک گویا طوطے کی چونچ ہوگی اور اس کی ماں بہت گوشت والی اور بڑی بڑی چھاتیوں والی ہوگی۔ الخ (ترمذی شریف۔ ۲۲۳۸)

اس روایت کے اصل الفاظ آپ انشاء اللہ باب ہشتم میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تحت پڑھیں گے، یہاں صرف یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ دجال کے ماں باپ اور خود اس کا حلیہ بھی کتب احادیث میں مروی ہے گو کہ صحابہ کرام علیہم السلام نے اس کو ”ابن صیاد“ پر بھی چسپاں کیا لیکن ہم ابھی اس بحث کو چھیڑے بغیر اتنی بات کہنے پر اکتفا کریں گے کہ دجال اور اس کے والدین کا نام کتب حدیث سے معلوم نہیں ہوتا البتہ اس کا اور اس کے والدین کا حلیہ ضرور ملتا ہے، اگرچہ علامہ انور شاہ صاحب نے فیض الباری ج ۴ ص ۳۹۹ پر حنفی کے حوالے سے دجال اکبر کا نام صاف بن

میاد یا حسانی بن سیاہ تحریر فرمایا ہے لیکن یہ یقینی نہیں ہے جیسا کہ آگے ابن میاد کے متعلق تفصیلی بحث آرہی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ بعض اوقات ایک شخص کسی نام سے اتنا مشہور ہو جاتا ہے کہ لوگ اس کا اصل نام بھول جاتے ہیں اور جو نام زبان زد عام ہو جاتا ہے وہی گویا اس کا اصل نام بن جاتا ہے، کچھ یہی حال ”دجال“ کے ساتھ بھی ہوگا کہ اس کا اصل نام جو کچھ بھی ہو، بہر حال وہ ”دجال“ سے ہی مشہور اور لوگوں میں متعارف ہوگا، اگرچہ حدیث کے مطابق اس سے پہلے تیس کے قریب دجال گذر چکے ہوں گے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں نہ لڑ چکیں، ان کے درمیان بڑی زبردست خون ریزی ہوگی اور دعوت دونوں کی ایک ہی ہوگی نیز جب تک تیس کے قریب دجال کذاب نہ بھیج دیے جائیں جن میں سے ہر ایک بڑے غم خویش خدا کا پیغمبر ہوگا، اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ (بخاری شریف ۷۱۲۱، مسلم شریف ۷۳۳۲، ابوداؤد ۳۳۳۳، ترمذی ۲۳۱۸)

ممکن ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ ایسے دجال اور کذاب جو متنبی اور مدعی نبوت بنے ان کی تعداد تو تیس سے بہت زیادہ ہے، اور ہر زمانے میں دعویٰ نبوت کرنے والے بالفاظ دیگر تاج و تخت ختم نبوت پر حملہ کرنے والے شقی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ خود نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اسود بنی اور مسیلہ کذاب کو یہ بڑا نکلنے کی جرأت ہوگئی تھی تو پھر یہ تیس کا عدد کچھ سمجھ میں نہیں آتا؟

اس سوال کو حل کرنے سے پہلے اگر آپ اہل عرب کے محاورے کا انداز سمجھ لیں تو بات خود بخود سمجھ میں آجائے گی اور وہ یہ کہ اہل عرب کا یہ دستور ہے کہ عدد کے لفظ سے عدد ہی مراد لینا بہت کم ہوتا ہے اس سے درحقیقت کثرت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ عدد مراد ہی نہیں ہوتا، اردو میں بھی کثرت ایسا ہوتا ہے کہ آپ کسی شخص کو کوئی کام کرنے کے لئے تین چار مرتبہ کہہ دیں، بعد میں آپ کہیں گے کہ میں نے اس کو بیسویں مرتبہ یہ کام کرنے کو کہا تھا، اس کا یہ مطلب آپ بھی نہیں لیں گے کہ تیس مرتبہ کہا

تھا بلکہ آپ کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ میں نے اس کو کثرت سے یہ بات کہی تھی اسی طرح اس حدیث میں بھی تیس کا عدد مراد نہیں بلکہ کثیر تعداد مراد ہے۔

اس کی تائید حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابن کثیر نے ابویعلیٰ کے حوالے سے نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”دجال اکبر“ کے خروج سے پہلے ستر سے کچھ اوپر دجاؤں کا خروج ہوگا۔ (المسح الدجال ص ۲۵)

بہر حال! بات دور نکل گئی، عرض یہ کر رہا تھا کہ بعض اوقات اصل نام پر عرفی نام غالب آ جاتا ہے، دجال بھی ایک لقب ہے جس سے آخر زمانے میں آنے والا شخص ملقب ہوگا اس کی کیا وجہ ہوگی؟ علماء کرام نے متعدد وجوہات تحریر فرمائی ہیں، اکثر حضرات نے ایک ہی جہتی دس وجوہات لکھی ہیں جن کا اصل ماخذ ابن وحید کی تحقیق ہے، چند ایک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

### ”دجال“ کی وجہ تسمیہ

- (۱) دجال اصل میں ”دَجَلَةٌ“ سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ”جھوٹ“ چونکہ دجال ایک بہت بڑا کذاب اور جھوٹا شخص ہوگا اس لئے اس کو ”دجال“ کہتے ہیں۔
- (۲) ”دجل“ کا معنی ہوتا ہے ”طے کرنا“ چونکہ دجال پوری زمین کی مسافت طے کرے گا اس لئے اس کو ”دجال“ کہتے ہیں۔
- (۳) ”دجل“ کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کا پھیل پڑنا اور چھپا لینا چونکہ دجال پوری زمین پر اپنے لشکروں کے ساتھ پھیل کر زمین کو ڈھانپ لے گا اس لئے اس کو ”دجال“ کہتے ہیں، دریاے دجلہ کو بھی دجلہ کہنے کی وجہ یہی ہے کہ اس کے پانی نے زمین پر پھیل کر اتنے حصے کو ڈھانپ لیا ہے۔
- (۴) ”دجل“ کا معنی ہوتا ہے گلزی یا کسی اور دھات پر سونے کا پانی چڑھا دینا تاکہ لوگ اس کو سونا سمجھیں چونکہ دجال بھی باطل کو اسی انداز میں پیش کرے گا کہ محسوس ہوگا کہ یہی حق ہے اس لئے اس کو ”دجال“ کہتے ہیں۔



(۵) ”دجل“ کا معنی ہوتا ہے فرق عادت کوئی کام کرنا۔ چونکہ دجال سے بھی بہت سے امور خلاف عادت سرزد ہوں گے اس لئے اس کو دجال کہتے ہیں۔

(حدیث نمبر ۵۳۶، ۵۳۷)

احادیث مبارکہ میں ”دجال“ کے لئے ایک اور لقب بھی استعمال ہے اور وہ ہے ”مسح“۔ گوکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی یہی لقب ہے تاہم اس میں کئی وجوہ سے فرق کیا جاسکتا ہے۔

(۱) بعض احادیث مبارکہ میں دجال کے لئے لفظ مسح کے ساتھ ایک لفظ زائد کیا گیا ہے اور پورا لفظ ہے ”مسح الضلالة“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ”مسح الہدی“ کا لفظ وارد ہوا ہے چنانچہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

(۲) بعض احادیث میں دجال کے لئے ”مسح الدجال“ کا لفظ استعمال ہوا ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کی ہجرت دعاؤں کے ایک دعایہ بھی تھی۔

﴿وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ﴾

(حدیث نمبر ۶۸، ۶۹)

بعض لوگ اسی حدیث کی بنیاد پر یہ کہتے ہیں کہ دجال مسیحی (عیسائی) ہوگا؟ حالانکہ یہ بات غلط ہے اور اس حدیث سے ان کا استدلال بالکل ناقص ہے کیونکہ اس میں ”مسح“ کا لفظ ہے۔ ”مسیحی“ نہیں اور پھر یہ ان روایات کے بھی خلاف ہے جن میں صراحتاً دجال کا یہودی ہونا مذکور ہے جیسا کہ عنقریب تفصیل سے آتا ہے۔

اور اگر لفظ ”مسح“ کسی قید کے بغیر استعمال ہو تو سیاق و سباق سے اس کا معنی متعین کر لینا کچھ مشکل نہیں البتہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ”مسح“ کہنے کی الگ وجہ ذہن میں ہونی چاہئے اور دجال کو ”مسح“ سے ملقب کرنے کی الگ دلیل معلوم ہونی چاہئے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ”مسح“ کہنے کی وجہ

(۱) اصل میں ”مسح“ کا معنی ہے چھونے والا، پھیرنے والا، جیسے سر پر گایا ہاتھ پھیرا جائے تو اس کو بھی ”مسح“ کہہ دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے وہ تندرست اور چنگا بھلا ہو جاتا اس لئے ان کا نام ہی ”مسح“ پڑ گیا۔

(۲) یا پھر ”مسح“ کا لفظ ”سیاحت“ سے نکلا ہے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاحت فرمایا کرتے تھے اس لئے ان کو ”مسح“ کہا جاتا ہے۔

(۳) بعض لوگوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان کے پاؤں کے کمرے گہرے نہیں ہوتے بلکہ ہموار ہوتے ہیں ان کو بھی ”مسح“ کہا جاتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پاؤں مبارک ایسا ہی تھا۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام گناہوں سے پونچھے پونچھائے دنیا میں تشریف لائے تھے اس لئے ان کو ”مسح“ کہتے ہیں۔

## دجال کو ”مسح“ کہنے کی وجہ

(۱) جس شخص کی ایک آنکھ اور ابروؤں کے بال غائب ہوں اس کو ”مسح“ کہتے ہیں، دجال لعین ایسا ہی ہوگا جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ آئے گا۔

(۲) ”مسح“ کا ایک معنی ”کذاب“ بھی ہے اور اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ کوئی شخص خدائی کا دعویدار ہو اس لئے دجال کو ”مسح“ کہتے ہیں۔

(۳) ”مسح“ کا ایک معنی ”سرکش“ بھی ہے اور دجال سے بڑا سرکش اس وقت کوئی نہ ہوگا۔

(۴) احادیث مبارکہ کے مطابق چونکہ دجال بھی پوری زمین پر بھاگا پھرے گا اور خوب سیاحت کر کے فتنہ و فساد پھیلائے گا اس لئے اس کو ”مسح“ کہتے ہیں۔

## فائدہ

لفظ ”مسح“ کے متعلق علامہ قرطبی نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے اپنی کتاب التذکرہ ص ۵۶۳ میں ۲۳ اقوال ذکر کئے ہیں، تفصیل کے لئے وہاں مراجعت فرمائیں لیکن یہاں ایک لطیفہ پڑھتے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو جس بیمار اور کوڑھی پر ہاتھ پھیر دیتے، وہ تندرست ہو جاتا اور دجال پر جو قدرت نے اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ بیمار و یک چشم مل ہی ہو گیا اس لئے ہر ایک کو ”مسح“ کہنا صحیح ہو گیا۔

## ایک اور فرق

بعض لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے لئے بولے جانے والے لفظ مسح میں ایک فرق یہ بیان کرنے کی بھی کوشش ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جب یہ لفظ استعمال ہو تو اس کا تلفظ ”مسح“ ہوگا اور جب دجال کے لئے استعمال ہو تو اس کا تلفظ ”مسح“ خ کے ساتھ ہوگا چنانچہ اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مصر کے ایک صاحب نے دجال کے ”موضوع پر اپنی لکھی ہوئی کتاب کا نام ہی ”مسح الدجال“ رکھا ہے لیکن علماء کرام کے سنجیدہ طبقے نے سمجھی بھی اس کو پسند نہیں کیا بلکہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے بقول تو ابن عربی نے ایسے لوگوں کے لئے ”مگراہ“ جیسا سخت لفظ استعمال کیا ہے اور خود حافظ ابن حجر نے اس کو حدیث میں تحریف اور تصحیف قرار دیا ہے۔ امام نووی نے بھی ”مسح“ کے لفظ ہی کو راجح قرار دیا ہے۔

پھر ہمارے لئے تو حدیث نبوی ہی از بس ہے کہ حضور ﷺ نے دونوں کیلئے ”مسح“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ فرق کیلئے ”مسح الصلوة“ اور ”مسح الہدی“ کے الفاظ کافی ہیں چنانچہ دجال کیلئے ”مسح الصلوة“ کا لفظ ابن حبان کی روایت میں آیا ہے اس لئے اس کو بگاڑنے کی ضرورت ہی نہیں۔

## دجال کا نسب نامہ

کتب حدیث و سیرت میں ایک مشہور کاہن کا نام ملتا ہے اور وہ ہے ”شق“ بشمول بعض حضرات کے دجال اسی شق نامی کاہن کی اولاد میں سے ہوگا اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ خود ہی ”شق“ ہوگا۔ اس کی ماں ایک جدیہ تھی جو اس کے ہونے والے باپ ”پرناشق“ ہو گئی اور اس کا ثمرہ ”شق“ کی صورت میں نکلا، شیطان اس کے بڑے عجیب عجیب کام کرتے تھے جس کی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو قید کر دیا اور اب یہ کسی جزیرے میں جکڑا ہوا ہے۔ (الاشاعرہ ص ۲۵۸)

دجال کے نام اور نسب پر قدرے تفصیلی گفتگو کے بعد اب اس کا حلیہ بھی پڑھ لیجئے۔

## دجال کا حلیہ

حضور ﷺ نے اپنی امت کے سامنے دجال کا حلیہ انتہائی تفصیل سے بیان فرما دیا ہے اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو دجال کے فتنہ سے آگاہ کرتے رہے ہیں، دلیل کے لئے بخاری شریف میں مروی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت پیش کی جاسکتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس

سے ڈرایا ہے، حتیٰ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو

اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں گا جو کسی

نبی نے اپنی قوم سے نہ کہی ہوگی اور وہ یہ کہ دجال کا نا ہوگا اور خدا

کا نام نہیں ہو سکتا“۔ (حدیث نمبر ۳۰۵۷)

اس حدیث سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) ہر نبی نے اپنی امت کو فتنہ دجال سے آگاہ کیا ہے۔

(۲) دجال کے حلیہ کا ایک جزو یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا، بالفاظ دیگر یک چشم کل ہوگا۔

الفرض! ہر زمانے میں ہر نبی نے ہر قوم کو اس بڑے فتنے کی خبر دی اور اس فتنے میں لوٹ ہونے سے اپنے آپ کو اور دامن ایمان کو بچا کر رکھنے کی ہدایت کی اور تفصیل سے اس کا حلیہ ذکر فرمایا کہ ہر آدمی اس کو دیکھتے ہی پہچان لے چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہونے والے حلیہ کا ایک خلاصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

دجال کے سر پر بہت زیادہ بال ہوں گے اور وہ انتہائی گھونگھریا لے ہوں گے، اس کا سر کسی درخت کی ٹہنی کی طرح ہوگا، انتہائی سفید رنگ ہوگا، ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور ایک آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی، پیشانی نمایاں ہوگی، ناک کے نچلے چوڑے ہوں گے، بھاری بھر کم جسم ہوگا، چھوٹا قد ہوگا، دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا، قطن بن عبدالعزی کے مشابہ ہوگا، اس کی کنیت ابو یوسف ہوگی، اس کا سر بیچھے سے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا یہ منجھا ہے جیسا انبی نانی سانپ ہوتا ہے، کان کٹا ہوگا، جوان ہوگا، ایک ہاتھ دوسرے کی نسبت لمبا ہوگا، اس کی پیشانی پر ک، ف، ر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

دجال کا حلیہ پڑھنے کے بعد اب حدیث میں وارد شدہ الفاظ اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں تو بات اور زیادہ سمجھ آئے گی۔ انشاء اللہ،

دجال کے حلیہ میں یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ اس کے سر پر بہت زیادہ بال ہوں گے۔ روایات میں اس کے لئے دو لفظ ملتے ہیں۔ (۱) کثیر الشعر (۲) جفال الشعر۔

”گھونگھریا لے بالوں“ کا تذکرہ احادیث میں ”قطط“ کے لفظ سے کیا گیا

ہے۔

”سر درخت کی ٹہنی کی طرح“ ہونے کا ذکر احادیث میں ”کسان داسہ

غصنة شجرة“ سے کیا گیا ہے۔

”انتہائی سفید رنگ“ کے لئے احادیث مبارکہ میں ”اقصر احجبان“ اور ”ابيض امعق“ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جب کہ بعض روایات میں ”هجبان اقصر“ کے الفاظ آئے ہیں۔

### دجال کا رنگ کیسا ہوگا؟

آگے بڑھنے سے پہلے ہم اس سوال کو ہمیں حل کرنا چاہتے ہیں کہ دجال کا رنگ کیسا ہوگا؟ اوپر ذکر کئے ہوئے حلیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رنگ انتہائی سفید ہوگا جب کہ بعض صحیح روایات میں اس کا رنگ ”سرخ“ بتایا گیا ہے اور ایک روایت میں اس کا رنگ ”گندی“ ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ سید برزنجی نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے ان مختلف احادیث میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ ممکن ہے دجال کا رنگ تو ”گندی“ ہو لیکن صاف ہو کیونکہ بعض اوقات اگر گندی رنگ صاف ہو تو اس کو ”سرخ“ سے بھی تعبیر کر دیتے ہیں اس لئے کہ گندی رنگ کے بہت سے لوگوں کے رخسار سرخ ہی رہتے ہیں۔ (الاشاء ص ۲۶۰)

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ تطبیق ناقص ہے کیونکہ جس روایت میں اس کا رنگ ”سفید“ ہونا مذکور ہے اس پر یہ تطبیق چسپاں نہیں ہوتی، اسی طرح بعض حضرات نے سرخ اور سفید رنگ والی روایت میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ دجال کا رنگ سرخ و سفید ہوگا لیکن ظاہر ہے کہ اس تطبیق سے ”گندی رنگ“ والی حدیث خارج ہو جاتی ہے۔

اس کا جواب دو طرح سے دیا جاسکتا ہے ایک تو یہ کہ جس روایت میں گندی رنگ کا ذکر ہے وہ طبرانی کی روایت ہے اور سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اس لئے اس روایت کو ترک کر دیا جائے گا اور پہلی دو میں تطبیق ذکر ہو چکی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ابتداء میں دجال کا رنگ انتہائی سرخ و سفید ہوگا پھر آخر میں اس کا رنگ گندی ہو جائے گا اور یہ کوئی مستبعد نہیں بلکہ اس کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کر سکتے ہیں چنانچہ ایک شخص جس کا رنگ سرخ و سفید ہو، عمرے کے لئے جائے تو چند روزیں دن وہاں رہنے کے بعد

جسب و دوا پس اپنے ملک پہنچے گا تو اس کے چہرے کی رنگت مائل بہ سیاہی ہوگی۔  
دوسرے جواب کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جو اگرچہ ضعیف ہے  
لیکن ہم اس سے استدلال نہیں کر رہے، استشباد پیش کرنا چاہتے ہیں۔  
حافظ ابن کثیر نے طبرانی کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مغنم رضی اللہ عنہ کی  
روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”اس بات میں تو کوئی خفاء اور پوشیدگی نہیں کہ دجال مشرق سے  
نکلے گا اور شروع میں حق کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا، لوگ  
اس کی اتباع کریں گے اور حق کو لوگوں کے سامنے گاڑ کر اس پر  
قتال کر کے لوگوں پر غالب آ جائے گا، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا  
رہے گا یہاں تک کہ وہ کوفہ آ جائے گا اور اللہ کے دین کو غالب کر  
کے اس پر عمل پیرا ہوگا اور لوگ اس کی اتباع کریں گے اور اس  
سے محبت کرنے لگیں گے کہ ایک دن یہ کہے گا کہ ”میں نبی ہوں“  
اس کے دعویٰ نبوت کو سن کر ہر عقلمند گھبرا جائے گا اور  
اس کو چھوڑ دے گا، کچھ عرصہ بعد وہ خدائی کا دعویٰ کر دے گا جس  
سے اس کی دامن آنکھ کی روشنی ختم ہو جائے گی، ایک کان کٹ  
جائے گا اور غیبی طور پر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“  
لکھ دیا جائے گا اور کسی مسلمان پر یہ بات مخفی نہ رہے گی اور مخلوق  
میں سے جس کے دل میں بھی ایمان کا ایک ذرہ برابر حصہ موجود  
ہوگا وہ اس سے مفارقت اور جدائی اختیار کر لے گا اور اس کے  
ساتھی اور لشکر، مجوسی، یہودی، عیسائی اور یہ بھی مشرک رہ جائیں  
گے۔ الخ“ (انصاف فی الحق واللام ص ۹۰)

اس روایت کا پیش منظر اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ ابتداء میں وہ ایک  
نیک آدمی ہوگا اور ظاہر ہے کہ چہرہ سے نیکی نکلتی ہے اس لئے چہرہ سرخ و سفید ہوگا۔

دعویٰ نبوت کے بعد اس کا چہرہ چڑمردہ ہو کر گندمی رنگ کا ہو جائے گا جو اس کے دعویٰ  
میں جھوٹا ہونے کی نشانی ہوگی۔

دجال ایک آنکھ سے کانٹا ہوگا اور ایک آنکھ بالکل سیاہ ہوگی

دجال کے حلیہ میں جتنا شدید اختلاف اس کی آنکھوں کے بارے میں ہے اتنا  
کسی اور عضو کے بارے میں نہیں اور مختلف روایات میں مختلف الفاظ کے ساتھ اس کی  
آنکھوں کی کیفیت بیان کی گئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔  
(۱) ”اعور العين اليمنی کانتها عنبه طافية۔ دامن آنکھ کافی ہوگی گویا کہ  
انجور کا پھولا ہوا دانہ ہو۔“

(۲) ”ممسوح العين“ آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی۔

(۳) ”علیہا ظفرة غليظة“ آنکھ پر موٹا ناخن ہوگا۔

(۴) ”ممسوح العين اليسرى“ بائیں آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی۔

(۵) ”احدى عينيه كانتها زجاجة خضراء“ دو میں سے ایک آنکھ ایسے ہوگی  
جیسے مزی مائل شیشہ۔

(۶) ”عينه الاخرى ممزوجة بالدم“ اس کی دوسری آنکھ خون سے رنگین  
ہوگی۔

(۷) ”اعور العين اليسرى“ بائیں آنکھ کافی ہوگی۔

(۸) ”اعور العين بالشمال وباليمين ظفر غليظ“ بائیں آنکھ کافی ہوگی  
اور دائیں آنکھ پر موٹا ناخن ہوگا۔

(۹) ”مطموس العين“ سپاٹ آنکھ۔

(۱۰) ”ليست بنانة ولا جحواء“ نہ ابھری ہوگی اور نہ وحشی ہوئی ہوگی۔

(۱۱) ”كانها كوكب دري“ ایک آنکھ چمکدار ستارے کی طرح ہوگی۔

(۱۲) ”جا حظ العين“ بد صورت آنکھ (بحدی)



دجال کی آنکھوں سے متعلق وارد شدہ احادیث کا ایک خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ روایات میں بارہ قسم کے الفاظ آرہے ہیں۔ اب نور طلب بات یہ ہے کہ پکارہ دجال ایک ہی ہوگا اور اس کی آنکھیں بھی وہی ہوں گی تو بارہ قسم کے یہ الفاظ اس پر کیسے منطبق ہوں گے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے دونوں کوفیوں کو لغوی طور پر واضح کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔

(۱) پہلی روایت میں آپ نے ”طافئة“ لفظ پڑھا ہے، شرح حدیث نے اس کو دو طرح ضبط کیا ہے۔ ایک قوی کے ساتھ اور دوسرا جزء کے ساتھ ”طافئة“ اور دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں۔

واما طافئة فرويت بالهمزة و تركه و كلاهما صحيح  
فالهموزة هي التي ذهب نورها و غير الهموزة التي  
نات و طفت مرتفعة و فيها ضوء

(ماشہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۹۹)

”باقی رہا لفظ ”طافئة“ تو ہمزہ اور ہمزہ کے بغیر دونوں طرح مروی ہے اور دونوں صحیح ہیں، ہمزہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے ”جس کی روشنی ختم ہو گئی ہو“ اور ہمزہ کے بغیر ہو تو اس کا معنی ہے ”ابھری ہوئی ہو اور اس میں کچھ روشنی ہو“۔

(۲) پہلی، ساتویں اور آٹھویں روایت میں ”اعود“ کا لفظ آیا ہے جو کہ ”عود“ سے نکلا ہے اور اس کا لغوی معنی ”عیب“ ہے چنانچہ علامہ نووی ہی تحریر فرماتے ہیں۔

”والعود في اللغة العيب“ (ماشہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۰)

یہیں پر ہم ”ناتئة“ کا مطلب بھی عرض کر دیں کہ اگر آنکھ کے اوپر گوشت کی کھال آجائے جس سے آنکھ چھپ جائے اور نظر آنا بند ہو جائے اس کو ”ناسخنة“ کہتے ہیں۔ اب احادیث مذکورہ میں تطبیق ملاحظہ فرمائیے۔

## امام قرطبی کا جواب

اصل میں امام قرطبی کا جواب ایک نہیں بلکہ تین ہیں۔ ایک ابن عبد البر کا جواب اور اس پر اعتراض، دوسرے قاضی عیاض کا جواب اور تیسرے امام قرطبی کی تحقیق اس لئے یہ ایک جواب اور حقیقت تین جواب ہیں۔

”ابو عمر بن عبد البر فرماتے ہیں کہ ایک حدیث میں دجال کی بائیں آنکھ کافی ہونا مذکور ہے اور امام مالک کی حدیث میں دائیں آنکھ کا کانا ہونا مذکور ہے۔ اصل حقیقت حال تو اللہ ہی کو معلوم ہے البتہ اتنی بات ہے کہ امام مالک کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔ اس سے زائد جواب انہوں نے نہیں دیا۔

ابو الخطاب بن دحید فرماتے ہیں کہ ابن عبد البر کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ دجال کی آنکھوں کے سلسلے میں وارد شدہ تمام حدیثیں صحیح ہیں، ہمارے شیخ احمد بن عمر نے اپنی کتاب ”المفہم“ میں لکھا ہے کہ اس اختلاف کو رفع کرنے کے لئے تطبیق دینا مشکل ہے اور قاضی عیاض نے ان میں مندرجہ ذیل تطبیق دے کر تکلف ہی کیا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک دونوں قسم کی روایات کو جمع کرنا ہی صحیح ہے اور وہ اس طرح کہ دجال کی دونوں آنکھوں میں ہی کچھ نہ کچھ ”عور“ ہوگا کیونکہ ”عور“ کا حقیقی معنی عیب ہے اسی لئے ”الكلمة العوراء“ کا مطلب ہے ”عیب دار بات“ لہذا دجال کی ایک آنکھ تو ھینچ کانی ہوگی اور یہ وہ آنکھ ہوگی جس کو حدیث میں ”لبست بسججواء ولا لاتئة“ اور ”ممسوحة“ اور ”مطمومة“ اور ”طافئة“ ہمزہ کے

ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور دوسری آنکھ عیب دار ہوگی "جساحظہ" کسوسب دروی، غنۃ طلیفۃ، ہونے کی وجہ سے اور دونوں صورتوں میں اس کو "عمور" سے تعبیر کرنا درست ہوگا عرف اور استعمال کی وجہ سے یا غور اصلی کے اعتبار سے۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ ایک تو اس مصیبت کی وجہ سے جو اس کو پہنچے گی اور اس کی بیٹائی ختم ہو جائے گی اور دوسری آنکھ اصل طاقت کے اعتبار سے عیب دار اور کافی ہوگی لیکن یہ تاویل بعید از فہم ہے کیونکہ روایات میں ایک آنکھ کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے بعینہ وہی کیفیت دوسری روایت میں دوسری آنکھ کے متعلق بیان کی گئی ہے اس لئے اس میں آپ غور و فکر کر لیں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ کی ذکر کردہ تاویل صحیح ہے اور یہ کہ دونوں آنکھوں میں "عمور" کی کیفیت مختلف ہوگی لہذا جن روایات میں یہ آیا ہے کہ دجال کی ایک آنکھ ایسی ہوگی کہ گویا پیدا ہی نہیں ہوئی یہ بعینہ ترجمہ ہے "مطموس العین، ممسوح العین، لیست بتاتنة ولا جحرأء، کا۔ اور دوسری آنکھ خون آلود ہوگی اور یہ ایک بہت بڑا عیب ہے خاص طور پر جب کہ اس کی صفت "مونا ناخنہ" ہو یعنی وہ موئی کمال جو آنکھ کو چھپا لے۔ اس بنیاد پر دونوں آنکھوں میں "عمور" برابر کا ہوگا کیونکہ مونا ناخنہ بھی کسی چیز کے اور اک میں رکاوٹ بن سکتا ہے اور اس کو کچھ نظر نہ آئے گا گویا دجال اندھا یا تقریباً اندھا ہوگا۔

البتہ اس توجیہ پر یہ اشکال باقی رہتا ہے کہ حضرت سفینہ

رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دجال کی دائیں آنکھ میں ناخن کا ذکر ہے اور حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بائیں آنکھ میں ناخن کا ذکر ہے، تو ہو سکتا ہے کہ دونوں آنکھوں میں ناخن ہو کیونکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ دجال کی آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی اور اس پر مونا سا ناخن ہوگا، الخ" (حدیث میں ۵۵)

امام قرطبیؒ اور قاضی عیاضؒ کی رائے آپ نے ملاحظہ فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال کی دونوں آنکھوں میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوگا۔ ابن جریر عثمانیؒ، ابو دوی، سید برزنجی، ابن کثیر وغیرہ حضرات کی رائے بھی یہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ اکابر علماء کرام نے اسی توجیہ پر جزم ظاہر فرمایا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے، اس پر سرحد صدر نہیں ہو پار، جب کہ صاحب مظاہر حق نے شرح مشکوٰۃ میں توجیہ ذکر فرمائی ہے وہ دل کو بھی لگتی ہے اور تمام احادیث پر منطبق بھی ہو جاتی ہے، صاحب مظاہر حق کے الفاظ ہی میں پڑھئے!

"بعض حضرات نے ان احادیث کے درمیان یہ کہہ کر مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ دجال کا اعور ہونا لوگوں کے فرق کی نسبت سے ہوگا یعنی کچھ لوگ تو اس کو بائیں آنکھ کا نیبی دیکھیں گے اور کچھ لوگ دائیں آنکھ کا عیب دار دیکھیں گے اور یہ اس لئے ہوگا تاکہ اس کا جمونا اور فریبی ہونا بالکل ظاہر ہو جائے کیونکہ جب تمام لوگوں کی نظر میں اس کی اصل حیثیت و حالت نہیں آئے گی بلکہ وہ آنکھوں کے اعتبار سے کبھی کسی طرح کا اور کبھی کسی طرح دکھائی دے گا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ یہ جادوگر اور شعبذہ باز ہے اور اپنی کرتب بازیوں کے ذریعے مختلف روپ اختیار کرتا رہتا ہے۔" (مظاہر حق جدید، ج ۵ ص ۷۷)

اس توجیہ کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ سائل کی کیفیت دیکھ کر جواب ارشاد فرماتے تھے کسی کو سمجھانے کے لئے ایک لفظ فرما دیا تو کسی کے سامنے کسی اور لفظ سے ذکر فرما دیا اس وجہ سے روایات میں ہلکا ہر تعارض آ گیا۔

### دجال کی پیشانی کشادہ ہوگی

اس کے لئے حدیث میں "ابلی الجبۃ" کے الفاظ آئے ہیں۔

"ناک کے نیچے چوڑے ہوں گے" کے لئے حدیث میں "عرویسض المنخر" کے الفاظ آئے ہیں، بعض کتابوں میں اس موقع پر "عظیم المنخر" کا لفظ ہے اس کا معنی ہے سینہ چوڑا ہونا۔

"بھاری بھرکم جسم ہوگا" کے لئے حدیث میں "جسیم"، "اعظم انسان" و "ایناہ"، "ضخم فیلمانی" کے الفاظ آئے ہیں۔

"چھوٹا قد ہوگا" کے لئے حدیث میں "قصیر" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ جب کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ دجال کا قد لمبا ہوگا، اس تعارض کو دور کرنے کے لئے سید برزنجی نے تحریر فرمایا ہے کہ اس کا پستہ قد ہونا اس کے بھاری بھرکم جسم کے اعتبار سے ہوگا ورنہ اس کا قد لمبا ہی ہوگا یا ابتداء میں وہ پستہ قد ہوگا پھر دعویٰ الوہیت کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے امتحان کے لئے اس کو دراز قامت کر دیں گے۔

(الاشیاء ص ۲۶۳)

"دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہوگا" کے لئے حدیث میں "افحج" کا لفظ آیا ہے۔ جس کا قدیم اردو ترجمہ "پھنڈا" کیا جاسکتا ہے۔

### قطن بن عبد العزی کے مشابہ ہوگا

قطن بن عبد العزی کے بارے میں ہمارے علماء کرام کے دو نظریے ہیں۔

(۱) بعض علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ قطن بن عبد العزی زمانہ جاہلیت میں مر چکا تھا، بقول حافظ ابن حجر کے اس کا اصل نام عبد العزی بن قطن تھا۔ راوی نے غلطی سے اس کو قطن بن عبد العزی نقل کر دیا، یہ شخص قبیلہ بنو خزاعہ میں سے تھا، اس کی ماں کا نام حلالہ بنت فویلہ ہے اور اس نے نبی علیہ السلام کی صحبت نہیں پائی۔

(۲) بعض علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ قطن بن عبد العزی زمانہ جاہلیت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا، اسلام لائے اور شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔

اس دوسری رائے کی تائید مسند احمد کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب حضور ﷺ پہنچنے لگے یہ فرمایا کہ دجال قطن بن عبد العزی کے مشابہ ہوگا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کہیں دجال کی مشابہت مجھے نقصان تو نہیں پہنچائے گی؟ فرمایا نہیں! کیونکہ تم مسلمان ہو اور دجال کافر ہوگا۔ اگرچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس حدیث کا ایک راوی "مسعودی" عمر کے آخری حصے میں حافظے کی کمزوری کا شکار ہو گیا تھا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ مصنف ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بزار میں یہی روایت حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور بقول علامہ بیہقی کے اس کے تمام راوی ائمہ ہیں اس لئے یہ دوسری رائے ہی وزنی معلوم ہوتی ہے۔

تاہم حافظ ابن حجر کی اس رائے سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ اس شخص کا اصل نام قطن بن عبد العزی کے بجائے "عبد العزی بن قطن" تھا کیونکہ مسلم شریف کی حدیث نمبر ۷۳۷۳ میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

﴿كان في أشبهه بعبد العزی بن قطن﴾

اسی طرح بخاری شریف حدیث نمبر ۱۲۸۷ میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

﴿أقرب الناس به شبها ابن قطن﴾

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ بخاری شریف میں حدیث نمبر ۳۴۱ کے آخر میں امام زہریؒ کا یہ قول منقول ہے کہ عبد العزیٰ بن قطن بنی خزاعہ میں کا ایک آدمی تھا جو زمانہ جاہلیت میں مر گیا تھا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امام زہریؒ کی اپنی رائے ہے جس پر انہوں نے کوئی دلیل پیش نہیں کی اور ممکن ہے کہ یہ دو الگ الگ شخص ہوں جن میں سے ایک کا احتمال زمانہ جاہلیت میں ہو گیا ہو اور دوسرے نے اسلام قبول کیا ہو اور اسلام قبول کرنے والے کے حلیہ سے دجال کی مشابہت بیان کر دی گئی ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### دجال کا سر

دجال کے سر کی کیفیت احادیث مبارکہ میں "وان راسه من ورائه کائبا اصله" اور "وان راسه من ورائه جبک جبک" کے الفاظ سے نقل کی گئی ہے۔ دجال کے کان کٹا ہونے کا ذکر حدیث میں "تقطع اذنه" کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔

دجال کے جوان ہونے کا ذکر حدیث میں "شاب" کے لفظ سے کیا گیا ہے جب کہ بعض روایات میں دجال کے "شیخ" ہونے کا ذکر ہے یعنی وہ اوجیز عمر کا ہوگا۔ ان روایات میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ دجال ابتداء میں بھرپور جوان ہوگا، لیکن بعد میں اس پر ایسی نحوست چھا جائے گی کہ وہ اوجیز عمر کا محسوس ہونے لگے گا۔ "دجال کا ایک ہاتھ لہبا ہوگا" کے لئے حدیث میں "احدی یدیه اطول من الاخری" کے الفاظ آئے ہیں۔

"دجال کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ز۔ ن۔ رکھا ہوگا" کے لئے حدیث میں "مکتوب بین عینہ ک۔ ف۔ ز۔ ن۔" کے الفاظ آئے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ دجال کے حلیے میں یہ بات بھی گزری ہے کہ اس کی پیشانی نمایاں ہوگی، اس کی وجہ یہی ہوگی کہ اس کی پیشانی پر لفظ "کافر" واضح طور پر حروف تہجی کی شکل میں لکھا جائے تاکہ کسی کو پڑھنے میں

روشنی نہ ہو۔

آپ غور تو فرمائیں! کہ دجال کا تہہ کتنا عظیم ہوگا لیکن اس سے بچنے کے لئے جو راہنمائی اور آسانی فرمائی گئی وہ اس سے بھی زیادہ عظیم ہے کہ دجال کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھ دیا جائے گا اور ہر خواندہ یا ناخواندہ مسلمان اس کو پڑھ کر دجال کو شناخت کرنے میں کچھ مشکل محسوس نہ کرے گا۔

### ایک حقیقت، جائزہ اور تبصرہ

علماء کرام کا اس بات میں باہمی اختلاف رہا ہے کہ دجال کی پیشانی پر ھیتہ لفظ "کافر" لکھا ہوگا یا حدیث میں سمجھانے کے لئے یہ ترکیب استعمال ہوئی ہے کہ جو شخص بھی ربوبیت اور الوہیت کا دعویٰ کرے گا، ہر شخص سننے ہی سمجھ جائے گا کہ یہ کافر ہے، بعض حضرات نے دوسری رائے اختیار کی ہے لیکن جبہ شرح حدیث اس بات پر مشفق ہیں کہ دجال کی پیشانی پر ھیتہ "کافر" لکھا ہوگا چنانچہ امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

«الصحيح الذي عليه المحققون ان هذه الكتابة على ظاهرها و انها كتابة حقيقة جعلها الله آية و علامة من جملة العلامات القاطعة بكفره و كذبه و ابطاله و بظهير الله تعالى لكل مسلم كاتب و غير كاتب و يخفيها عمن اراد شقاوته و فتنه و لا امتناع في ذلك و ذكر القاضى فيه خلافا منهم من قال هي كتابة حقيقة كما ذكرنا و منهم من قال هي مجاز و اشارة الى سمات الحدود عليه و احتج بقوله بقراء كل مؤمن كاتب و غير كاتب و هذا مذهب ضعيف» (ماہ صبح مسلم ص ۲۰۰)

"صبح مذہب جس پر محققین قائم ہیں، یہ ہے کہ دجال کی پیشانی پر



یہ جملہ ظاہری طور پر لکھا ہو گا اور حقیقۃً کتابتِ دوگی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دجال کے کفر و کذب اور ابطال کی قطعی علامات میں سے ایک علامت اور نشانی ہوگی اور اس کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر ظاہر کر دیں گے خواہ وہ لکھتا پڑھنا جانتا ہو یا نہ اور ہر اس شخص سے مخفی رکھیں گے جس کی بدبختی اور آزمائش کا ارادہ کر لیں گے اور یہ کوئی مستعجب نہیں۔

قاضی عیاض نے اس میں علماء کا اختلاف بھی ذکر کیا ہے کہ بعض علماء تو اس کو حقیقۃً کتابت مانتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ مجاز ہے اور اس کے حادث ہونے کی علامات کی طرف اشارہ ہے اور ان کی دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں "بقروہ کل مؤمن کتاب و غیر کتاب" لیکن یہ مذہب ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں قاضی ابوبکر بن عربی کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔

"کہ ہر مسلمان کا لفظ "کافر" کو پڑھ لینا ایک ہونے والی حقیقت کی خبر دیتا ہے کیونکہ آنکھ میں دیکھنے کی طاقت اللہ پیدا فرماتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں، لہذا مسلمان تو اس کو اپنی آنکھوں کی بینائی سے ہی دیکھ لے گا خواہ وہ لکھتا پڑھنا بھی نہ جانتا ہو اور کافر اس کو نہیں دیکھ پائے گا خواہ وہ لکھتا پڑھنا جانتا ہی کیوں نہ ہو؟ جیسے مسلمان اپنی چشم بصیرت سے اس کو دیکھ لے گا اور کافر نہ دیکھ سکے گا۔

پس جو اللہ مؤمن کے لئے چشم بصیرت کی راہیں کھولے گا اور کافران کو دیکھ نہ سکے گا وہی اللہ کچھ علم حاصل کئے

بغیر ہی اس کا اور اک آسیب فرما دے گا کیونکہ اس زمانے میں خلافِ عادت امور کا ظہور تو ہوتی رہا ہوگا۔"

(فتح الباری ج ۳ ص ۱۰۷)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی اس عبارت کو نقل کرنے کا مقصد دراصل ایک سوال کا جواب دینا ہے کہ یہ کیا بات ہوئی؟ دجال کی پیشانی پر لکھا ہوا لفظ کافر مسلمان کو تو دکھائی دے گا اور وہ اس کو پڑھ لے گا لیکن کافر نہیں پڑھ سکے گا حالانکہ وہ جہاں تو دیکھتا ہوگا؟ اس کا جواب سمجھنے کے لئے حافظ ابن حجرؒ کی تقریر دوبارہ خود سے پڑھیں تو بات سمجھ میں آجائے گی۔

اس کا خلاصہ اگر آپ ذہن نشین کرنا چاہیں تو یہ آیت پڑھ لیجئے "ان اللہ علی کل شئ قدير" اللہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک امی کو پڑھنے کی طاقت دے دے اور ایک پڑھے لکھے کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے اور اس کا مشاہدہ ہم روزِ مرہ کی زندگی میں باسانی کر سکتے ہیں۔

### فائدہ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تقریر سے ملتی جلتی تقریر امام قرطبیؒ کی بھی ہے جو کہ ان کی کتاب "الذکر فی احوال الموتی و امور الآخرة" کے ص ۵۵۲ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

### ﴿فتنہ و جہاں اور خوارق کا بیان﴾

"دجال" کا حلیہ پڑھنے کے بعد اس کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خلافِ عادت امور کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہی خلافِ عادت امور کو دیکھ کر بہت سے لوگ کفر کی دلدل میں گھسن جائیں گے اور دجال کے چہرہ کاروں میں شامل ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنی محرومی پر مہر تصدیق قیامت کر دیں گے اور کیوں نہ ہو کہ امام مسلم نے ابو

الدجال اور ایو قیادہ سے نقل کیا ہے:

”کننا نصر علی هشام بن عامر ناتی عمران بن حصین  
فقال ذات یوم انکم لتجاوزونی الی رجال ماکانوا  
باحضر لرسول اللہ ﷺ منی ولا اعلم بحدیثه منی  
سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما بین خلق آدم الی قیام  
الساعة خلق اکبر من الدجال و فی رواية امر اکبر من  
الدجال“ (صحیح مسلم ۷۳۹۶)

”کہ ہم حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے  
ہوئے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر  
ہوئے تھے، حضرت ہشام رضی اللہ عنہ ایک دن فرمانے لگے کہ تم  
مجھے چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو کاشانہ نبوی میں  
مجھ سے زیادہ حاضر باش نہ ہوتے تھے اور نہ مجھ سے زیادہ علم  
حدیث ان کے پاس ہے، میں نے خود نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے  
ہوئے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور قیام قامت کے  
درمیان دجال سے بڑی مخلوق نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے  
کہ دجال سے بڑا فتنہ اور مہلک نہیں ہے۔“

جب تخلیق آدم سے لے کر قیام قیامت تک ”دجال“ سے بڑا فتنہ کوئی نہ ہوگا  
اور ہر فتنے پر مفتون ہونے کے لئے کچھ اسباب کی ضرورت ہے خواہ وہ فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا  
تو اب ان اسباب کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

### فتنہ دجال میں مفتون ہونے کے اسباب

(۱) دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش برسنا شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا  
تو وہ اپنی تمام پیداوار باہر نکال کر رکھ دے گی، اسی طرح کسی دیرانے پر

گنہگار ہونے زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے اور دینے نکال دے تو  
زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح تلپیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی  
مکھیا کے پیچھے تلپتی ہیں۔

(۲) دجال کے حیرہ کاروں اور اس پر ایمان لانے والوں کے لئے ہر طرح کا  
سامان آرام و راحت موجود ہوگا چنانچہ ان کے اونٹ شام کو اس حال میں لوٹا  
کریں گے کہ ان کے گویاں خوب اونچے، تھیں لہریز اور کونجیں بھری ہوئی ہوں  
گی۔

(۳) دجال پر ایمان لانے سے انکار کرنے والوں کے لئے بڑی سخت آزمائش کا  
وقت ہوگا چنانچہ وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ ان کے مال  
میں سے کچھ نہ رہے گا۔

یہاں رک کر ذرا سوچئے! کہ جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ایک عام  
آدمی کیا کرے گا۔ اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

اب پہلے مسلم شریف کی طویل روایت میں سے چند اقتباسات اس مضمون  
کے پڑھ لیجئے پھر مزید اسباب بیان ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

”فباتی علی القوم فیدعوهم فیذمتون بہ و  
یستجیون لہ فیامر السماء فتمطر و الارض لتبت،  
فصروح علیہم سارحتہم، اطول ما کانت ذری، و  
اسبغہ صروعا، امده خواصر، ثم باتی القوم، فیدعوهم  
فیبدون علیہ قولہ فیصرف عنہم فیصبحون محلین  
لبس بایدہم شی من اموالہم الخ“

(صحیح مسلم ۷۳۷۳، ابن ماجہ ۴۰۷۷)

”دجال لوگوں کی ایک جماعت کے پاس آکر ان کو اپنے اوپر  
ایمان لانے کی دعوت دے گا، وہ اس کی بات مان کر اس پر ایمان

لے آئیں گے، تو دجال آسمان کو پرستے کا حکم دے گا جس آسمان سے بارش شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا وہ نباتات اگائے گی چنانچہ ان کے اونٹ شام کے وقت اس حال میں واپس آئیں گے کہ ان کے گوبان خوب اونچے، تختن خوب لبریز اور گوتھیں خوب بھری ہوئی ہوں گی۔

پھر وہ لوگوں کی ایک اور جماعت کے پاس جا کر ان کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے گا، وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے اور دجال وہاں سے چلا جائے گا اور یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے، ان کے ہاتھوں میں ان کا کوئی مال باقی نہ بچے گا۔

(۴) دجال کو قدرت خداوندی کی طرف سے اپنی وحیل دی جائے گی کہ وہ اس دنیا میں جنت اور جہنم کو اپنے ساتھ لئے پھرا کرے گا، جو اس کی بات مان کر اس پر ایمان لے آئے گا اس کو وہ اپنی خود ساختہ جنت میں داخل کر دے گا حالانکہ دجال کی جنت میں داخل ہونے والوں کو وہ اپنی خود ساختہ جنت میں داخل ہونا ہے اور اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو وہ اپنی خود ساختہ جہنم میں داخل کر دے گا اور جس اللہ نے اپنے خلیل علیہ السلام کے لئے نار کو تکرار بنایا تھا وہی اللہ ان کے لئے بھی اس جہنم کو جنت کا ایک باب بنا دے گا۔ (ابن ماجہ ۴۰۷۷)

(۵) دجال کو اس بات پر بھی قدرت دی جائے گی کہ اگر وہ کسی مردے کو زندہ کرنا چاہے یا زندہ کو مارنا چاہے تو ایسا کر سکے لیکن یہ ایک دھوکا ہوگا جس کا شکار لوگ ہو جائیں گے اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں اسکی تفصیل اس طرح آتی ہے کہ دجال ایک دیہاتی کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا کہ دیکھ! اگر میں تیرے اونٹوں کو زندہ کر دوں تو کیا تب بھی تو مجھے اپنا رب یقین نہیں

کرے گا؟ وہ دیہاتی کہے گا کیوں نہیں! اسی لئے شیاطین اس کے اونٹوں کی صورت میں آجائیں گے جن کے تختن دیکھنے میں بھی خوبصورت ہوں گے اور گوبان بھی خوب بڑے ہوں گے۔

پھر دجال ایک ایسے شخص کے پاس آئے گا جس کا بھائی اور باپ مر گیا ہوگا اور اس سے کہے گا کہ اگر میں تیرے بھائی اور باپ زندہ کر دوں تو کیا تب بھی تو مجھے اپنا رب یقین نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! چنانچہ شیاطین اس کے سامنے اس کے باپ اور بھائی کی صورت میں آجائیں گے۔ یہ تفصیل تو انصاریہ اور افندیہ میں مسند احمد کے حوالے سے نقل کی گئی ہے جب کہ سنن ابن ماجہ میں اسی سے ملتی جلتی حدیث ہے کہ دجال ایک دیہاتی کے پاس آکر کہے گا کہ دیکھ! اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو اس بات کی گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا ضرور! تو وہ شیطان اس کے ماں باپ کی شکل میں اس کے سامنے آجائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ اے بیٹا! اس کی اتباع کر دیکھو کہ یہ تمہارا رب ہے۔ (ابن ماجہ ۴۰۷۷)

شاید آپ یہ کہیں کہ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ دجال کو حقیقتہً زندہ کرنے اور مارنے پر قدرت نہیں ہوگی بلکہ یہ ایک دھوکا ہوگا جس میں لوگ مبتلا ہو جائیں گے، یہ بات صحیح تو ہے لیکن اس کا دوسرا جزو بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ دجال کے پاس اپنے وقت کا سب سے بہترین آدمی آکر کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔

دجال اپنے پیروکاروں سے کہے گا کہ اگر میں اس کو قتل کر کے زندہ کر دوں تو کیا جہنمیں پھر بھی اس کا ٹھکانہ ہوگا؟ وہ کہیں گے کہ نہیں! چنانچہ دجال اس کو قتل کرے گا پھر زندہ کرے گا (مسلم ۴۷۵۷) اور مسلم شریف ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ دجال کے اسلحہ بردار ایک مسلمان کو پکڑ کر دجال کے پاس لائیں گے وہ مسلمان اس کو دیکھتے ہی کہے گا کہ لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا ہے، دجال اس کو اپنے سامنے حاضر کرنے کا حکم دے گا اور کہے گا کہ اس کو کھینچو،

نہ حکم دے گا کہ اس کا سر اور چہرہ خوب روشنی کر دو چنانچہ اس کی پشت اور پیٹ پر خوب پانی شروع ہو جائے گی، پھر وہ جہاں اس سے پوچھے گا کہ مجھے پر اب بھی ایمان لاتا ہے کہ نہیں؟ وہ کہے گا کہ تو وہی مسیح کذاب ہے! یہ سن کر وہ جہاں ایک آرد منگوائے گا اور جسم کے اس حصے پر رکھ کر چلائے گا جہاں سے جسم دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جائے چنانچہ اس کا جسم دو ٹکڑوں میں بٹ جائے گا اور وہ جہاں ان دونوں کے درمیان چلے گا پھر اس سے کہے گا کھڑا ہو جا! تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ (بخاری ۷۳۷، مسلم ۷۷۷، بخاری ۱۸۸۲)

اس موقع پر ہم اس واقعہ کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ تفصیلات آگے آئیں گی، یہاں صرف یہ غرض کرنا مقصود ہے کہ وہ جہاں کو احیاء موتی پر بھی قدرت دی جائے گی اور لوگ اس کو دیکھ کر اس پر وحڑا و حڑا ایمان لے آئیں گے۔

پہلے چلتے یہاں ایک اعتراض بھی دور کرتے جائیں کہ مردوں کو زندہ کرنا تو انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک بڑا اور عظیم معجزہ ہے۔ وہ جہاں کو کیسے مل جائے گا؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر مستطانیؒ فرماتے ہیں کہ

”یہ بندوں کے امتحان کے لئے ہوگا کیونکہ لوگوں کے پاس اس کے باطل پر ہونے اور اپنے دعویٰ میں حق پر نہ ہونے کی دلیل تو موجود ہوگی کہ وہ کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھ لے گا، لہذا اس کا دعویٰ تو ویسے ہی ختم ہو جائے گا کہ علامت کفر اور ذات و قدر میں نقص موجود ہوگا۔ اگر وہ خدا ہوتا تو اپنے آپ سے ان عیوب کو زائل کر سکتا جبکہ معجزات انبیاء اس قسم کے معارضوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ لہذا ان دونوں میں مشابہت نہ رہی۔“ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۱۵)

(۶) وہ جہاں کے قہقہے میں پھٹا ہو کر لوگوں کے گمراہ ہونے کا ایک سبب وہ دو نہریں بھی ہوں گی جو وہ جہاں کے حکم پر اس کے ساتھ ساتھ بہا کریں گی، ایک نہر پانی کی ہوگی اور دوسری شعلے ماری ہوئی آگ کی۔ اور میں ممکن ہے کہ ماقبل میں جو

وہ جہاں کی جنت اور جہنم کا تذکرہ ہوا ہے وہ انہی دو نہروں سے کنایہ ہوگا کہ پانی کی نہر مہلولہ جنت کا اور جہنم سے مراد وہ آگ کی نہر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں الگ الگ ہوں۔ واللہ اعلم

(۷) وہ جہاں کے پاس اپنے پیروکاروں کے لئے خوراک کا اتنا بڑا ذخیرہ ہوگا کہ احادیث مبارکہ میں اس کے لئے ”جبل عجبز“ روٹیوں کے پہاڑ کا لفظ وارد ہوا ہے یعنی خوراک کا ذخیرہ کتنی وافر مقدار میں ہوگا۔ اور ظاہری سی بات ہے اندھا کیا چاہے؟ وہ آنکھیں! اور غریب کیا چاہے؟ وہ وقت کی روٹی، ضعیف الاعتقاد اور غلوک الحال افراد تو یہ دیکھتے ہی اس کی الوہیت کا نہ صرف اقرار کر لیں گے بلکہ اس کا پرچار کرنا شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی اس فتنہ سے حفاظت فرمائیں۔

(۸) وہ جہاں کے ساتھ دونوں کے ہم نشین فرشتے بھی ہوں گے۔ ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ جب وہ جہاں لوگوں سے یہ کہے گا کہ کیا میں تمہارا موت و زندگی دینے والا رب نہیں ہوں؟ تو ان میں سے ایک کہے گا کہ تو جیسا بولا ہے لیکن اس کی یہ بات اس کے ساتھی کے علاوہ کوئی نہ سن سکے گا اور دوسرا اپنے ساتھی کی تصدیق میں کہے گا کہ تو سچ کہہ رہا ہے، لوگ اس کو سن لیں گے۔ اب ظاہری سی بات ہے کہ درمیان والی تکذیب تو گہنی اور باقی وہ جہاں کا دعویٰ اور دوسرے کی تصدیق سچ گئی، لوگ جب دیکھیں گے کہ نبی اس کے خدا ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں تو پھر اس پر ایمان لانے میں دیر کیوں کی جائے؟ یہ سوچ کر لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۱ بحوالہ انبیاء لابن کثیر ص ۹۲)

(۹) بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ جہاں چاند کو پکڑ کر اس طرح دو ٹکڑے کر دے گا جیسے چاول کو توڑ دیا جاتا ہے اور فضا میں اڑتے ہوئے پرندوں کو پکڑ لیا کرے گا لیکن سند کے اعتبار سے یہ روایات ضعیف ہیں البتہ اگر اس کے قہقہے کی طرف



دیکھا جائے تو قدرتِ خداوندی سے یہ کوئی بعید بھی نہیں بالخصوص جب کہ اس کو اتنی ذہیل دی گئی ہو۔

(۱۰) دجال پوری زمین پر گھومے گا اور فساد مچاتا پھرے گا، چونکہ یہ مدت تھوڑی ہوگی اس لئے اس کو انتہائی تیز رفتار سواری مہیا کی جائے گی اور محسوس ہوگا کہ گویا زمین اس کے لئے لپیٹ دی گئی ہے بلکہ مسلم شریف کی روایت میں تو ہے کہ دجال کی سرعت اس بادش کی طرح ہوگی جس کے پیچھے سے ہوا اس کو دھکیل رہی ہو۔ (مسلم حدیث نمبر ۷۳۷۳)

(۱۱) دجال جس گدھے پر سواری کرے گا اس کے متعلق سند احمد اور مستدرک حاکم کی روایت سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا لیکن جن روایات میں دجال کے گدھے کا مکمل حلیہ بیان کیا گیا ہے مثلاً اس کا رنگ انتہائی سفید ہوگا، ہر کان کی لہائی تیس گز کے برابر ہوگی، ایک کمر سے دوسرے کمر تک کا فاصلہ ایک دن اور رات میں طے ہوگا تو وہ روایات صحت کے اعتبار سے مشکوک ہیں۔

(۱۲) دجال جس اور زاد اور پیراٹی اندھے پر ہاتھ پھیر دے گا اس کی بیٹائی لوٹ آئے گی، اسی طرح کورسی کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اس کو تندرست کر دے گا، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس کے ہاتھوں صحت یاب ہوں گے وہ اسی کا گمن گائیں گے۔

یہ بارہ اسباب تو مونے مونے تھے جن کا یہاں تذکرہ کیا گیا اس کے علاوہ کچھ ذیلی اور ضمنی اسباب بھی لوگوں کی گمراہی کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس لئے یہاں بارہ کے بعد سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اسبابِ ظلمات صرف انہی بارہ میں منحصر ہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں۔

دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کی حیثیت کیا ہے؟

دجال کے ہاتھوں پر ظاہر ہونے والے جن خوارق کا ذکر ہوا، ان کے بارے

میں سادہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیا حقیقتہً ان کا ظہور ہوگا یا لوگوں کی نظروں کا وجود ہوگا جیسے آج کل سمریہ کے ذریعے کیا جاتا ہے لیکن اس اختلاف کو ذکر کرنے سے پہلے ہم یہاں ایک حدیث اور اس کا ترجمہ نقل کریں گے تاکہ بات سمجھنا آسان ہو جائے۔

عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لانا اعلمہ بما مع الدجال منہ، معہ نهران یجریان احدهما رای العین ماء ابیض والاخر رای العین نار تا جج فاما ادر کن احد فلیات النہر الذی یزاد ناراً و لیغتمض ثم لیطاطی راسہ فیسرب منہ فانه ماء بارد النبیؐ (صحیح مسلم ۳۶۷۷)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ علم ہے کہ دجال کے ساتھ کیا کیا چیزیں ہوں گی؟ اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی، ایک تو دیکھنے میں سفید پانی کی نظر آئے گی اور دوسری دیکھنے میں شعلہ مارتی ہوئی آگ کی ہوگی، اگر تم میں سے کوئی اس کو پائے تو اس نہر میں داخل ہو جو اس کو آگ کی نہر دکھائی دے رہی ہو اور اس میں غوطہ لگائے اور اپنا سر نکال کر اس میں سے پانی لے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔ الخ“

اس حدیث سے ویسے تو بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں مثلاً

- (۱) نذر، دجال کا سب سے زیادہ تفصیلی علم حضور ﷺ کو دیا گیا ہے۔
  - (۲) نذر، دجال کی ایک کڑی وہ دو نہریں بھی ہوں گی جو دجال کے ساتھ ہوا کریں گی۔
  - (۳) اس صورت میں نذر سے بچاؤ اور حفاظت کا طریقہ یہ ہوگا کہ اپنی بسمارت پر یقین کئے بغیر اپنی بصیرت اور حدیثِ نبوی پر اعتماد کیا جائے اور جس چیز میں بظاہر تکلیف دکھائی دے رہی ہو اس کو اختیار کر لیا جائے۔
- لیکن ان سب باتوں سے قطع نظر اس حدیث کو یہاں نقل کرنے کا مقصد خطا

کشیہ و جہل کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ لوگوں کو ایسا نظر آئے گا، حقیقت اس کے برعکس ہوگی۔

اس حدیث کو ذہن میں مستحضر رکھ کر اب اسلئے متعدد کی طرف آئیے! کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب النہایۃ فی التفسیر والاسلام میں اس حدیث کے تحت تحریر فرمایا ہے:

”کہ اس حدیث سے علماء کرام کی ایک جماعت مثلاً ابن حزم اور طحاوی وغیرہ نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دجال چاہباز اور بیع ساز ہوگا اور لوگوں کے سامنے وہ جن خوارق کو ظاہر کرے گا اور وہ اسی کے زمانے میں لوگوں کے مشاہدے میں آئیں گے ان کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ سب چیزیں خیالی ہیں۔

رہیں معتزلہ شیخ ابوعلی جبائی کا کہنا ہے کہ ان واقعات کا حقیقت کی دنیا میں اسی طرح ہو جانا کبھی درست نہیں ہو سکتا، کہیں ساحر کے خوارق، نبی کے خوارق سے مشابہ نہ ہو جائیں۔“ (ص ۱۲۸، ۱۲۹)

شیخ یوسف الوائلی نے ابن کثیر کے حوالے سے مذکورہ صدر تین حضرات کے اقوال نقل کرنے کے بعد اپنی تحقیق نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”کہ ان حضرات کے بعد شیخ رشید رضا آئے اور انہوں نے بھی ”خوارق و جہال“ کا انکار کر دیا اور یہ گمان کیا کہ ایسا ہونا مخلوق میں عادت اللہ کے خلاف ہے چنانچہ وہ احادیث و جہال پر کھلم کھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دجال کے بارے میں جن خوارق کا ذکر کیا گیا ہے، وہ ان بڑے بڑے معجزات کے مشابہ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولوالعزم پیغمبروں کی تائید فرمائی تھی یا ان کی برتری ظاہر فرمائی تھی، نیز ان خوارق سے معجزات انبیاء میں اشتہار آ جاتا ہے

جیسا کہ بعض علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے اور بعض محدثین نے اس نظریے کو بدعت شمار فرمایا ہے اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ بغضات اس لئے عطا فرمائے تھے کہ اپنی مخلوق کو ہدایت سے نوازے جو کہ اس کی رحمت کے غضب پر سبقت لے جانے کا مقتضی بھی ہے تو پھر وہی خوارق اپنے بندوں کی ایک بڑی جماعت کو گمراہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ دجال کو کیسے دے دیں گے؟ پھر کچھ آگے چل کر شیخ رشید رضا لکھتے ہیں کہ دجال کی طرف جن خوارق کی نسبت کی گئی ہے، مخلوق خداوندی میں وہ عادت الہیہ کے خلاف ہیں اور قرآن کریم کی انصاف قطعیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ عادت الہیہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور یہ احادیث جن میں اضطراب و اختلاف بھی ہے اور آپس میں ٹکراؤ بھی، نہ تو ان انصاف قطعیہ کی تخصیص کر سکتی ہیں اور نہ ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ پھر اس ٹکراؤ کی ایک مثال بیان کرنے کے بعد شیخ یوسف فرماتے ہیں۔

خوارق و جہال کے منکرین میں ابو عبیدہ بھی شامل ہیں چنانچہ اس سلسلے میں وارد شدہ احادیث پر اپنی تعلیق میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس عظیم الشان فتنے کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے؟ کہ لوگوں کی جماعتوں کے سامنے وہ زندگی بھی دے گا اور موت بھی، تمام لوگوں کو اس کی خبر بھی ہوگی پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم میں ڈال دے کہ وہ اس کے فتنے میں مبتلا ہو گئے تھے (یہ تو بڑی عجیب بات ہے) اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بڑے مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں وہ اپنے بندوں پر ایسی

بلا، مسلط نہیں کر سکتے جس کی تفصیلات بھی صرف اسی کو معلوم ہیں جس کو پختگی ایمان اور عقیدے کی مضبوطی کا حظ وافر نصیب ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دجال کی اتنی قدر و قیمت نہیں کہ اللہ اسے اپنے بندوں پر مسلط کریں اور اپنے بندوں کے عقیدے اور ایمان کو متزلزل کرنے کا اتنا بڑا اسلحہ فراہم کر دیں۔ (اشراط الساعۃ ص ۳۱۸، ۳۱۹)

مذکورہ صدر تقریر سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ صرف گنتی کے پانچ افراد ایسے مل سکے ہیں جنہوں نے خوارق دجال کو حقیقی ماننے سے انکار کیا ہے۔ ان کے علاوہ تمام علماء کرام اور مفسرین و محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ خوارق دجال کوئی خیالی اور طبع سازی چیزیں نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہوگی جس کا انکار سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے کچھ نہیں اور اکابر علماء کرام نے ہمیشہ اس نظریے کو تنقید اور تشویش کی نگاہ سے دیکھا ہے چنانچہ تاجی حیاضی تحریر فرماتے ہیں۔

”یہ ان تمام حضرات کی غلط فہمی ہے کیونکہ دجال مدعی نبوت نہیں ہوگا کہ اس کے ہاتھوں پر ظاہر ہونے والے خوارق سے اس کی تصدیق ہو جائے بلکہ وہ تو خدا کی کا دعویٰ دار ہوگا یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں خود اپنی صورت حال، دلائل حدوث، نقص صورت اور اپنی آنکھوں کے کانے پن کو زائل کرنے سے بچے، اپنی آنکھوں کے درمیان کھٹے ہوئے کفر کو مٹانے کے لئے ہی اپنی تکذیب کر دے گا، یہ اور اس جیسے دوسرے دلائل کے پیش نظر دجال کے چروکار صرف عامی لوگ ہی ہوں گے اور ان کا مقصد بھی اپنی حاجت برآری اور فقر و فاقہ کا سد باب ہوگا تاکہ اپنی زندگی کی رزق کو برقرار رکھ سکیں یا اس کی ایذا رسانی سے اپنے آپ کو بچا ناممکن ہوگا۔

کیونکہ دجال کا فتنہ انتہائی تقسیم ہوگا جو عقلموں کو دہشت زدہ کر دے گا اور باوجود زمانہ کی تیز رفتاری کے لوگوں کی عقلیں حیران رہ جائیں گی اور وہ اتنی دیر رکے گا ہی نہیں کہ ضعیف الاعتقاد افراد اس کے حالات پر غور و فکر کر سکیں، اس کے اندر نقص اور حدود کی علامات پر نگاہ توجہ مبذول کر سکیں الخ۔

(ماشیعہ مسلم ج ۲ ص ۳۹۹)

علامہ ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں:

”یہ تمام چیزیں ”خیال“ سے نہیں، حقیقت سے تعلق رکھتی ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا آخر زمانہ میں امتحان لیں گے، بہت سوں کو گمراہ اور بہت سوں کو ہدایت دیں گے، شک کرنے والے کفر کے گڑھے میں جا گریں گے اور مؤمنین کے ایمان میں اضافہ ہو جائے گا۔ (اتحاد الائمہ کثیر ص ۱۳۰)

حافظ ابن حجر نے قاضی ابن عربی مالکی کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ

”دجال کے ہاتھ پر جن خوارق کا ظہور ہوگا مثلاً دجال کی تصدیق کرنے والوں کے لئے بارش کا نزول، سرسبزی اور شادابی کا ظہور، منکمرین پر قحط سالی کا دخول، دینیہائے ارضی کا اتباع دجال، جنت اور جہنم اور جاری نہروں کی ہم رکابی، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوں گی تاکہ شک کرنے والے ہلاک اور پرہیزگار نجات پا جائیں اور چونکہ یہ تمام چیزیں خوف اور خطرے کی علامت بلکہ انتہائی خوفناک ہیں اس لئے حضور اکرم سرور دو عالم ﷺ نے اپنی امت کے سامنے وضاحت فرمادی کہ فتنہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔“ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۰۳)

ایک بر ملا کرام کے جوابات آپ نے ملاحظہ فرمائے لیکن اس سلسلے میں جو سب سے زیادہ مطلوب، مفصل اور مدلل گفتگو شیخ یوسف الوابل نے کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ کوشش ہوگی کہ یہاں اس کا خلاصہ بھیہ نقل کر دیا جائے۔ ملاحظہ فرمائیں!

(۱) خوارق دجال کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ صحیح اور ثابت ہیں، نہ تو ان کی تردید کی جاسکتی ہے اور نہ کسی شبہ کی وجہ سے کوئی تاویل۔ ان روایات میں نہ تو کوئی اضطراب ہے اور نہ تعارض۔

باقی شیخ رشید رضا نے جو صحیحین میں مروی حدیث مغیرہ بن شعبہ اور دیگر احادیث دجال کے درمیان تعارض سے استنباط کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مغیرہ میں جو حنفیہ روایت ہے: ”هذاهون علی اللہ من ذلک“ اس کا مطلب یہ ہے کہ دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کی حیثیت اللہ کے یہاں اتنی نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو گمراہ دیا ان کے دل میں تشکیک پیدا کر سکے بلکہ ان خوارق سے تو ایمان والوں کے ایمان میں اور اضافہ ہو جائے گا، اور شک کا غبار وہی ہوں گے جو اپنے دلوں میں روگ لیے بیٹھے ہیں۔

اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کو دجال قتل کر کے دوبارہ زندہ کرے گا تو وہ کہے گا کہ تیرے معاملے میں آج کے دن سے زیادہ بعسرت مجھے حاصل نہیں ہوئی۔ ”هذاهون علی اللہ من ذلک“ کا یہ مطلب نہیں کہ دجال کے پاس کوئی خرق عادت فتنہ نہ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ خلاف عادت کام اس کی سچائی کی دلیل بننے کی اہلیت نہیں رکھے گا خاص طور پر جب کہ منجانب اللہ اس کے اندر ایک ایسی ظاہری علامت رکھ دی جائے گی جو اس کے کذب اور کفر کی واضح ترین دلیل ہوگی، ہر مسلمان، امی ہو کہ پڑھا لکھا، اس کو پڑھ سکے گا اور اس کے کذب کے مزید شواہد اس کا حادثہ ہونا اور ذاتی نقائص بھی ہوں گے جیسا کہ گذرا۔

(۲) اور اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے تو پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ دجال کی حیثیت اللہ

کے نزدیک اس سے کم تر ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ نہریں چلیں، تھیلیاں نازل ہونے سے پہلے ہوگا اور اس کی دلیل خود حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ انہوں نے یہ عرض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس طرح فرمایا تھا کہ اس کے ساتھ نہریں بھی ہوں گی بلکہ ان کی عرض یہ تھی کہ یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ نہریں ہوں گی، اس کے بعد وحی الہی آگئی ہو کہ واقعہ دجال کو کچھ خرق عادت امور پر قدرت دی جائے گی اس اعتبار سے بھی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور دیگر احادیث میں تعارض نہیں رہتا۔

(۳) خوارق دجال حقیقی امور ہیں، خیالات اور توہمات نہیں اور ان کا تعلق ان امور سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آزمائش اور امتحان کے لئے تقدیر میں لکھ دیا ہے اور یہ بات ناممکن ہے کہ دجال کا حال انبیاء، کرام، نبیم السلام کے حال کے مشابہہ ہو جائے کیونکہ کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ہاتھوں ان خوارق عادت امور کے ظہور کے وقت نبوت کا دعویٰ کرے گا بلکہ اس کے ہاتھوں پر ان خوارق کا تو ظہور ہی اس وقت ہوگا جب وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔

(۴) رہی یہ بات کہ روایات میں جو مروی ہے کہ دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ پوری زمین پر صرف چالیس دن کے عرصے میں چکر لگائے گا، ایسا ہونا اس مختصر سی مدت میں مستعجب ہے تو شیخ رشید کی یہ دلیل اپنے اندر کچھ وزن نہیں رکھتی بلکہ یہ دلیل خود ان کے خلاف جاتی ہے کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں آیا ہے کہ دجال کے کچھ دن سال کے برابر ہوں گے، کچھ مہینوں کے برابر اور کچھ ہفتوں کے برابر، اس لئے اس اعتراض کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

(۵) دجال کو دیئے جانے والے خوارق میں اللہ تعالیٰ کی عادت تنگیبہ کی خلاف ورزی بھی نہیں لازم آتی کیونکہ اگر ہم شیخ رشید کے کلام کو ظاہر پر محمول کریں تو



پھر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا بھی بظان کرنا پڑے گا کیونکہ وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی عادات تکوینیہ کے خلاف ہوتے ہیں جو جواب خوارق انبیاء میں دیا جائے گا وہی جواب خوارق دجال میں بھی ہوگا۔

(۶) اور اگر ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ خوارق دجال اللہ تعالیٰ کی عادات تکوینیہ کے خلاف ہیں تو ہماری طرف سے اس کی توجیہ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ دجال کے زمانے میں تو ویسے ہی عادات بدل جائیں گی، دنیا، عالم، زوال دنیا اور قرب قیامت کا الارم بجانے والے بڑے بڑے امور ظاہر ہوتا شروع ہو جائیں گے، جب اس کا خروج ہی ایسے فتنوں کے زمانے میں ہوگا تو اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں کہ اپنے بندوں کو اس کے خوارق سے مفتیان کر دیں، وہ ذات تو لطیف و خیر ہے تاہم اس کی حکمت کا انکشاف یہی ہے کہ اپنے بندوں کا اس طرح امتحان لے بالخصوص جب کہ اس نے اپنے پیغامبروں کے ذریعے لوگوں کو ڈرا بھی دیا۔

(اشراۃ الساعۃ ص ۳۲۰ ۳۲۱)

## امام قرطبی رحمہ اللہ کی رائے گرامی

امام قرطبیؒ اپنی کتاب "التذکرۃ فی احوال المؤمنین و امور الآخرة" ص

۵۵۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"بعض علماء کا یہ کہنا کہ دجال کو جو چیزیں عطا ہوں گی وہ حیلہ اور شعبہ بازی کے قبیل سے ہوں گی، حقائق کی راد سے ہٹا ہوا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے اس کے متعلق جن چیزوں کی خبر دی ہے وہ حقائق ہیں اور عقلاً ان میں سے کوئی چیز محال بھی نہیں لہذا ان کو اپنے معنی حقیقی پر باقی رکھنا واجب ہے۔"

## دجال اور مخلص مسلمان

تاریخ عالم گواہ ہے کہ دنیا میں جتنے فتنہ گر اور فساد کی آگ بھڑکانے والے آئے ہیں، خواہ ان کا فتنہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو؟ قلوب مومنین تو کبھی کسی بھی فتنہ سلیم رکھنے والے صاحب بصیرت کے نزدیک ان کی عزت و کوری کی بھی نہیں ہوتی۔ مقبول ہنداد کتنا دردناک ایسا ہے لیکن کیا اتنا تاری وہ عزت پاسکے جو خلیفہ بارون الرشیدؒ کو کیا صلاح الدین ایوبیؒ ہی کو قدرت کی طرف سے عطا ہوئی۔

دجال کا فتنہ پوری دنیا کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا لیکن خود اس کے ماننے والوں کے دل میں اس کی کوئی عزت نہیں ہوگی بلکہ بہت سے لوگ تو اس کی بیرونی محض زراور دن کے لالچ میں آکر کریں گے اور مجلس یا میں اس کے معترف بھی ہوں گے۔ اس سے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ایمان کے چشمہ صافی سے میراب ہونے والوں کے دل میں اس کی کیا وقعت ہوگی؟

اسی وجہ سے تو دجال مومنین مخلصین کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور وہ اپنی تمام تر حیلہ گرمی و شعبہ بازی اور خدائی و حیل سے بھی ان کو فتنہ میں مبتلا نہ کر سکے گا، بلکہ اس کو یہ کیران کا ایمان، باطنی بصیرت، قلبی روشنی اور حسب نبویؐ سیدہ انیم میں مزید امتداد ہو جائے گا۔ ضعیف الاعتقاد لوگوں سے ہمیں بحث نہیں۔

جب اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے دلوں میں دجال کی کوئی حیثیت، عزت اور وقعت نہ ہوگی تو اس کا کناہ آب و گل کو وجود بخشنے والے اللہ کے یہاں اس کی قدر و قیمت کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں اسی وجہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان منقول ہے۔

عنہما سال احد النبی ﷺ عن الدجال ما سألته و انه قال لی ما یضرک منه قلت الیهم یقولون ان معہ جبل خبز و نیر ماء قال النبی ﷺ بل ہوا ہون علی اللہ من

ذالک (بخاری ۱۲۲، مسلم ۹۰۷، ۷۳)

”دجال کے متعلق حضور ﷺ سے جتنے حالات میں نے کئے ہیں اتنے کسی نے نہیں کئے (حتیٰ کہ ایک مرتبہ) آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں اس کی کس بات سے نقصان کا اندیشہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ دجال کے ساتھ دونوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر دوگی، حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ اس سے بہت کم ہے۔“

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام نووی نے قاضی عیاض کے حوالے سے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دجال کی اتنی وقعت نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے دل میں شکوک و شبہات کی خلیج پیدا کر سکے یا ان کو جاوہ مستقیم سے ہیکا ہکا اس کو دیکھ کر تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوگا، تسلیم و الامت الہی کے نشے میں مرشار ہو جائیں گے۔ اس سے ایک اور اعتراض کا جواب بھی ہو گیا کہ روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال ایک شخص کو قتل کرے گا جیسا کہ گذرا؟ تو جواب یہ ہوا کہ دجال کا قتل تو بڑا ہوگا لیکن ایسا نہیں کہ کسی مسلمان کے دل میں شک پیدا کر سکے۔

یہی نہیں، بلکہ مؤمنین غلغلیہ تو دجال سے مقابلہ بھی کریں گے اور نہایت پامردی کے ساتھ اس کے سامنے سیسہ پائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جائیں گے۔ حج ہے: ”کم من فتنۃ قليلة غلبت فتنۃ کثیرۃ باذن اللہ“ دجال کے لشکر جبار کے مقابلے میں ڈٹ جانا درحقیقت اپنے لئے جنت کا دروازہ اور نکتہ حاصل کرنا ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ انشاء اللہ

### مسلمانوں کے لئے خروج دجال

شاید قارئین کرام یہ سن کر حیران ہوں گے کہ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب مسلمانوں کو اس کے خروج کی تمنا ہوگی، اس دعویٰ کی دلیل مصنف ابن ابی شیبہ کی

روایت ہے۔

”کان عبد اللہ جالسا و اصحابہ رضی اللہ عنہم۔ فارفعت اصواتہم، قال فجاء حذیفۃ رضی اللہ عنہ فقال ما هذه الاصوات یا ابن ام عبد اللہ یقصد عبد اللہ بن مسعود؟ قال عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ذکرُوا الدجال و تخوفناہ، فقال حذیفۃ رضی اللہ عنہ واللہ ما ابالی اہو لقیبت ام هذه العز السوداء، قال عبد الملک العز تا کل النوی فی جانب المسجد، قال عبد اللہ بن مسعود ولم؟ قال حذیفۃ لانا قوم مومنون و هو امرؤ کافر، وان اللہ یعطینا علیہ النصر و الظفر، وایم اللہ لا یخرج حتی یکون خروجه احب الی المرء المسلم من برودة الشراب علی الظماء فقال عبد اللہ بن مسعود ولم للہ ابوک؟ فقال حذیفۃ من شدة البلاء و جناد الشرک

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن کی آوازیں بلند ہو گئیں، راوی کہتے ہیں کہ اتنی دیر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آ گئے، انہوں نے پوچھا اے ابن ام عبد اللہ (مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے) یہ آوازیں کیسی ہیں؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے دجال کا تذکرہ کیا تو ہمیں اس سے ڈر محسوس ہوا (اس جہ سے آوازیں بلند ہو گئیں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بخدا! مجھے تو کوئی پروا نہیں کہ دجال سے ملوں یا اس کا لی کبری سے؟ راوی عبد الملک کہتے ہیں کہ اس وقت مسجد کے ایک جانب

کبریٰ گھٹلیاں کھا رہی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس لئے کہ ہم مومن ہیں اور وہ کافر ہوگا، اللہ ہمیں اس پر فتح اور کامیابی عطا فرمائے گا۔ اللہ کی قسم! دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک کہ اس کا خدوج مسلمانوں کو سخت پیاس میں مبتلا نہ کرے پانی سے زیادہ پسند نہ ہو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا شدتِ بلا اور حادثاتِ شرکی وجہ سے۔

### دجال کیلئے ایک کڑوا گھونٹ

یوں تو تمام مخلص مسلمان دجال سے مقابلہ کریں گے اور جامِ شہادت کو منہ سے اٹھا کر ساقی کوثرِ شہیدانہ کے پاس جا کر جام کوثر پینے کی تمنا ہر مسلمان کو ہوگی لیکن جس پامردی اور شدت کے ساتھ ”یوحیم“ کا قبیلہ دجال کے ساتھ نبرد آزما ہوگا، وہ انتہائی جوش، جذبہ اور ولولے کی بنیاد پر ہوگا اور یہ قبیلہ دجال کے لئے سب سے زیادہ ”سخت“ ثابت ہوگا، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان منقول ہے:

﴿لَا أَزَالُ أَحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثَ سَمْعَةٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُهَا فِيهِمْ: هُمْ أَشَدُّ أَمْنًا عَلَى الدِّجَالِ، وَكَانَتْ فِيهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اعْتَقِبْنَا فَأَنبِئَا مَنْ وَلَدَ إِسْمَاعِيلَ، وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِي﴾ (بخاری ۴۳۶۶-۴۳۶۷، مسلم ۱۴۵۱)

”میں بنی تميم سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے ان کے بارے میں حضور ﷺ سے تین باتیں سنی ہیں۔ (۱) میری امت میں وہ دجال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے۔ (۲)

حضرت یاکثر رضی اللہ عنہما کے پاس بنو تميم کی ایک قیدی عورت تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اسے عائشہ! اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہے۔ (۳) جب ان کے یہاں سے زکوٰۃ وصول ہو کر آئی تو فرمایا کہ یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے۔“

گویا یوحیم دجال کے لئے ایک کڑوا گھونٹ ثابت ہوں گے جس کو دجال کا خلق برداشت نہ کر سکے گا اور اپنے انجام کی تیاری کرنے لگے گا۔

### دجال اور قیامت

دجال کا خروج قیامت کا مقدمہ ہے، خروج دجال کے بعد دنیائے رنگ و بو اپنی زندگی کے گنتی کے باقی ماندہ معدودے چند سانس لے سکے گی کہ نزولِ یسعی علیہ السلام، خروجِ یاجوج ماجوج، خروجِ دابة الارض اور مغرب سے طلوعِ آفتاب کے بعد باقی رہ ہی کیا جائے گا۔ دلیل کے لئے ذیل کی حدیث پڑھئے:

﴿عَنْ حَذِيفَةَ بْنِ اسِيدٍ الْغَفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ لِنَذْكُرُ فِشَالًا مَاتُوا أَكْرُونَ! قَالُوا لِمَ نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ أَنبِئَا لِمَنْ نَقُومُ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذِكْرُ الدُّخَانِ وَالدِّجَالِ وَالدَّابَّةِ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنَزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوجُ وَيَاجُوجُ وَثَلَاثَةُ خُسُوفٍ خُسُوفٌ بِالشَّرْقِ وَخُسُوفٌ بِالمَغْرِبِ وَخُسُوفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، آخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ﴾

(صحیح مسلم ۲۸۵، ابوداؤد ۴۳۱۱، ترمذی ۲۱۸۳)

”حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

ایک دن مذکورہ میں مشغول تھے کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے اور پوچھا کہ تم آپس میں کیا مذاکرہ کر رہے تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اس سے پہلے وہ نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ ﷺ نے دھوکیں، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے سورج کے نکلنے، نزول مسیحی علیہ السلام، یاجوج ماجوج اور تین مرتبہ دھنسے کا ذکر فرمایا۔ (۱) ایک مرتبہ زمین میں دھنسے کا واقعہ مشرق میں ہوگا۔ (۲) دوسری مرتبہ مغرب میں، (۳) تیسری مرتبہ جزیرہ عرب میں، اور پھر سب سے آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر ان کے شجر (شام) کی طرف لے جائے گی۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے قیام قیامت سے پہلے رونما ہونے والی وہ بڑی بڑی نشانیاں کا ذکر فرمایا ہے، جن میں سے ایک "خروج دجال" بھی ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی مختصر سی وضاحت کر دی جائے۔

(۱) اس حدیث میں سب سے پہلے "دخان" کا ذکر ہے، قرآن کریم کو بھی آپ اس کے تذکرے سے خالی نہیں پائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَإِن تَنْفُبُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ﴾  
(الدخان: ۱۰-۱۱)

"پس اے نبی! انتظار کیجئے اس دن کا جب کہ آسمان سے ایک کھلا دھواں آنے والا دھواں آجائے گا اور لوگوں پر چھا جائے گا۔"

تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ دھواں نکلے گا تو مومن کو تو صرف زکام محسوس ہوگا لیکن کفار اور منافقین کے کانوں میں ٹھس جائے گا جس کی وجہ سے ان کے سر ایسے سخت گرم ہو جائیں گے جیسے انہیں آگ

پر بھون دیا گیا ہو۔

(۲) دوسرے نمبر پر حدیث مبارکہ میں دجال کا ذکر ہے اس کا تفصیلی مطالعہ آپ زیر نظر کتاب میں فرما رہے ہیں۔

(۳) دابۃ الارض۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَخْبَرَهُمْ﴾ (النمل: ۸۲)

"جب قیامت قریب آنے کا وعدہ ان پر ثابت ہو جائے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔"

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿تُخْرِجُ الدَّابَّةَ وَمَعَهَا خَاتَمٌ سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَعَصَا مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَتُجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا وَتُخْتَمُ أَنْفُ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ﴾

(سنن ابن ماجہ: ۲۰۶۶، ترمذی: ۳۱۸۸)

"جب دابۃ الارض کا خروج ہوگا تو اس کے پاس حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لٹاخی ہوگی، لٹاخی کے ذریعے وہ مومن کے چہرے کو منور کر دے گا اور انگوٹھی کے ذریعے کافر کی ناک پر مہر لگا دے گا۔"

اب آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ مومن اور کافر میں کتنا واضح امتیاز اور فرق لوگوں کے سامنے آجائے گا اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا و مروت کے درمیان ایک جگہ پہننے کی اور اس میں سے یہ جانور نکلے گا اور پوری زمین پر انتہائی تیز رفتاری سے گھوم جائے گا اور ہر مسلمان اور کافر کی شناخت کے لئے مذکورہ طریقہ استعمال کرے گا۔



امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب "الحکمۃ" میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ جانور حضرت صالح علیہ السلام کی اونی کا بچہ ہوگا۔ جو اپنی ماں کے قتل کر دیئے جانے پر ایک غار میں جا چھپا تھا۔ قیامت سے پہلے صفا مردہ کے درمیانی مقام سے اس کا خروج ہوگا لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

(۴) مغرب سے طلوع آفتاب۔ اس علامت کا ذکر قرآن کریم ان الفاظ میں کرتا ہے۔

﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ أَهْلًا مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ (النعام: ۱۵۸)

اس آیت کا ترجمہ اور حدیث کے حوالے سے تفسیر گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

(۵) نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ اس علامت کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں بھی ہو چکا ہے اور آئمہ بھی بقدر ضرورت ہوگا۔ انشاء اللہ

(۶) یاجوج ماجوج۔ قرآن کریم نے اس قوم کا دو جگہ تذکرہ کیا ہے جو کہ قرب قیامت نکلے گی اور قدرت خداوندی سے اپنے انجام کو پہنچے گی کیونکہ کسی انسان میں ان سے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتکام خداوندی اپنے ہمراہی مسلمانوں کے ساتھ کوہ طور پر فروکش ہو جائیں گے تاکہ آنکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک فرما کر زمین کو پاک صاف فرمادیں گے۔

(۷) مشرق میں دھنسے جانے کا واقعہ۔

(۸) مغرب میں دھنسے کا واقعہ۔

(۹) جزیرہ عرب میں دھنسے کا واقعہ۔

مذکورہ مقامات پر مختلف اوقات میں تاریخ نے ایسے شدید زلزلوں کی داستانیں محفوظ کر رکھی ہیں جنہوں نے ہزاروں آدمیوں کو زمین کے سینے میں پہنچا دیا اور آج تک ان کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ حال ہی میں مغربی ممالک میں زلزلے کی ایسی ہی شدید

برپا نہیں ہوئی ہے اور سوتامی میں یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

(۱۰) یمن سے آگ کا نکلنا۔ یہ آگ عجیب طرح کی ہوگی، لوگوں کو گھیرے میں لینے کے باوجود ان کو جلانے کی نہیں بلکہ گھیر گھار کر ملک شام میں اکٹھا کر دے گی۔

اغرض! کہ خروج دجال اور قیام قیامت کا چولی دھن کا ساتھ ہے لیکن اس کے باوجود خروج دجال کے لئے ماہ و سن کا تعین کسی صحیح حدیث سے تو کیا کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں اور نہ ہی ہمیں اس کی تعین کا علم حاصل کرنے کے درپے ہونا چاہئے کیونکہ اس میں ہمارا کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں! کرنے کا کام یہ ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کے اسباب مہیا کرتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں دغا گورہیں کہ حفاظت ایمان کے اسباب ہم نے مہیا کر دیئے ہیں اگرچہ وہ بھی تیری توفیق سے ہیں، اب پروردگار! تو ہماری حفاظت فرما!

## ﴿دجال کے پیروکار﴾

یہ انسانی فطرت ہے کہ جس چیز میں ذرا سی جذبہ یا کشش ہو، لوگ اس کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں خاص طور پر وہ ضعیف الاعتقاد لوگ جن کا دین اور دین والوں سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہوتا، اور لوگوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ اس کے گرد جمع ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص اس بھیڑ کے بل بوتے پر اپنے آپ کو پوری دنیا کا بلا شرکت غیرے بادشاہ اور شہنشاہ سمجھنا شروع کر دے تو یا اس کو یہ توقف کہا جائے گا یا پھر اس کو اپنے دماغ کا علاج کروانے کا مشورہ دیا جائے گا۔

دجالی کرشمہ ساز یوں اور خرق عادت اور کو دیکھ کر بہت سے ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی دجال کے بیج و کاروں میں شامل ہو جائیں گے گو کہ ان میں کچھ ایسے افراد بھی ہوں گے جو اپنے فقر و فاقہ کے باغیوں تنگ آنچکے ہوں گے اور وہ دیکھیں گے کہ دجال کی بات مان لینے میں کم از کم اس مصیبت سے تو جان بچوٹ جائے گی اور زندگی

آرام و راحت سے تو گزرے گی۔

اس کا موجودہ حالات میں مشاہدہ کرنا اور بھی آسان ہے کہ بہت سے لوگ ایسے لیڈروں سے وابستہ ہوتے ہیں جن کو وہ خود غلط سمجھتے ہیں لیکن اپنے شخصی منافع اور ذاتی مصلحتوں کے تحت ان کا ساتھ نہیں چھوڑتے، یہی حال اس وقت دجال کے بعض پیروکاروں کا ہوگا چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے کہ کچھ لوگ دجال کی مصاحبت اختیار کریں گے اور کہیں گے کہ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ دجال "کذاب" ہے لیکن ہم نے اس کی مصاحبت اس لئے اختیار کر رکھی ہے کہ اس کا کمانا کھائیں اور اس کے درختوں کے سائے میں اپنے جانور چرائیں۔ جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو ان پر بھی نازل ہوگا۔

ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے علاوہ دجال کے اصل پیروکار مندرجہ ذیل حضرات ہوں گے۔

### (۱) یہودی

اصل میں دجال چونکہ خود بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگا اس لئے اس کے محنت اور وفادار پیروکار تو یہودی ہوں گے، باقی لوگ ثانوی حیثیت کے ہوں گے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿يَتَّبِعُ الدَّجَالَ مِنْ يَهُودِ اصْغِبَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ

الطَّيَالَةِ﴾ (صحیح مسلم: ۷۳۹۲)

”دجال کی پیروی اصغبان کے ستر ہزار یہودی کریں گے جن پر طیلان کی بنی ہوئی چادریں ہوں گی۔“

جب کہ مسند احمد کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَبْسُطُ الدَّجَالُ مِنْ كَوْزٍ وَ كَرْمَانٍ مَعَهُ ثَمَانُونَ أَلْفًا

عَلَيْهِمُ الطَّيَالَةُ وَ يَتَعْلَوْنَ الشَّعْرَ كَانٍ وَ جَوْهِيَهُمُ مِجَانٌ

مَطْرَفَةٌ﴾ (بحوالہ مسند احمد: ۴۱)

”دجال کوز اور کرمان سے اسی ہزار افراد کے ساتھ نیچے اترے گا جن پر طیلان کی بنی ہوئی چادریں ہوں گی اور بالوں کی بنی ہوئی جوئی پہنیں گے گویا ان کے چہرے چھٹی ہوئی ڈسالوں کی طرح ہوں گے۔“

اس حدیث میں کوز اور کرمان دو علاقوں کے نام ہیں، کوز نواحی تہریز میں واقع ہے اور کرمان ایک مشہور و معروف علاقہ ہے۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ صحیح مسلم میں دجال کی پیروی کرنے والے یہودیوں کی تعداد ستر ہزار مروی ہے اور مسند احمد میں اسی ہزار؟ اس تضاد کو رفع کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) صحیح مسلم میں ستر ہزار یہودیوں کا ذکر ہے اور مسند احمد کی روایت میں ”یہودیوں“ کا ذکر نہیں بلکہ فقط ”مقبعین“ دجال کی تعداد مذکور ہے اور اس میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ستر ہزار یہودی ہوں اور دس ہزار دوسرے لوگ ہوں۔

(۲) ان دونوں حدیثوں میں تعداد بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ کثرت بیان کرنا مقصود ہے۔ اس کی تائید حضرت ابوداؤد کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو مسند احمد ہی میں روایت کیا گیا ہے کہ دجال کے اکثر پیروکار یہودی اور بدکار غورتوں کی اولاد ہوں گے۔

اس روایت میں آپ نے دجال کے پیروکاروں کی ایک علامت یہ بھی پرچھی ہے کہ ان کے چہرے چھٹی ہوئی ڈسالوں کی طرح ہوں گے۔ غالباً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اسی کی طرف ارشاد ہے:

﴿يَتَّبِعُهُ الْفَوَاحِشُ كَانٍ وَ جَوْهِيَهُمُ الْمِجَانُ الْمَطْرُوفَةُ﴾

(ترمذی: ۲۲۳۷، ابن ماجہ: ۴۰۷۷)

”دجال کی پیروی ایسے لوگوں کی فوج کرے گی جن کے چہرے

چھٹی ہوئی و حواص کی طرح ہوں گے۔“

## (۲) عورتیں

عورتوں کی بڑولی، ضعف، اعتمادی اور نقصان عقل و دین کس پر مبنی ہے؟ اس لئے اگر وہ دجال کی بیروکار ہو بھی جائیں تو اس میں کوئی الجھبھے کی بات نہیں چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ اور درمنثور میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿يُنْزَلُ الدَّجَالُ فِي هَذِهِ السَّبْعَةِ بِمَرْفَئَةٍ فَيَكُونُ أَكْثَرُ مِنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ﴾

”دجال اس کھاری زمین میں ”مرقاۃ“ کے پاس آئے گا اور اس کے پاس آنے والوں کی بہت بڑی تعداد عورتوں کی ہوگی۔“

## (۳) کفار اور منافقین

مکر بن خدا اور اپنے دلوں میں نفاق کا روگ بھٹائے ہوئے لوگوں کو مسلمانوں سے اپنی قدیم دشمنی نکالنے کا کوئی بھی موقع ملا تو انہوں نے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیا بلکہ اس سے پوری طرح فائدہ اٹھایا ہے، تاریخ اسلام سے کچھ بھی واقفیت رکھنے والے شخص کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں اس لئے اگر یہ لوگ دجال کے بیروکاروں میں شامل ہو جائیں تو یہ یقیناً نقصان عقل ہے بلکہ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں جتنا نقصان ان مارا آستین منافقین نے پہنچایا اتنا نقصان ظاہری دشمنوں نے نہیں پہنچایا اور جب اسلامی تاریخ ایک نئے دور ہے پر کھڑی ہوگی اس وقت بھی یہ اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہ آئیں گے۔ خود مدینہ منورہ میں ان کی بڑی تعداد موجود ہوگی۔

لیکن یہ بھی قدرت خداوندی اور حکمت ربانی کا نتیجہ ہے کہ اپنے حبیب کے شر کو ان ناپاک لوگوں سے پاک کرے۔ اس لئے شیعہ و دجال کے بعد مدینہ منورہ میں

تین زلزلے آئیں گے، جو بظاہر عذاب خداوندی کا نمونہ ہوگا لیکن ایسا اسلام کے لئے ان کا وقوع رحمت ثابت ہوگا اور تمام منافقین و کفار ان زلزلوں سے گھبرا کر مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے اور یوں مدینہ منورہ ان لوگوں سے پاک ہو جائے گا، اسی وجہ سے اس دن کا نام احادیث مبارکہ میں ”یوم التلاص“ آیا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿يَجِيئُ الدَّجَالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي لَحِيَةِ الْمَدِينَةِ لَعَنَ تَرْجَفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَ مُنَافِقٍ﴾  
(بخاری شریف ۷۱۲۳، مسلم ۷۳۹۱)

”دجال آئے گا یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے نواح میں پڑاؤ ڈالے گا، پھر مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے جس کی وجہ سے تمام کافراور منافقین دجال کے پاس چلے جائیں گے۔“

## (۴) فساق و فجار

دجال کے بیروکاروں میں فاسق و فاجر لوگوں کا بھی ایک بڑا طبقہ شامل ہوگا اور مدینہ منورہ میں اگر کوئی شخص اس قماش کا ہوا تو وہ بھی کفار و منافقین کے ساتھ انہی زلزلوں سے گھبرا کر نکل جائے گا، چنانچہ امام ابن کثیر نے مسند احمد کے حوالے سے حضرت نجمن بن ادرع رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے، جس کے آخری الفاظ مسلم شریف حدیث نمبر ۷۳۹۱ میں بھی ہیں۔

﴿لَعَنَ تَرْجَفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَلَا يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ وَلَا فَاسِقٌ وَلَا فَاسِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ﴾  
فَذَلِكَ يَوْمَ الْخِلَاصِ ﴿(ترمذی ۱۲۰۰)

”پھر مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ

میں کوئی منافق مرد یا نورت اور کوئی فاسق مرد یا نورت باقی نہیں رہے گا، سب دجال سے جا ملیں گے۔ یہ ہے "یوم الخلاص"!

## (۵) نجی، ترک اور مخلوط لوگ

شیخ یوسف الدوابلیؒ اپنی کتاب اشراط الساعۃ ص ۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

جاء اکثر اتباع الدجال من الیہود و المعجم و التورک و احلاط من الناس، غالبہم الاعراب و النساء  
"دجال کے اکثر پیروکار یہودی، نجی، ترک اور مخلوط لوگ ہوں گے جن میں اکثریت دیہاتیوں اور عورتوں کی ہوگی۔"

اصل میں ترکیوں کو پیروکاران دجال میں شامل اس لئے کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دجال کی پیروی کرنے والی ایک ایسی قوم ذکر کی گئی ہے، جس کے چہروں کو چھپنی ہوگی ذہال سے تشبیہ دی جا سکے اور حافظ ابن کثیر وغیرہ نے یہ نایاست ترک قوم کی ذکر کی ہے اور اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ اظہار اس کا مصداق یہی لوگ ہیں۔

## خروج دجال کب ہوگا؟

اس عنوان کے تحت کچھ پڑھنے سے پہلے آپ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ خروج دجال کے لئے یہاں ماہ و سن کی تعیین کرنا ہرگز مقصود نہیں اور نہ ہی اس کی تعیین کی جاسکتی ہے، اسی طرح یہاں خروج دجال کی علامات یا اس سے پہلے کے واقعات سے تعرض کرنا بھی مقصود نہیں اس کی تفصیلات عنقریب انشاء اللہ آئیں گی۔

یہاں ایک خاص جہت کے پیش نظر حضرت صاحب بن جنامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حد یہ قارئین کرنا مقصود ہے تاکہ ہمارے خطباء اور واعظین کی آنکھیں کھلیں کہ کہیں وہ اس حدیث کا مصداق تو نہیں بن رہے۔

شیخ احمد مصطفیٰ نے مسند احمد ج ۳ ص ۷۲ کے حوالے سے راشد بن سعد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اسطر فتح ہوا تو ایک منادی یہ ندا لگانے لگا کہ خبردار! دجال نکش آیا۔ راشد کہتے ہیں کہ اسی دوران لوگوں کی ملاقات حضرت صاحب بن جنامہ سے ہوگئی، وہ فرماتے تھے کہ اگر تم یوں نہ کہہ تو میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے خود حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

ولا يخرج الدجال حتی يذهل الناس عن ذكره و حتى  
تترك الانعة ذكره على المنابر

(مسند احمد ۴/۲۱۷ بحوالہ المسح الدجال ص ۳۷)

"دجال کا خروج نہ ہوگا یہاں تک کہ لوگ اس کا ذکر بھول جائیں گے اور انعمہ کرام ممبروں پر اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے۔"

اور ابن حبان کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبویؐ منقول ہے کہ خروج دجال اس وقت ہوگا جب لوگوں میں اختلاف اور افتراق کی فلیج وسیع ہو جائے گی۔ اس سے جہاں خروج دجال کے وقت کی طرف اشارہ ملتا ہے وہیں یہ تعمیم بھی حاصل ہوتی ہے کہ آپس میں ضد، اختلاف اور افتراق سے ہر ممکن طور پر اپنی جان بچانی چاہئے تاکہ کہیں ہم فتنہ کا دروازہ کھلنے کا سبب نہ بن جائیں۔

## دجال کس جگہ سے نکلے گا؟

خروج دجال کی جگہ اور مکان کا تعیین ان مغیبات سے تعلق رکھتا ہے جن کو خالق کائنات کے ناپاؤ کوئی نہیں جانتا تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اختصار اور اشارہ کے طور پر اتنا ضرور بتا دیا ہے جس سے یہ دروازہ پوری طرح بند بھی نہ ہو اور پوری طرح کھلا بھی نہ رہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ما حدثكم ما سمعت عن رسول الله ﷺ الصادق

المصدوق ان الاعور الدجال مسبح الضلالة يخرج من



قبل المشرق فی زمن اختلاف الناس و فرقة النج

(ابن حبان، بحوالہ المسیح الدجال ص ۳۶)

”میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے خود صادق و مصدوق، حضور ﷺ سے سنی ہے کہ کتنا دجال یعنی ”مسح الضلالہ“ مشرق کی طرف سے نکلے گا جب کہ لوگوں میں اختلاف اور افتراق کا زمانہ ہوگا۔“

اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روایت مروی ہے اس میں بھی خروج دجال کی جگہ ”مشرق“ کو ذکر کیا گیا ہے، البتہ اس میں شبہ کی تعین بھی موجود ہے۔

وقال رسول الله ﷺ ان الدجال ليخرج من ارض

بالمشرق يقال لها خراسان النج (ترمذی، ۲۲۳۷، ابن ماجہ، ۴۰۷۲)

”حضور ﷺ نے فرمایا کہ دجال مشرق کے ایک علاقے سے نکلے گا جس کو ”خراسان“ کہا جاتا ہوگا۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس بات پر جزم کیا ہے کہ دجال کا خروج ”مشرق“ سے ہی ہوگا لیکن مشرق کے کسی شہر سے؟ اس کی تعین میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس سلسلے میں روایات کافی مختلف ہیں چنانچہ ابھی آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ”خراسان“ کا نام پڑھا جب کہ مسلم شریف حدیث نمبر ۷۳۷۳ میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے ”بین الشام و العراق“ کے الفاظ نقل کئے ہیں، سید برزنجی نے مسلم شریف کے حوالے سے اسنبہان اور حاکم و ابن عساکر کے حوالے سے اسنبہان کے محلہ ”مہودیہ“ طبرانی کے حوالے سے اسنبہان کے محلہ ”رستباد“ کا ذکر فرمایا ہے، کتاب الفتن میں متعدد روایات خروج دجال کی جگہ ”کوئی“ نامی علاقہ قرار دیتی ہیں۔ اب ہذاہر ان روایات میں تطبیق دینا بہت مشکل ہے تاہم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نے تطبیق دینے کی کوشش کی

ہے اور تحریر فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۵، نمبر ۱۳ میں گزرا ہے کہ دجال شام و عراق کے درمیان نکلے گا جس سے تعارض کا شبہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے شام و عراق کے درمیان نکلے مگر اس وقت اس کا خروج نمایاں نہ ہو پھر اسنبہان کی بستی یہودیہ میں نمودار ہو اور وہاں پہنچ کر اس کی شہرت و جہیت میں اضافہ ہو جائے پس حدیث نمبر ۵ و نمبر ۱۳ میں اس کا ابتدائی خروج مراد ہو اور حدیث نمبر ۳۳ میں خروج کی شہرت۔“

(علامات قیامت اور نزول مسیح ص ۱۳۶ ماہیہ نمبر ۱)

کو کہ یہ تطبیق اپنی جگہ صحیح ہے لیکن اس سے صرف تین روایات میں تعارض ختم ہوتا ہے۔

(۱) شام و عراق کے درمیان والی روایت۔

(۲) اسنبہان والی روایت۔

(۳) اسنبہان کے محلہ یہودیہ والی روایت۔

اور تین روایات کا تعارض باقی رہ جاتا ہے۔

(۱) خراسان والی روایت۔

(۲) اسنبہان کے محلہ رستباد والی روایت۔

(۳) کوئی نامی جگہ کی روایت۔

ان تمام روایات میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ دجال کا خروج ”مشرق“ سے ہوگا لیکن چونکہ ”مشرق“ کا لفظ اپنے اندر جتنی وسعت رکھتا ہے وہ بھی سب کو معلوم ہے اس لئے مختلف روایات میں مختلف مشرقی ممالک اور شہروں کا ذکر کر دیا گیا تاکہ اگر یہ تین خراسان سے سر اٹھائے تو وہاں والے بھی اس کو پہچان لیں، اسنبہان سے نمودار ہو تو وہاں والوں کے لئے بھی اس میں کوئی

پوشیدگی نہ رہے اسی طرح دیگر شہروں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور ایک صورت رفع تعارض کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بعض روایات میں "ملک" کا ذکر ہے، بعض میں شہر کا، بعض میں محلہ کا اور بعض میں ہستی کا تاکہ کسی مقام کے باشندے بھی اس نکتے سے بے خبر نہ رہیں۔ (حد ما عندی واللہ اعلم بالصواب)

### فائدہ

خروج دجال کے متعلق "خراسان" والی روایت دل کو لگتی ہے اس لئے کہ دجال کا خروج ظہور مہدی علیہ الرضوان کے بعد ہوگا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے لئے خراسان سے سیاح و جہندوں کو لئے ایک لشکر کے آنے کی خبر احادیث طیبہ میں دی گئی ہے۔ آپ آگے چل کر پڑھیں گے کہ دجال ایک وقت میں امام مہدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ایمان و انصار کو محاصرہ میں لے گا اور چونکہ یہ خود خراسان سے ہو کر آیا ہوگا اس لئے اہل خراسان کا اس کے خلاف اٹھ جانا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نصرت کے لئے روانہ ہو جانا کچھ مستبعد نہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی ﷺ منقول ہے:

﴿يُخْرِجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٍ سَوْدَ فَلَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى

تَنْصَبَ بِأَيْلِيَاءَ﴾ (ترمذی ۲۲۶۹)

"خراسان سے سیاح و جہندے نکلیں گے جن کو کوئی چیز نہیں لوٹا سکے

گی یہاں تک کہ وہ ایلایاء پر نصب ہو جائیں گے۔"

غور تو فرمائیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کو فلسطین کے علاقے "لد" میں جہنم رسید کرنا ہے، وہیں دجال نے امام مہدی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنا ہے اور وہیں "خراسانی لشکر" نے آکر رکنا ہے۔ منہاجین احادیث میں اس سے بڑھ کر مطابقت اور کیا ہوگی؟ لیکن یہ بات کمر عرض کر دوں کہ یقینی اور حتمی طور پر خروج دجال کی جگہ پھر بھی متعین نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اپنی رائے کو قطعی تصور کیا جا رہا ہے۔

### ﴿خانہ کعبہ پر دجال کی خصوصی توجہ﴾

صحیحین اور ترمذی مالک میں حضرت عبداللہ بن مرزوقی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اور اسی خواب میں آپ ﷺ نے دجال کو بھی طواف کرتے دئے دیکھا، اس حدیث کے مکمل الفاظ اور ان کا ترجمہ تو آگے اپنے مقام پر دیے۔ قارئین سمجھ جائیں گے۔ یہاں یہ سوال حل طلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، دجال کے طواف کرنے کا کیا مطلب؟

اس کے دو جواب صاحب مظاہر حق نے دیئے ہیں جو انہیں کے الفاظ میں درج کئے جا رہے ہیں۔

"اس کا جواب علامہ نے یہ دیا ہے کہ مذکورہ واقعہ آنحضرت ﷺ

کے مکاشفات میں سے ہے، جس کا تعلق خواب سے ہے اور اس

کی تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس خواب میں گویا یہ دکھایا

گیا کہ ایک وہ دن آئے گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دین اور

مرکز دین کے ارد گرد رہیں گے تاکہ دین کو قائم کریں اور فتنہ و فساد

سے اس کی حفاظت کریں اور دجال بھی دین اور مرکز دین پر

منڈلاتا پھرے گا تاکہ گمراہی لگا کر دین کو نقصان پہنچا دے اور فتنہ

و فساد پھیلانے میں کامیاب ہو جائے۔

بعض حضرات نے ایک جواب یہ دیا ہے کہ مکہ مکرمہ پر

اسلام کا غلبہ ہونے اور مشرکوں کو مسجد حرام کے قریب جانے کی

مخالفت نافذ ہونے سے پہلے بہر حال کافر و مشرک بھی خانہ کعبہ کا

طواف کیا کرتے تھے، پس اگر وہ جلال بھی طواف کرتا، تو تو اس میں اشکال کی کیا بات ہے؟

ایک یہ بات بھی ہے کہ حضور ﷺ کے اس مکاحضہ یا خواب سے موجودات کی دنیا میں کسی کا قرعہ طواف کرنا ہرگز لازم نہیں آتا، جب کہ کفار اور مشرکین کے لئے فائدہ کعبہ کے طواف کی ممانعت کا مطلق موجودات کی اس دنیا سے ہے۔

(مظاہر حق جلد ۵ ص ۷۵)

تقریباً یہی توجیہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے التعلیق النسخ ج ۶ ص ۲۲۳ پر تشریح اور لمعات کے حوالے سے نقل فرمائی ہے جب کہ حضرت مولانا بدر عالم مباحر مدنی نے فیض الباری ج ۴ ص ۴۱ کے حاشیے پر اپنی طرف منسوب کر کے ایک دوسری توجیہ ذکر فرمائی ہے جس کی طرف خود علامہ انور شاہ صاحب نے بھی فیض الباری ہی میں ج ۴ ص ۴۸۱ پر اشارہ فرمایا ہے۔ مولانا بدر عالم صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

«يقول العبد الضعيف: وقد بدور بالبال، و ان لم يكن له بال، ان المسيح الدجال يظهر في اول امرة الصلاح، فلا يباس بسروية طوافه في المنام على ابطانه ما كانت، و انما اوى خلفه بطوف لا امامه، لانه لا يناسب التقدم على المسيح عليه الصلوة والسلام في امور الخير، ولا نه لا بد للعين ان يمشي امامه، ولو مشى امامه لانداب، ولكنه يكون خلفه كالخائف الجبان، على ان بينهما تناسب التضاد حتى روعي في الاسم ايضا، فسمى للعين ايضا بالمسيح، و اظهر هذا التضاد بالفصل المميز، فيقال له

المسيح الدجال، ليدل على انه رجل في مناقضة مسح الصداية، و حينئذ لا يباس باشتراكه في الطواف ايضا على ما كان مراده منه، و لم اسمع فيه من الشيخ شينا، غير انه قال: ان مراده في منامه كانت صورة للتناسب بينهما، و لعله اراد منه ما قلنا، و انما ذكرنا بعض شئ سمح به القلم وان نسويد هذه الاوراق، و ليس بشئ فليتشكر لظهور لك امور واحد بعد واحد تترى، والله تعالى اعلم» (حاشیہ فیض الباری ج ۴ ص ۴۱)

”بندہ ضعیف کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے اگرچہ دل نہ بھی ہو، کہ مسیح دجال ابتداء میں خوب نیکی کے ساتھ ظہور پذیر ہوگا اس لئے خواب میں اس کو طواف کرتا ہوا دیکھنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اصل حقیقت مخفی رہے۔

پھر دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے طواف کرتا ہوا دکھایا گیا، نہ کہ آگے، اس لئے کہ امور خیر میں اس کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آگے بڑھنے میں کوئی مناسبت ہی نہیں اور اس اعمین کے لئے ان کے آگے چلنے کا امکان بھی نہیں اس لئے کہ اگر وہ ان کے آگے چلتا تو کھٹل کر ختم ہو جاتا، اس لئے وہ ڈر پوک اور بزدل کی طرف پیچھے پیچھے رہا۔

علامہ ازیں ان دونوں کے درمیان تناسب تضاد ایسا زبردست پایا جاتا ہے کہ نام تک میں اس کی رعایت رکھی گئی چنانچہ اس ملعون کا نام بھی ”مسیح“ ہی ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ

بعد میں "فصل نمبر" کے ذریعے اس تضاد کو نمایاں کر دیا جاتا ہے اور دجال کو "مسیح الدجال" کہا جاتا ہے تاکہ اس بات پر بھی دلالت ہو جائے کہ وہ "مسیح المہدیہ" کے مقابلے میں ہے لہذا اس صورت میں طواف کے اندر بھی اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہوگا کہ دجال کا مقصد اس سے کوئی اور ہو۔

اس سلسلے میں حضرت شیخ انور سے میں نے اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے دجال کو خواب میں جو دیکھا تو وہ ان دونوں کے درمیان مناسبت کی ایک صورت تھی، ممکن ہے کہ اس سے مراد وہی ہو جو ہم نے کہا ہے، ان ادراک کی تسوید کے وقت نوک قلم پر یہ کچھ باتیں آگئیں جو ہم نے ذکر کر دیں ورنہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

درج بالا حوالہ جات سے ذیل کے جوابات معلوم ہوتے ہیں۔

- (۱) اس واقعہ کا تعلق مکاشفات اور خواب سے ہے جس کی تعبیر دین میں اصلاح اور فساد ہے۔
- (۲) فتح مکہ سے قبل آخر مشرکین بھی تو طواف کرتے ہی تھے، اگر دجال نے کر لیا تو کیا ہو گیا؟
- (۳) خواب کے اس واقعے سے حقیقتہً دجال کا طواف کرنا لازم نہیں آتا۔
- (۴) دجال ابتداءً نیکی اور صلاح، تقویٰ اور پرہیزگاری کا مدعی اور اس پر کاربند، لوگوں میں محبوب اور اسلام کا سپوت بن کر ظاہر ہوگا اس لئے اس کے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے درمیان "تناسب تضاد" پایا جاتا ہے۔ اسی مناسبت کی وجہ سے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں طواف کرتے ہوئے دیکھایا گیا تو "دجال" کو بھی دیکھایا گیا تاکہ مناسبت تام ہو جائے۔

علامہ انور شاہ صاحب کی رائے اور اس پر تبصرہ

حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے "دجال" کے طواف کرنے سے متعلق فیض الباری ج ۳ میں تین جگہوں پر بحث فرمائی ہے۔

- (۱) فیض الباری ج ۳ ص ۳۱ (۲) فیض الباری ج ۳ ص ۳۸۱
- (۳) فیض الباری ج ۳ ص ۴۹۳

ان تینوں جگہوں پر حضرت نے وہ جواب دیئے ہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف فقہی طور پر بھی طواف تھا، جب کہ دجال جاسوسی کے لئے ان کے پیچھے چکر لگا رہا تھا، ظاہر ہے کہ اس کو اصطلاحی اور فقہی طواف نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کی نیت طواف کرنے کی تھی، راوی نے اس کے چکر لگانے کو "طواف" سے تعبیر کر دیا۔

(۲) "دجال" کے طواف کرنے کا ذکر کسی راوی کا وہم ہے۔ حضور ﷺ نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طواف کرنے کا ذکر فرمایا تھا، راوی کو وہم ہو گیا کہ شاید دجال کے طواف کا بھی ذکر فرمایا ہے اور اس نے اس کو بھی نقل کر دیا، قاضی عیاضؒ اور نوویؒ نے بھی اشارہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں مؤطا مالک کی روایت میں "طواف" کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میری تحقیق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت تین حضرات نے کی ہے۔

- (۱) مالک۔ اس میں طواف کا ذکر نہیں۔
- (۲) نافع۔ اس میں طواف کا ذکر نہیں۔



(۳) سالم۔ بعض روایات میں طواف کا ذکر ہے اور بعض میں نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ کسی راوی کا وہم ہے۔ حضور ﷺ نے وصال کے طواف کرنے کا ذکر نہیں فرمایا اس لئے اس کی کوئی توجیہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔

احقر راقم الحروف اپنی علمی بے ہمتائی اور کم مانگی کا پوری طرح اقرار اور احساس کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ تو بڑے دور کی بات، حضرت نورانیؒ کی بات سمجھتا، اس کی وضاحت کرنا اور اس پر چشم بدور اپنا حاشیہ چڑھانا اپنی حیثیت سے بڑھ کر سمجھتا ہے لیکن علمی تحقیق بھی ایک امانت ہے جسے امت کے سامنے پیش کرنا بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے دوسری امانتوں کا ان کے حقداروں تک پہنچانا بلکہ شاید اس سے بھی ضروری ہو۔ اس لئے حضرت شاہ صاحبؒ کی اس دوسری توجیہ پر کچھ نوٹی چھوٹی گندارشات اہل علم کی خدمت میں پیش ہیں، اگر ذہن قبول کرے تو اس ردِ سیاه کے لئے مقام الشکر درجہ "کالائے بد پریش خاوند" کے تحت ان کو رد کر دیا جائے۔

حضور ﷺ کے اس خواب کا ذکر بخاری شریف میں چھ جگہ مروی ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱	بخاری شریف	حدیث نمبر ۳۴۳۰	اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں کا طواف کرنا مذکور ہے۔
۲	بخاری شریف	حدیث نمبر ۳۴۳۱	اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا مذکور ہے۔
۳	بخاری شریف	حدیث نمبر ۵۹۰۲	اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا مذکور ہے۔

۴	بخاری شریف	حدیث نمبر ۶۹۹۶	اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا مذکور ہے۔
۵	بخاری شریف	۷۰۲۶	اس میں کسی ایک کے بھی طواف کا ذکر نہیں۔
۶	بخاری شریف	حدیث نمبر ۷۱۲۸	اس میں کسی ایک کے بھی طواف کا ذکر نہیں۔

اسی طرح یہ روایت مؤطا مالک صفحہ ۱۲ پر بھی مروی ہے جس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے طواف کا ذکر ہے۔

### عدم ذکر، ذکر عدم کو مستلزم نہیں

آگے بڑھنے سے قبل ایک مسلمہ اصول ذہن نشین کرتے جائیں کہ اگر کسی مقام پر کسی چیز کا ذکر نہ ہو تو اس کا ذکر نہ ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہوتا کہ وہ چیز موجود ہی نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس چیز کا کہیں بھی ذکر نہ ہو اور اگر کسی ایک مقام پر بھی اس کا تذکرہ کر دیا جائے اور دوسرے مقامات پر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ان دوسرے مقامات کو پہلے پر محمول کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ گویا یہاں بھی اس کا ذکر ہوا ہے۔

اس تمہید کو اپنے ذہن میں خوب جما کر اس نکتے پر غور کیجئے کہ اگر بعض روایات میں دجال کا طواف کرنا مذکور نہیں ہے اور اس وجہ سے اس کا انکار کرنا صحیح ہے تو پھر بعض روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طواف کرنا بھی تو مذکور نہیں، کیا صرف اس وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طواف کا انکار کرنا صحیح ہوگا؟

ظاہر ہے کہ آپ کا جواب نفی میں ہوگا اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ جس روایت میں ان کے طواف کی تصریح نہیں، اس کو اس روایت پر محمول کر لیا جائے گا جس میں ان کے طواف کی تصریح ہے اس لئے کہ عدم ذکر، ذکر عدم کو مستلزم نہیں ہوتا، اسی طرح جمل کا

تعلیل مفسر پر ہوتا ہے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حالت خواب میں طواف کرتے ہوئے دکھایا جانا ثابت ہو گیا۔

جب یہ توجیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کی جاسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ”دجال“ کے لئے اس توجیہ کو توجیہ نہ دی جائے بالخصوص جب کہ حضرت شاہ صاحبؒ خود بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے درمیان زبردست مناسبت پائی جاتی ہے اس لئے ”دجال“ کا حالت خواب میں طواف کرتے ہوئے دکھایا جانا راوی کا وہم قرار دینا صحیح نہ ہوا۔

رہی یہ بات کہ ”دجال“ اور ”طواف“ میں کیا جوڑ؟ تو اس کی توجیہات اور جوابات ہم نقل کر چکے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الکلام

## باب سوم

### ابن صیاد اور دجال

ابن صیاد کون تھا؟ کیا اس کو دجال قرار دیا جاسکتا ہے؟ دو مختلف آراء۔  
اور ان کا تجزیہ۔ جزیرہ دجال کا ایک انوکھا سفر

## ﴿ابن صیاد اور دجال﴾

مدینہ منورہ میں ایک شادی شدہ جوڑا آباد تھا لیکن بد قسمتی سے اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔ خدا خدا کر کے تیس سال بعد اللہ نے ایک بچہ عطا فرمایا لیکن وہ بچہ عام بچوں کی طرح نہ تھا بلکہ ان سے یکسر مختلف اور عجیب و غریب حرکات و سکنات کا حامل تھا، پیدائشی کانٹا تھا، اور اپنے جھولے میں پڑا بڑبڑاتا رہتا تھا، ماں باپ اس کو "صاف" کہہ کر پکارتے تھے، باپ کا نام صیاد تھا اور آگے چل کر یہی بچہ "ابن صیاد" کے نام سے مشہور ہوا۔ کتب حدیث میں "ابن صائد" سے مراد بھی یہی ہوتا ہے۔ بعض روایات میں اس بچہ کا نام "عبد اللہ" بھی آتا ہے۔

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ دجال اور اس کے والدین کا حلیہ بیان فرمایا اور یہ کہ دجال اپنے ماں باپ کے یہاں تیس سال بعد پیدا ہوگا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی بچہ پیدا ہونے کی خبر سنی تو میں اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اس کو دیکھنے کے لئے گئے۔ جب ہم اس کے والدین کے یہاں پہنچے تو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی تمام صفات ان میں موجود تھیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ہم نے تیس سال تو اس حال میں گزارے کہ ہمارے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی، اب ایک بچہ پیدا ہوا ہے لیکن وہ کانٹا ہے۔ کثیر الضرر اور قلیل المنفعت۔ اس کی آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ان دونوں کے پاس سے اٹھ کر اس بچے کی طرف چلے تو دیکھا کہ وہ دھوپ میں ایک چادر کے اندر لپٹا ہوا پڑا ہے اور کچھ بڑبڑا رہا ہے۔ اتنے میں اس نے اپنے سر سے چادر ہٹائی اور کہنے لگا کہ تم نے ابھی کیا کہا؟ ہم نے کہا کہ کیا تو نے ہماری بات سنی ہے؟ کہنے لگا کہ ہاں! میری آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتا۔

ظاہری سی بات ہے کہ حضور ﷺ نے دجال اور اس کے والدین سے متعلق

جو تفصیلات ذکر فرمائی تھیں، وہ سب ابن حیاہ میں پائی گئیں جس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہی وجہ نہ ہو؟ اس لئے حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر خود جا کر اس بچے کو دیکھا اور اس کا امتحان لیا اور مستند احمد کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کو آخر دم تک اس کے دجال ہونے کا خطرہ ہی رہا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ ابن حیاہ دجال ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حدیث نمبر ۴۳۳۰ اور ۴۳۳۱ اس کا بین ثبوت ہیں بلکہ ابوداؤد شریف کی حدیث نمبر ۴۳۳۱ میں تو حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ قسم کھاتے ہوئے سنا ہے کہ ابن حیاہ دجال ہے اور حضور ﷺ نے بھی اس پر کوئی تکمیر نہیں فرمائی، یہی حدیث مسلم میں بھی سرودی ہے ۷۴۵۳۔

ابن حیاہ کے دجال ہونے یا نہ ہونے کے متعلق تفصیلی بحث عنقریب آیا چاہتی ہے، یہاں ہم احادیث مبارکہ کے حوالے سے ان امتحانات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو حضور ﷺ نے ابن حیاہ سے مختلف مواقع پر لئے۔

(۱) کتب حدیث کے مطالعہ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ ابن حیاہ کو غفلت کی حالت میں پائیں تاکہ وہ اپنی صحیح صحیح حقیقت اگل دے، اسی لئے آپ ﷺ جب اس کی طرف جاتے تو حتی الامکان چسپ چسپا کر جاتے تاکہ وہ ہوشیار نہ ہو جائے لیکن اکثر ایسا ہوتا کہ اس کی ماں حضور ﷺ کو دیکھ لیتی اور فوراً اس کو خبردار کر دیتی چنانچہ بخاری شریف میں یہ روایت متعدد مرتبہ آئی ہے۔

وقال سالم سمعت ابن عمر رضی اللہ عنہما يقول انطلق بعد ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابي بن كعب الى النخل التي فيها ابن حياة و هر يخل ان يسمع من ابن حياة شيئا قبل ان يراه ابن حياة فرآه النبي

صلى الله عليه وسلم و هو مضطجع يعني في قتيقة له فيها زمرة او زمرة فرأت ام ابن حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو يتقي بجذوع النخل فتالت لابن حياة يا صاف و هو اسم ابن حياة. هذا محمد صلى الله عليه وسلم فقال ابن حياة فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو تركته بين يدي (حدیث نمبر ۱۳۵۵، مسلم ۷۲۵۵)

”سالم کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پھر اس کے بعد حضور ﷺ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھجوروں کے ان باغات کی طرف تشریف لے گئے جن میں ابن حیاہ رہتا تھا، آپ کی کوشش یہ تھی کہ قبل اس کے کہ ابن حیاہ آپ کو دیکھے، اس کی کچھ باتیں سن لیں چنانچہ حضور ﷺ نے ابن حیاہ کو ایک چادر میں لپیٹا ہوا لپٹا دیکھا اور وہ کچھ بڑبڑاہا تھا، ابن حیاہ کی ماں نے آپ کو کھجور کی شاخوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے دیکھ لیا اور ابن حیاہ سے کہنے لگی اے صافی! (یہ ابن حیاہ کا نام تھا) یہ محمد ﷺ آتے ہیں، یہ سنتے ہی ابن حیاہ کود کر اٹھ بیٹھا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑ دیتی تو یہ اپنی حقیقت ضرور بیان کر دیتا۔“

محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ابن حیاہ کے والدین کو حضور ﷺ کی اس حدیث کی خبر مل گئی تھی جس میں آپ ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا تھا، اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کو کسی طرح اس کے حالات سے آگاہی ہو، اس لئے اس کی ماں نے ہمیشہ اس کے لئے مخبری کا کام کیا ہے لیکن بچہ بہر حال بچہ ہوتا ہے، کھیل کود بھی اس کی فطرت اور ضروریات میں داخل ہوتا ہے، ابن حیاہ بھی اس سے مجبور تھا اور بچوں کے ساتھ گلی کو چلنے میں کیا کر رہا تھا اس قسم کے مواقع پر حضور ﷺ نے اس سے کچھ باتیں پوچھی



جس اور اس نے جواب بھی دیا ہے، ذیل میں اس طرح کی روایات بھی درج کی جا رہی ہیں۔

(۲) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ابْنِ صِيَادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَّامِ عِنْدَ أَطْعَمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صِيَادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمَّ بِشَعْرٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّشَيْدَ انِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صِيَادٍ فَقَالَ اتَّشَيْدَ انْكَ رَسُولُ الْأَمِيَّةِ فَقَالَ ابْنُ صِيَادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّشَيْدَ انِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتَ بِاللَّهِ وَرَسُولَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تَرَى؟ قَالَ ابْنُ صِيَادٍ يَا نَبِيَّ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبْأً قَالَ ابْنُ صِيَادٍ هُوَ الدِّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُو قَدْ رَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ اضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تَسْلُطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ

(بخاری ۳۰۵۵، مسلم ۴۳۵۲، ابوداؤد ۴۳۲۹)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے جلو میں

حضور ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے تو اس کو بنی مغالہ کے قلعے کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا ان دنوں ابن صیاد بلوغت کے قریب تھا، اس کو حضور ﷺ کی تشریف آوری کا پتہ نہیں چل سکا، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے حضور ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے حضور ﷺ سے کہا کہ کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا میں اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہوں، پھر اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ ملتبس ہو گیا اور فرمایا کہ میں نے تیرے امتحان کے لئے دل میں ایک بات چھپائی ہے (بتا وہ کیا ہے؟) ابن صیاد کہنے لگا ”الدخ“ آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو! تو اپنے مرتبہ سے ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی دجال ہو تو تم کو اس پر مسلط نہیں کیا گیا اور اگر یہ وہ نہ ہو تو اس کے قتل میں تمہارے لئے کوئی بہتری نہیں۔“

مسلم شریف کی ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد جن بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ بچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نبی علیہ السلام کو دیکھتے ہی بھاگ گئے لیکن یہ وہیں کھڑا ہوا اور اس سے درج بالا سوال و جواب ہوئے۔

(۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَابُو بَكْرٍ وَ  
عُمَرُ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
اتَّشَهِدَانِي رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ هُوَ اتَّشَهِدَانِي رَسُولَ اللَّهِ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آمَنْتَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَكِتَابِهِ،  
مَا تَرَى؟ قَالَ أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
تَرَى عَرْشَ ابْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ وَمَا تَرَى؟ قَالَ أَرَى  
صَادِقِينَ وَكَاذِبًا أَوْ كَاذِبِينَ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ لَيْسَ عَلَيْهِ، دَعُوهُ (مسلم: ۷۳۶۰)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور  
ﷺ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مدینہ کے ایک راستے میں ابن صیاد  
سے ملے، حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے  
کہ میں خدا کا رسول ہوں؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ کیا آپ میرے  
پیغمبر خدا ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں  
اللہ پر اس کے فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لاتا ہوں، یہ بتا کہ تجھے  
نظر کیا آتا ہے؟ کہنے لگا کہ میں پانی پر بچھا ہوا ایک تخت دیکھتا  
ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا تو سمندر پر ابلیس کا بچھا ہوا تخت  
دیکھتا ہے، تو اور کیا دیکھتا ہے؟ کہنے لگا کہ میں دو سچے اور ایک  
جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا دیکھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا  
اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا، اس کو چھوڑ دو“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی  
ہے البتہ اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ کو ہمیشہ یہ خوف رہا کہ کہیں یہ  
دجال نہ ہو۔ (مسند احمد، مشکل الآثار، شرح الن)

یہ تین حدیثیں ابن صیاد کے بارے میں بنیادی حیثیت کی حامل ہیں جن میں

حضور ﷺ اور ابن صیاد کا ایک دوسرے کو دیکھنا مذکور ہے۔ ان احادیث سے درج  
ذیل امور متعین ہو جاتے ہیں۔

- (۱) حضور ﷺ نے ابن صیاد کو اس کے بچپن میں بھی دیکھا اور لڑکپن میں بھی۔
- (۲) ابن صیاد کی ماں حضور ﷺ کو دیکھتے ہی ابن صیاد کو خیردار کر دیتی۔
- (۳) حضور ﷺ ابن صیاد کے حالات جاننے کے لئے جماعت صحابہ کے ساتھ  
ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے کر گئے، ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب  
رضی اللہ عنہ کو اور ایک مرتبہ اتفاقاً ملاقات ہو گئی جس میں حضرات شیخین رضی  
اللہ عنہما بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

(۴) ابن صیاد نے اپنی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے سمندر پر بچھا ہوا ایک  
تخت نظر آتا ہے، سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگ میرے پاس آتے  
ہیں۔

(۵) حضور ﷺ نے ابن صیاد کا امتحان بھی لیا اور آیت قرآنی ”یَوْمَ نَأْتِي السَّمَاءَ  
بِدُخَانٍ مُبِينٍ“ ذہن میں رکھ کر اس سے پوچھا کہ میں نے کیا چیز ذہن میں  
چھپائی ہے؟ چونکہ ابن صیاد کبانت کا مدعی تھا اس لئے گو کہ اس کی حقیقت تک  
رسائی حاصل کرنے سے قاصر رہا تاہم اس کے قریب قریب پہنچ گیا اور کہنے لگا  
آپ نے ”الدخ“ کو اپنے ذہن میں چھپایا ہے۔

(۶) حضور ﷺ کو آخر دم تک اس کے دجال ہونے کا خوف رہا۔

اس چھٹے نکتے پر اپنی نگاہ توجہ کو مرکوز رکھ کر اگر آپ ان روایات کو ایک دفعہ پھر  
پڑھیں کہ حضرت عمر، عبد اللہ بن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم ابن صیاد کے دجال ہونے کی قسم  
کھلایا کرتے تھے تو بات اور واضح ہو جائے گی بلکہ مسند احمد میں تو حضرت ابوذر غفاری  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے دس مرتبہ ابن صیاد کے ہی دجال ہونے کی قسم کھانا  
زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس بات کے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال  
نہیں، اور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضور ﷺ نے ابن صیاد کی ماں کے پاس بھیجا

کہ اس سے یہ پوچھ کر آؤ کہ ابن صیاد سے وہ کتنی مدت تک حاملہ رہی ہے؟ میں نے جا کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ بارہ مہینے پھر وہ بارہ آپ ﷺ نے مجھے اس کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو اس کے رونے جینے کی آواز کیسی تھی؟ میں نے واپس جا کر اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی جیسے پورے ایک مہینے کے بچہ کی آواز ہوتی ہے۔

نیز مسند ابویعلیٰ الموصلیٰ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد صحیح سند سے مروی ہے کہ مجھے ابن صیاد کے دجال ہونے کی قسم نو مرتبہ اٹھانا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک مرتبہ اس کے دجال نہ ہونے کی قسم اٹھاؤں۔

ان روایات کے پیش نظر بہت سارے علماء کرام کی رائے یہ قرار پائی کہ ابن صیاد ہی دجال ہے، قبل اس کے کہ ہم دوسرا نقطہ نظر پیش کریں، ابن صیاد ہی کی زبانی اس پر ہونے والے اعتراضات و جوابات کی تفصیل سن لیں چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ مروی ہے جو درحقیقت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابن صیاد کے درمیان ایک مکالمہ ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکة فقال لی اما قد لقیتم من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللہ ﷺ یقول انه لا یولد له قال قلت بلی قال فقد ولد لی، اولیس سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یدخل المدینة ولا مکة قلت بلی قال فقد ولدت بالمدینة وها انا اریہ مکة قال ثم قال لی فی آخر قوله اما واللہ! انی لاعلم مولده و مکانہ و این هو قال فلبسنی (مسلم، ۷۳۸)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ جاتے ہوئے ابن صیاد کا ساتھی بنا، راستے میں وہ مجھ سے کہنے لگا

کہ میں کچھ ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو مجھے ”دجال“ تصور کرتے ہیں، کیا آپ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کی کوئی اولاد نہ ہوگی؟ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کیوں نہیں؟ وہ کہنے لگا کہ میرے یہاں تو اولاد ہوئی ہے، کیا آپ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہ ہو سکے گا؟ میں نے کہا کیوں نہیں؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ میری تو پیدائش ہی مدینہ میں ہوئی ہے اور اب آپ کے ساتھ میں مکہ مکرمہ جا رہا ہوں، پھر اپنی بات کے آخر میں کہنے لگا کہ بخدا! البتہ مجھے دجال کی جائے پیدائش اور مکان خروج بھی معلوم ہے اور یہ بھی کہ وہ آج کل کہاں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی اس بات نے مجھ پر معاملہ مشتبہ کر دیا۔“

اس مکالمہ میں ابن صیاد نے اپنے ”دجال“ ہونے کی پر زور تردید کرتے ہوئے دو دلیلیں بیان کی ہیں۔

- (۱) حدیث کے مطابق دجال کی کوئی اولاد نہ ہوگی اور میری اولاد موجود ہے۔
  - (۲) حدیث کے مطابق دجال حریم شریفین میں داخل نہ ہو سکے گا اور میری تو پیدائش ہی مدینہ کی ہے اور مکہ مکرمہ میں اب جا رہا ہوں۔
- مسلم شریف ہی کی حدیث نمبر ۳۴۹۷ میں مذکورہ مکالمہ کی مزید کچھ تفصیل مذکور ہے لیکن اس میں یہ تصریح نہیں کہ یہ مکالمہ اسی سفر کے دوران ہوا یا کسی اور موقع پر۔

ابن صیاد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ میں عام لوگوں کو تو معذور سمجھتا ہوں لیکن اے اصحاب محمد ﷺ! میرا اور تمہارا کیا معاملہ ہے؟ کیا اللہ کے نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال یہودی ہوگا؟ اور میں تو مسلمان ہوں۔

کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کی اولاد نہ ہوگی اور میری تو اولاد موجود ہے۔

کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نے اس کا داخلہ مکہ میں حرام قرار دیا ہے اور میں نے توجہ بھی کیا ہوا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اسی طرح دلائل دیتا رہا، قریب تھا کہ وہ مجھے اپنی باتوں کے قریب میں جکڑ لیتا کہ اس کے منہ سے یہ بات نکل گئی۔ بخدا! مجھے اب بھی پتہ ہے کہ وہ جلال کہاں ہے؟ اور میں اس کے ماں باپ کو پہچانتا ہوں۔ ابن صیاد سے کسی نے پوچھا کہ کیا تو جلال بننا پسند کرے گا؟ وہ کہنے لگا اگر مجھے اس کی پیش کش کی گئی تو میں اس کو ناپسند نہیں سمجھوں گا۔

اس حدیث سے درج ذیل امور نکھر کر سامنے آتے ہیں۔

- (۱) دجال یہودی ہوگا۔ ابن صیاد مسلمان تھا۔
- (۲) دجال بے اولاد ہوگا۔ ابن صیاد کی اولاد تھی۔
- (۳) دجال حرمین میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ابن صیاد نے توجہ بھی کیا تھا۔
- (۴) اگر ابن صیاد کو "دجال" بننے کی پیش کش کی جائے تو وہ اس کے لئے آمادہ اور تیار تھا اور مذکورہ دونوں حدیثوں کے آخر میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے ابن صیاد کو دجال کی جائے پیدائش، جائے خروج، جائے سکونت اور اس کے والدین تک کا علم تھا۔ اسی قدر مشترک کی وجہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذہن اس طرف چلا گیا کہ اس کو دجال کے بارے میں اتنی معلومات کیسے دستیاب ہو گئیں؟ کہیں یہ خود ہی تو دجال نہیں؟ اس لئے ابن صیاد کا معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا۔

مذکورہ صدر روایت میں ابن صیاد کے جس حج کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کی تفصیلات بھی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی زبانی مسلم شریف کی حدیث ۷۳۵۰ میں محفوظ ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حج یا عمرہ کے

ارادے سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، ہمارے ساتھ ابن صیاد بھی ہو گیا، راستے میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو لوگ تو متفرق ہو گئے اور میں اور ابن صیاد قافلے میں رہ گئے، مجھے اس سے انتہائی وحشت محسوس ہونے لگی کیونکہ لوگ اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، اتنے میں وہ اپنا سامان اٹھائے میری طرف چلا آیا اور میرے سامان کے ساتھ ہی اپنا سامان بھی رکھ دیا، میں نے اس سے کہا کہ گرمی بہت شدت کی ہو رہی ہے اگر تم اپنا سامان فلاں درخت کے نیچے رکھ لو تو اچھا ہے، وہ مان گیا اور اپنا سامان وہاں لجا کر رکھ دیا۔

اتنی دیر میں ہمارے پاس ایک بکری لائی گئی، ابن صیاد اس کو دیکھ کر ایک بڑا چالہ جا کر لایا اور کہنے لگا:

ابن صیاد: ابوسعید! بیچو!

ابوسعید خدری: گرمی شدت کی پڑ رہی ہے اور دودھ بھی گرم ہے۔ اصل میں میں اس کے ہاتھ سے پیئے کو ناپسند سمجھ رہا تھا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی۔

ابن صیاد: اے ابوسعید! میں تو لوگوں کی باتیں سن سن کر اتنا تنگ آ گیا ہوں

کہ اب جی یہ چاہتا ہے کہ ایک ری لے کر ایک درخت پر لٹکاؤں اور اس سے اپنا گانا گونٹ لوں۔ اے ابوسعید! حدیث رسول اللہ ﷺ جس قدر آپ پر مخفی ہو گئی ہے اس سے زیادہ کس پر مخفی ہوگی؟ اے گروہ انصار! کیا آپ حدیث رسول کو دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ نہیں جانتے؟ کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا اور میں تو مسلمان ہوں؟

کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دجال عقیق یعنی لالہ ہوگا اور میں تو مدینہ منورہ میں اپنی اولاد کو چھوڑ کر آیا ہوں؟

ابوسعید خدری: قریب تھا کہ میں ابن صیاد سے معذرت کر لوں (اور دودھ پی لوں) کہ وہ کہنے لگا، بخدا! البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ میں دجال



کو، اس کی جائے پیدائش اور موجودہ جائے سکونت کو بھی پہچانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا تو بلاک ہو جائے۔

### حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن صیاد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن صیاد کا جو مکالمہ ہوا وہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، اس میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ ابن صیاد نے اپنے رنج اور افسوس کا اظہار تو کیا لیکن غصہ ظاہر نہیں کیا جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہونے والے مکالمہ میں ابن صیاد انتہائی غضب ناک اور غصہ میں بھرا ہوا نظر آتا ہے گو کہ اس کی وجہ کچھ بھی ہو چنانچہ مسلم شریف حدیث نمبر ۷۳۶۰ میں اس کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں ابن صیاد سے دو مرتبہ ملا ہوں، پہلی مرتبہ جب میں اس سے ملا تو ایک آدمی سے (اس کے سامنے ہی) پوچھا کہ کیا تمہارے سامنے یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے؟ اس نے کہا بخدا! نہیں! میں نے کہا واللہ! تو مجھ سے جھوٹ بول رہا ہے، تم ہی میں سے تو کسی نے مجھے یہ بتایا تھا کہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ تم سب سے زیادہ مال و اولاد والا نہ ہو جائے اور آج کل ابن صیاد کا یہی حال ہے، ہم یہی باتیں کرتے رہے اور میں ابن صیاد سے جدا ہو گیا۔

دوسری مرتبہ جب میں ابن صیاد سے ملا تو اس کی آنکھ متورم تھی، میں نے اس سے کہا کہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ تیری آنکھ کو کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے کچھ نہیں پتا! میں نے کہا کہ تیرے سر میں ہے اور تجھے ہی نہیں پتا؟ ابن صیاد کہنے لگا کہ اگر اللہ نے چاہا تو اس کو تیری اسی لاش میں پیدا کر دے گا اور یہ کہہ کر گدھے کی آواز میں اتنی زور سے چیخا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسی چیخ نہ سنی تھی، میرے کچھ ساتھی یہ سمجھے کہ میں نے اپنے پاس موجود لاشی سے اس کو مارا ہے اور وہ ٹوٹ گئی ہے لیکن بخدا! مجھے کچھ سمجھ

نہیں آیا کہ کیا ہوا؟

اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بہن ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ فرماتے لگیں کہ تو اس سے کیا چاہتا ہے؟ کیا تجھے پتا نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے "دجال کسی بات پر غضب ناک ہو کر نکل آئے گا"۔

اور مسلم شریف ہی میں اس سے پہلے والی حدیث اس بات کی بھی صراحت کنندہ ہے کہ ابن صیاد غصہ میں بھر کر اتنا پھول گیا کہ پوری گلی اس کے وجود سے بھر گئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ گھبرا گئیں کہ کہیں یہی دجال نہ ہو اور میرے بھائی کے غصہ دلانے کی وجہ سے خروج کر دے۔

### کیا ابن صیاد ہی دجال ہے؟

یہ ایک معرکہ الآراء بحث ہے جس میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا انتہائی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے کیونکہ اکابر علماء و دگروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

(۱) بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے جیسے حضرت عمر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، جابر بن عبداللہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم، امام قرطبی اور قاضی شوکانی رحمہما اللہ وغیرہ حضرات۔

(۲) اکثر اکابر اور جمہور اہل علم کی رائے یہی ہے کہ ابن صیاد اور دجال دو الگ الگ شخصیتیں ہیں، یہ ایسے ہی ہے جیسے مہدی اور عیسیٰ و دو الگ الگ شخصیتیں ہیں جس طرح مہدی اور عیسیٰ ایک نہیں ہو سکتے اسی طرح ابن صیاد اور دجال ایک نہیں ہو سکتے۔

اول الذکر گروہ میں پانچ صحابہ کرام اور دو مقتدر علماء کرام کے نام ملتے ہیں اور ان میں سے بھی اقوال صحابہ کی ایسی توجیہات علماء کرام نے بیان فرمائی ہیں جس سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام اس فہرست سے نکل جاتا ہے، پیچھے صرف امام قرطبی اور

علامہ شوکانیؒ رہ جاتے ہیں، جن میں سے امام شوکانیؒ کے بارے میں بھی کوئی یقینی اور حتمی بات نہیں کہی جاسکتی اس لئے کہ امام شوکانیؒ نے صراحۃً ابن صیاد کے دجال ہونے کا ذکر کہیں نہیں فرمایا البتہ نیل الاوطار میں ایک موقع پر ابن صیاد کی بحث کرتے ہوئے ان کے الفاظ کچھ نرم ہیں جس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ابن صیاد ہی کو دجال قرار دینا چاہتے ہیں اور اسی شبہ کا فائدہ اٹھا کر شیخ یوسف الاولیل نے اپنی کتاب اشراط الساعة ص ۳۰۰ پر تحریر فرمادیا:

والذی یظهر لی من کلام الشوکانی اند مع القائلین

بان ابن صیاد هو الدجال الاکبر

”علامہ شوکانی کے کلام سے میرے سامنے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ابن صیاد ہی کو دجال اکبر قرار دینے والے حضرات کے ساتھ ہیں۔“

تھوڑی دیر کے لئے اگر امام شوکانیؒ کو امام قرطبیؒ کے ساتھ سمجھنا تان کر تھکی کر بھی دیا جائے تو ایک طرف دو علماء کی رائے اور دوسری طرف امت کا سواد اعظم، فیصلہ آپ خود کر لیجئے۔

یہاں ہم سب سے پہلے امام قرطبیؒ کا کلام نقل کرنا چاہیں گے تاکہ ان کی طرف جنسیت کی گئی ہے اس کی دلیل بھی سامنے آجائے اس کے بعد ہم ثانی الذکر گروہ کے کچھ اکابر کی آراء قلمبند کریں گے۔ انشاء اللہ

### امام قرطبیؒ کی رائے

شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”المدکرة فی احوال الموتی و امور الآخرة“ میں تحریر فرماتے ہیں:

فصل. و قد استدل من قال من العلماء ان الدجال

لیس ابن صیاد بحديث الجساسة و ما کان فی معناه.

و الصحيح ان ابن صیاد هو الدجال بدلالة ما تقدم  
البح (الحدود ص ۵۸)

”یہ فصل ہے۔ جن علماء کا یہ کہنا ہے کہ دجال ابن صیاد کے علاوہ کوئی اور ہے انہوں نے حدیث جسارہ اور اس کے ہم معنی احادیث سے استدلال کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے ان دلائل کی بنیاد پر جن کا ذکر پیچھے گذرا۔“

### امام قرطبیؒ کے دلائل

امام قرطبیؒ کے پاس اپنے اس قول کی دلیل میں اگر کوئی مضبوط ترین دلیل ہو سکتی ہے تو وہ مذکورہ پانچ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قسمیہ اقوال ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں ان کی توجیہ نقل کر دی جائے۔ واللہ الموفق

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی علیہ السلام کی موجودگی میں ابن صیاد کے دجال ہونے کی قسم کھانا، ان کا اپنا ظن تھا۔ نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں، ربی یہ بات کہ آپ ﷺ نے اس پر سکوت بھی تو فرمایا ہے؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس موقع تک حضور ﷺ پر ابن صیاد کی صحیح حقیقت بذریعہ وحی منکشف نہیں کی گئی تھی اس لئے آپ کو اس معاملہ میں تردد تھا لیکن جب حقائق کی روشنی میں آپ کو یقین ہو گیا کہ ابن صیاد، دجال نہیں تو اس قسم کا کوئی واقعہ معرض ظہور میں نہیں آیا۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم پر موقوف تھا جب ہی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم کو بتایا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم کا جواب ہو گیا تو اس کا جواب بھی ضمنتاً ہو گیا۔

(۳) روایات کے سیاق و سباق سے محسوس ایسا ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قسم اٹھانا بھی اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم پر اعتماد کی وجہ

سے تھا اور اس کا جواب گنڈر چکا۔

(۴) اب حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کا قسم اٹھانا تو ممکن ہے کہ ان حضرات نے ابن صیاد کے بعد والے حالات کو دیکھ کر یہ فیصلہ صادر کیا ہو کہ اگر یہ دجال اکبر نہ بھی ہوا تو کم از کم اس کے دجال ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور یہ حدیث شروع میں ذکر کی جا چکی کہ قیامت سے پہلے میں کذاب و دجال ہوں گے۔ ان میں سے ایک ابن صیاد بھی تھی۔

امام قرطبی کی دوسری دلیل وہ واقعہ ہے جو سیف بن عمر نے اپنی کتاب "الفتح والردہ" میں نقل کیا ہے، اور وہ یہ کہ جب مسلمانوں نے ابوسبرہ نامی امیر کی قیادت میں "سوس" کا محاصرہ کیا تو ان دونوں وہاں کا حاکم ہرمزان کا بھائی شہربان تھا، مسلمانوں نے قتال اور محاصرہ کے ذریعے اہل سوس کا ناطقہ بند کر رکھا تھا کہ ایک دن شہر کی تفصیل پر کچھ پادری اور ہشپ آئے اور کہنے لگے کہ اے گروہ عرب! ہمارے علماء اور متقدمین حضرات نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ سوس کو دجال یا ایسی قوم ہی فتح کر سکتی ہے جس میں دجال ہو، اگر تم میں دجال موجود ہو تب تو تم اس کو فتح کر لو گے اور اگر دجال تم میں موجود نہ ہو تو خواہ مخواہ میں ہمارا احصار کر کے اپنے آپ کو مشقت میں مبتلا نہ کرو۔

اتفاق کی بات ہے کہ اس لشکر میں ابن صیاد موجود تھا، یہ سن کر وہ سوس کے دروازے پر غصے کی حالت میں آیا اور اپنے پاؤں سے اس کو شکر ماری اور کہا کھل جا! اسی وقت زنجیریں کٹ کر گر گئیں، تالے ٹوٹ کر گر گئے اور دروازے کھل گئے اور مسلمان شہر سوس میں داخل ہو گئے۔ (حدیث ص ۵۸)

اسی طرح ابو نعیم نے "تاریخ اصیہان" میں حسان بن عبدالرحمن کی زبانی اس کے والد عبدالرحمن کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ جب ہم نے اصیہان کو فتح کر لیا، ہمارے اور یہودیہ کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو ہم وہاں جاتے اور غلہ لے کر آتے، اسی طرح میں ایک دن یہودیہ پہنچا تو دیکھا کہ یہودیہ دف بجا رہے ہیں اور خوب آراستہ و بجا رہے ہیں، میں نے اپنے ایک دوست سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ

ہے؟ اس نے کہا کہ اہل عرب پر جس بادشاہ کی سرکردگی میں ہم فتح یاب ہوں گے وہ تحریف لائے ہیں، وہ بات میں نے اسی کے یہاں چھت پر رات گزاری، نماز فجر پڑھی، طلوع آفتاب کے بعد میں نے لشکر کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ایک آدمی پر ریحان کا قبہ سجا ہوا ہے اور یہودی اس کو خوب سنوار رہے ہیں، میں نے غور سے دیکھا تو وہ "ابن صیاد" تھا، وہ اس شہر میں داخل ہوا اور اب تک وہاں سے واپس نہیں آیا۔

(الاشیاء ص ۲۰۲)

ان واقعات کو پڑھنے کے بعد کہیں آپ بھی امام قرطبی کے ہمنوا ہو جائیں اس لئے کہ یہ دونوں واقعے صرف تاریخی روایات کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی صحت مشکوک ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے ابن صیاد کو واقعہ حرہ میں گم پایا۔

اب ایک طرف فتح اصیہان کا واقعہ رکھیں اور دوسری طرف واقعہ حرہ کو رکھیں اور اب حافظ ابن حجر عسقلانی "کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ خود ابو نعیم نے "تاریخ اصیہان" میں تسلیم کیا ہے کہ اصیہان کی فتح خلافت فاروقی میں ہوئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور واقعہ حرہ کے درمیان ۴۰ سال کا عرصہ ہے گویا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اپنے ارشاد کے مطابق ابن صیاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس سال بعد تک ہمارے ساتھ رہا اور مذکورہ روایات سے معلوم ہو رہا ہے کہ فتح اصیہان یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بھی پہلے وہ یہودیوں کے پاس جا چکا تھا۔

اس قدر واضح تضاد اور تعارض کے ہوتے ہوئے یہ تاریخی روایات کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہیں اور امام قرطبی کا ان کے سہارے پر اپنے نظریے کی غمارت تعمیر کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

## ﴿جمہور علماء کرام کے اقوال و آراء﴾

### امام بیہقیؒ کی رائے گرامی

امام بیہقیؒ حضرت حمیمؒ داری رضی اللہ عنہ کی حدیث پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں نکلنے والا دجال اکبر ابن صیاد کے علاوہ ہوگا، البتہ ابن صیاد ان دجالوں اور کذابوں میں سے ایک ضرور تھا جن کے خروج کی نبی علیہ السلام نے خبر دی ہے اور ایسے لوگوں کا اکثر خروج ہوتا رہتا ہے۔

اور جو حضرات ابن صیاد کے دجال ہونے پر جزم اور یقین کا اظہار کرتے تھے، محسوس ایسا ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت حمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں سنا ورنہ ان دونوں میں موافقت بہت مشکل ہے کیونکہ یہ بات ممکن ہی نہیں کہ جو شخص نبی علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں قریب الملوغ ہو، آپ ﷺ اس کے پاس جا کر سوال و جواب کریں اور وہ آپ ہی کی زندگی کے آخری ایام میں انتہائی بوڑھا اور سندرہی جزائر میں سے ایک جزیرے میں قید ہو جائے اور لوہے میں جکڑ دیا جائے اور پھر وہ نبی علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی پوچھے کہ کیا آپ کا ظہور ہوا یا نہیں؟ اس لئے یہی بات صحیح ہے کہ ان حضرات کے قسم کھانے کو حمیم داری رضی اللہ عنہ کا واقعہ معلوم نہ ہونے پر محمول کر لیا جائے تاکہ احادیث مبارکہ میں تعارض نہ رہے۔“ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۶۶)

### امام خطابیؒ کی تحقیق

”ابن صیاد کے بارے میں لوگ شدید اختلافات کا شکار ہیں اور اس کا

۱۔ یہی حدیث جسامہ ہے جس کا حوالہ پیچھے بھی گئے رہا ہے، مغرب آیا جانتی ہے۔

معاملہ مشتبہ ہو چکا ہے اور اس کے بارے میں ہر طرح کی باتیں کہی گئی ہیں، بعض حضرات یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک جج ہوئے مدنی نبوت کو مدینہ منورہ میں رہنے کی اجازت کس طرح دے سکتے تھے؟

میرے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ یہ اقتدان دنوں پیش آیا ہے جب کہ حضور ﷺ نے یہودیوں اور ان کے حلیفوں سے صلح کر لی تھی۔ ابن صیاد بھی ان میں شامل تھا اور ان ہی میں کا ایک فرد تھا۔ حضور ﷺ کو اس کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کہ وہ کہانت اور نجبی باتیں بتانے کا مدعی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے اس کا امتحان لیا تاکہ یہ معاملہ ختم ہو جائے۔

چنانچہ جب آپ ﷺ نے اس سے گفتگو فرمائی تو پتہ چل گیا کہ یہ باطل پر ہے اور ساحروں اور کابھوں میں سے ہے یا اس پر کسی جن کا سایہ ہے یا اس کے پاس کوئی شیطان آتا ہے جو اسے الٹی سیدھی باتیں بتا دیتا ہے اور یہ وہی کہنا شروع کر دیتا ہے۔“ (معالم السنن ج ۳ ص ۳۴۹)

### امام نوویؒ کا بیان

”ابن صیاد کے مشہور مسیح دجال ہونے یا نہ ہونے کا قصہ مشتبہ اور مشکل معاملہ ہے البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ منجملہ اور دجالوں کے ایک یہ بھی تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اظہار احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ پر اس سلسلے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی کہ وہی مسیح دجال ہے یا کوئی اور؟ البتہ دجال کی کچھ صفات آپ کو بذریعہ وحی بتا دی گئی تھیں جن میں سے کچھ ابن صیاد پر صادق آتی تھیں اسی لئے حضور ﷺ قطعاً طور پر یہ فیصلہ نہ فرما سکے کہ وہی دجال ہے یا کوئی اور؟ اور اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر یہ وہی ہوا تو تمہیں اس کو قتل کرنے



کی طاقت حاصل نہیں۔"

ایک طویل بحث نقل کرنے کے بعد امام نوویؒ ایک اعتراض اور اس کے جواب نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضور ﷺ نے ابن صیاد کو قتل کیوں نہیں کروایا حالانکہ آپ ﷺ کے سامنے اس نے (آتش خدا کی رسول اللہ کہہ کر) نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟ تو اس کے دو جواب امام نوویؒ نے ذکر فرمائے ہیں۔

(۱) اس موقع پر ابن صیاد بالغ نہیں تھا اور نابالغ پر احکام جاری نہیں ہوتے۔ قاضی عیاضؒ نے اسی جواب کو پسند فرمایا ہے۔

(۲) دوسرے یہودیوں کی طرح ابن صیاد بھی معاہدہ صلح میں شامل تھا اس لئے اس کو قتل نہیں کروایا، معالم السنن میں امام خطابیؒ نے اسی جواب پر جزم ظاہر فرمایا ہے "لغ (ما شیخ مسلم ص ۲۷۹)۔

### حافظ ابن کثیرؒ کا مختصر اور جامع فیصلہ

"اصل مقصد یہ ہے کہ ابن صیاد وہ دجال نہیں ہے جو آخر زمانہ میں خروج کرے گا اور یہ بات قطعی ہے اور اس کی دلیل حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے (جو منقریب مذکور ہوگی) کیونکہ وہ اس مقام پر ایک حتمی اور انتہائی حدیث ہے۔" واللہ اعلم (انہما ص ۲۹ تحقیق ابو محمد اشرف)

### حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی رائے عالی

"یہ تمام احادیث (جو ابن صیاد سے متعلق مذکور ہوئیں) نہ تو نص ہیں اور نہ ہی ان میں ابن صیاد کے دجال ہونے کی تصریح ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس میں شک کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے "اگر یہ وہی ہوا"

اور یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تھے تھے تشریف لائے تھے، پھر جب تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا واقعہ سنایا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ دجال وہی ہے جو قید میں جکڑا ہوا ہے اور تمیم داری رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا ہے۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث عنقریب آئے گی۔"

فتح الباری ہی میں ایک دوسری جگہ روایات میں تطبیق دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابن صیاد کے دجال ہونے کے واقعات کو جمع کرنے میں سب سے زیادہ قریبی بات یہ ہے کہ اصل دجال تو وہی ہے جس کو تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بندھا ہوا دیکھا تھا اور ابن صیاد ایک شیطان تھا جو اس دوران دجال کی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہاں تک کہ استنبان چلا گیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ روپوش ہو گیا تا آنکہ وہ وقت آجائے جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کا خروج مقدر فرمایا ہے۔"

(فتح الباری ج ۳ ص ۳۳۰)

اسی طرح اپنی کتاب "الاسئلة الفاسقة" ص ۳۶ پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"اس صورت میں تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابن صیاد کے مشہور حالات میں مطابقت کرنے کے لئے ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس وقت میں دجال کو مذکورہ جزیرے کی طرف نکالا ہو اور تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں نے اس کو دیکھ لیا ہو اور اس سے سنی ہوئی باتوں کو نبی علیہ السلام تک پہنچا دیا ہو تا کہ بوقت خروج اس کے نشتے سے تخریر اور موعظت کا فائدہ حاصل ہو جائے۔

اور اس میں اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ دجال کے امور مشتبہ اور غیر

واضح ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے دجال کی شکل مثالی کو ظاہر کر دیا ہو اور اس کی وہی صفات ہوں جو آئندہ چل کر اس میں ہوں گی مدینہ منورہ سے جانے کے بعد، کیونکہ مدینہ کی تو شان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے اندر سے ناپاک لوگوں کو نکال باہر کرتا ہے اور اس جزیرے میں قید ہو جائے تا آنکہ اللہ تعالیٰ حسبِ مشا اس کو خروج کی اجازت دیدیں۔ ”الخ“

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اگرچہ اس گتھی کو سلجھانے کی بہت کوشش کی ہے لیکن وہ سلجھنے کے بجائے مزید الجھ گئی ہے جیسا کہ آپ بھی اس کو محسوس کر رہے ہوں گے، اس لئے اس گتھی کو سلجھانے کے لئے میں ایک نکتہ ذکر کرنا چاہوں گا جس سے بات سمجھنا انشاء اللہ آسان ہو جائے گا۔

آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ آئے ہیں کہ حدیث کے مطابق ہرنجی نے اپنی اپنی قوم کو قتل دجال سے باخبر کیا ہے اور تخلیق آدم سے لے کر قیام قیامت تک اس سے بڑا کوئی قتلہ رونما نہیں ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جب ہرنجی نے اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے تو معلوم ہوا کہ دجال نبی علیہ السلام کی تشریف آوری سے بہت پہلے دنیا میں موجود تھا ورنہ نوح علیہ السلام کے ڈرانے کا کیا معنی؟ اور ابن صیاد تو نبی علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا، پلا بڑھا اور عجیب و غریب حالات و واقعات کا اس سے ظہور ہوا۔

ہماری دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ دجال تو صدیوں پہلے سے موجود تھا اور ابن صیاد زمانہ نبوی میں پیدا ہوا، اس کو دجال کیسے کہا جاسکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ابن صیاد دجال نہیں، یہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

یہ نکتہ ہمارے اکابر میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا البتہ امام قرطبیؒ ہی کی کتاب ”الترکۃ“ میں دجال سے متعلق جو مباحث ہیں ان کو مکتبۃ الصفا قاہرہ سے الگ کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا ہے اور اس پر تحقیق خالد بن محمد بن عثمان نے کی ہے اور اس کے ص ۵۸ کے حاشیہ میں اس نکتہ کو ذکر کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کا یہ سب سے

بڑا غلط ہے جس کی طرف مذکورہ شیخ کا ذہن گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین

یہاں ایک اور بات ذہن میں آئی کہ احادیث بخاری و مسلم وغیرہ میں دجال کو عبدالعزی بن قطن سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عبدالعزی کا حلیہ دجال سے ملتا تھا لیکن عبدالعزی کو کوئی بھی دجال نہیں کہتا سوا اگر ابن صیاد کی مشابہت دجال سے ہو جائے تو اس کو ”دجال“ قرار دینے پر اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے؟

### ﴿جزیرہ دجال کا ایک انوکھا سفر﴾

اس عنوان کے تحت کچھ عرض کرنے سے قبل یہ بات ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اس سے قبل آپ نے ”حدیث جساسہ، حدیث تمیم داریؒ اور حدیث فاطمہ بنت قیسؒ“ کے الفاظ پڑھے ہیں، ان تمام سے مراد ایک ہی حدیث ہے جس میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے ایک سفر کا واقعہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اس میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ملاقات، دوران سفر ایک عجیب و غریب جانور سے ہوئی تھی، اس کا نام ”جساسہ“ تھا اس لئے اس حدیث کے تین الگ الگ نام ہو گئے لیکن مراد ایک ہی واقعہ ہے۔

..... حدیثی عامر بن شراحیل الشعبي، شعب ہمدان،

انہ سال فاطمة بنت قیس أخت المضحاک بن قیس، و

كانت من المهاجرات الاول، فقال حدثني حديثا سمعته

من رسول الله ﷺ، لا تسندیه الی احد غیرہ، فقالت:

لئن شئت لافعلن، فقال لها اجل حدثيني، فقالت: نكحت

ابن السفيرة، و هو من خيار شباب قريش يومئذ، فاصيب

فی اول الجهاد مع رسول الله ﷺ، فلما تايمت خطبني

عبدالرحمن بن عوف، فی نفر من اصحاب محمد ﷺ،

وخطبني رسول الله ﷺ على مولاة اسامة بن زيد، و كنت قد حدثت ان رسول الله ﷺ قال من احبني فليحب اسامة فلما كلمني رسول الله ﷺ قلت امرى بيدك، فانكحني من شئت، فقال انتقلني الى ام شريك، و ام شريك امرأة غنية، من الانصار، عظيمة النفقة في سبيل الله، ينزل عليها الضيفان، فقلت سافعل، فقال لا تفعل على ان ام شريك امرأة كثيرة الضيفان، فاني اكرهان يسقط عنك خممارك او ينكشف الثوب عن ساقيك، فيرى القوم منك بعض ما تكرهين، ولكن انتقلني الى ابن عمك، عبد الله بن عمرو ابن ام مكتوم، و هو رجل من بني فهر، فهر قريش، و هو من البطن الذي هي منه، فانتقلت اليه.

فلما انقضت عدتي سمعت نداء المنادي، منادي رسول الله ﷺ ينادي: الصلوة جامعة، فخرجت الى المسجد، فصليت مع رسول الله ﷺ، فكنيت في صف النساء الذي يلي ظهور القوم، فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته، جلس على المنبر و هو يضحك فقال: ليلزم كل انسان مصلاه، ثم قال: اتدرون له جمعتمكم؟ قالوا الله و رسوله اعلم.

قال اني والله! ما جمعتمكم لرغبة ولا لرغبة، ولكن جمعتمكم، لان تمبما الداري، كان رجلا نصرانيا، فجاء فبايع و اسلم، و حدثني حديثا وافق الذي كنت احدثكم عن مسيح الدجال، حدثني انه ركب في سفينة بحرية، مع ثلاثين رجلا من لخم و جلداء، فلعب بهم

الموج شهرا في البحر، ثم ارفؤوا الى جزيرة في البحر حين مغرب الشمس، فجلسوا في اقرب السفينة، فدخلوا الجزيرة، فلقيتهم دابة اهلل كثير الشعر، لا يدرون ما قبله من دبره، من كثرة الشعر، فقالوا: ويلك ما انت؟ قالت انا الجساسة، قالوا و ما الجساسة؟ قالت: يا ايها القوم! انطلقوا الى هذا الرجل في الدبر، فانه الى خبركم بالاشواق، قال: لما سمعت لنا رجلا فرقنا منها ان تكون شيطانة.

قال: فانا نطلقنا سراعا، حتى دخلنا الدبر، فاذا فيه اعظم انسان راينا قط خلقا، واشده و ثاقا، مجموعة يده الى عنقه، ما بين ركبته الى كعبه بالحديد، قلنا ويلك ما انت؟ قال قد قدرتم على خبري، فاخبروني ما انتم؟ قالوا: نحن اناس من العرب، ركبنا في سفينة بحرية، فصاد فنا البحر حين اغتلمر، فلعب بنا الموج شهرا، ثم ارفانا الى جزيرة تك هذه، فجلسنا في اقربها، فدخلنا الجزيرة، فلقيتنا دابة اهلل كثير الشعر، لاندري ما قبله من دبره من كثرة الشعر، فقلنا ويلك ما انت؟ فقالت انا الجساسة قلنا و ما الجساسة؟ قالت اعمدوا الى هذا الرجل في الدبر، فانه الى خبركم بالاشواق، فا قبلنا اليك سراعا، و فرعنا منها، و لم نامن ان تكون شيطانة.

فقال: اخبروني عن نخل بيسان، قلنا عن اي شأنها تستخبر؟ قال: اسالكم عن نخلها، هل يثمر؟ قلنا له نعم ا قال اما انها يوشك ان لا تثمر، قال: اخبروني عن بحيرة طبرية، قلنا عن اي شأنها تستخبر؟ قال هل

فیبہا ماء؟ قالوا: ہنی كثيرة الماء، قال: اما ان ماء ہا یوشک ان یذهب، قال: اخبرونی عن عین زغر قالوا: عن ای شأنہا تستخبر؟ قال: هل فی العین ماء؟ وهل یزرع اهلہا بماء العین؟ قلنا لا نعم، ہنی كثيرة الماء، و اهلہا یزرعون من مائہا، قال: اخبرونی عن نبی الامیین ما فاعل؟ قالوا: قد خرج من مکة و نزل یشرب، قال: اقاتلہ العرب؟ قلنا نعم، قال: کیف صنع بہم؟ فاجبرناہ انہ قد ظہر علی من یشرب من العرب و اطاعوہ، قال، قال لہم: قد کان ذاک؟ قلنا نعم،

قال: اما ان ذاک خیر لہم ان یطیعوہ، و انی مخبرکم عنی، انی انا المسیح الدجال، و انی اوشک ان یؤذن لی فی الخروج، فاخرج فاسیر فی الارض، فلا ادع قرية الا مہبطنا فی اربعین لیلۃ، غیر مکة و طیبۃ، فہما محرمتان علی کلناہما، کلما اردت ان ادخل واحدة او واحدا منہما، استقبلنی ملک یدہ السیف صلتا، یصدنی عنہا، و ان علی کل لقب منها ملائکة یحرسونہا.

قالت: قال رسول اللہ ﷺ، و طعن بمخصرہ فی المنبر، ہذہ طیبۃ، ہذہ طیبۃ، ہذہ طیبۃ، یعنی المدینۃ، الاہل کنت حدیثکم ذلک؟ فقال الناس نعم، فانه اعجبنی حدیث تمیم، انه وافق الذی کنت احدثکم عنہ، و عن المدینۃ و مکة، الا انه فی بحر الشام او بحر الیمن، لابل من قبل المشرق، ماہو، من قبل المشرق، ماہو من قبل المشرق، ماہو، و او ما یدہ الی المشرق، قالت: فحفظت ہذا من رسول

اللہ ﷻ

(صحیح مسلم ۷۳۸۶، ابوداؤد ۴۳۴۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۰)

”مشہور تائیدی عامر بن شراحیل اشعسی نے حضرت نضاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے درخواست کی جو کہ اولین ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، کسی کی طرف اس کو منسوب کر کے بیان نہ کریں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گی، امام شعبیؒ نے عرض کی بالکل آپ بیان کریں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یوں گویا ہوئیں کہ میں نے مغیرہ کے بیٹے سے شادی کی تھی جو ان دنوں قریش کے بہترین جوانوں میں شمار ہوتے تھے، لیکن وہ حضور ﷺ کی معیت میں پہلے ہی جہاد کے اندر جام شہادت نوش کر گئے، میرے بیوہ ہونے پر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا، محابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں، اور حضور ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے صاحبزادے اسامہ کے لئے میرے پاس پیغام نکاح بھیجا۔

مجھے یہ حدیث معلوم تھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اسامہ سے بھی محبت رکھے، اس لئے جب حضور ﷺ نے مجھ سے اس سلسلے میں گفتگو کی تو میں نے عرض کیا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم ام شریک کے یہاں منتقل ہو جاؤ (اور وہاں عدت



کے ایام گزارد) کیونکہ ام شریک انصار کی ایک بالدار خاتون تھیں اور راہ خداوندی میں بہت خرچ کرتی تھیں اور ان کے پاس مہمان کثرت سے آتے تھے، میں نے عرض کیا کہ میں ایسا ہی کروں گی لیکن پھر (یہ سوچ کر کہ ان کے پاس تو مہمان بہت آتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ ام شریک کے پاس بکثرت مہمان آتے ہیں اور میں اس بات کو ناپسند سمجھتا ہوں کہ تمہارا دوپٹہ تم سے گر جائے یا تمہاری پنڈلی سے تمہارا کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تمہاری کوئی ایسی چیز دیکھ لیں جو تمہیں ناگوار گذرے، اس لئے تم اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (ناہینا صحابی) کے یہاں منتقل ہو جاؤ، وہ قریش میں بنی فہر کے اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جن سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تعلق تھا، چنانچہ وہ کہتی ہیں کہ میں ان کے گھر چلی گئی۔

جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے حضور ﷺ کے منادی کو یہ نداء لگاتے ہوئے سنا کہ نماز تیار ہے، میں مسجد کی طرف روانہ ہوئی اور وہاں پہنچ کر نبی علیہ السلام کی معیت میں نماز ادا کی، میں عورتوں کی صف میں تھی جو لوگوں کی پشت سے ملی ہوئی تھی، جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر تشریف لے گئے، آپ مسکرا رہے تھے، اور فرمایا کہ ہر انسان اپنی جگہ بیٹھا رہے، پھر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا بخدا! میں نے تمہیں کسی ترغیب و ترہیب کے لئے جمع نہیں کیا، بلکہ میرے یہاں جمع کرنے کا

مقصد یہ ہے کہ تمہیں داری ایک عیسا کی شخص تھا، وہ آیا ہے اور بیعت کر کے مسلمان ہو گیا ہے اور اس نے مجھ سے مسج و جہاں کے متعلق ایک حدیث بیان کی ہے جو اس حدیث کے موافق ہے جس کا میں تم سے ذکر کرتا رہتا ہوں۔

چنانچہ حمیم داری نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ قبیلہ لخم اور جذام کے تھے آدمیوں کے ساتھ ایک سمندری کشتی میں سوار ہوئے، سمندری موجیں ان کے ساتھ ایک مہینہ کھلتی رہیں، پھر انہوں نے مغرب کی جانب ایک سمندری جزیرہ میں پناہ لی اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ میں داخل ہوئے، وہاں ان کو ایک ایسا جانور ملا جس کے بال مونے مونے اور اتنے زیادہ تھے کہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے اگلے پچھلے حصے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا کجخت! تو کیا چیز ہے؟ وہ جانور بولا کہ میں جسامہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جسامہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ گر بے میں ایک آدمی موجود ہے اور اسے تمہاری باتیں سننے کا اشتیاق ہے اس لئے اس کے پاس چلو، حمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ہمارے سامنے ”ایک آدمی“ کا ذکر کیا تو ہمیں ڈر لگا کہ کہیں یہ جانور شیطان نہ ہو؟

بہر حال! ہم جلدی جلدی روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس گر بے میں داخل ہو گئے، وہاں ہم نے ایک بہت بڑا آدمی دیکھا، اس سے بڑا اور عظیم الجثہ آدمی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا، اور اس کے ہاتھ اس کی گردن پر بندھے ہوئے تھے، اس کے گھٹنوں سے ٹخنوں تک اوپا ہی لوبا تھا۔ ہم نے اس سے کہا ارے بد بخت! تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا کہ اب

جب تم میری خبر پائی چکے تو پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم کچھ اہل عرب ہیں، ایک سمندری کشتی پر سوار ہوئے تھے لیکن ہم سمندر میں اس وقت داخل ہوئے جب کہ اس کی طغیانی اپنے زوروں پر تھی، ایک مہینے تک سمندری موجیں ہمارے ساتھ کھیلتی رہیں پھر ہم نے تیرے اس جزیرے میں پناہ لی اور چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرے میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا، موٹے اور اتنے زیادہ بالوں والا کہ ہمیں اس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا پھپھلا حصہ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا۔ ہم نے اس جانور سے کہا کہ کبخت! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں جسامہ ہوں، ہم نے کہا کہ جسامہ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ گرے میں ایک آدمی کو تہبہاری باتیں سننے کا اشتیاق ہے اس لئے اس کے پاس چلو، ہم گھبرا کر جلدی سے تیرے پاس آگئے کہ کہیں یہ کوئی شیطان نہ ہو؟ قید میں جکڑا ہوا وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے نخل بیسان کے متعلق بتاؤ؟ ہم نے کہا کہ نخل بیسان سے متعلق تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اس کے درختوں پر پھل آتا ہے؟ ہم نے کہا کہ آتا ہے! اس نے کہا عنقریب اس پر پھل نہیں آئے گا، پھر کہنے لگا کہ بحیرہ طبریہ کی خبر سناؤ؟ ہم نے پوچھا کہ بحیرہ طبریہ سے متعلق تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ کیا اس میں پانی ہے؟ کہا بہت زیادہ پانی ہے! وہ کہنے لگا کہ عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا پھر پوچھا کہ چشمہ زغر کے بارے میں کچھ بتاؤ؟ انہوں نے کہا کہ اس سے متعلق تو کیا بات پوچھتا ہے؟ وہ کہنے لگا

کہ کیا چشمہ میں پانی موجود ہے اور کیا اس کے ارد گرد رہنے والے لوگ اس چشمے کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں! اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے ذریعے کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں۔

پھر کہنے لگا کہ نبی الامین کے متعلق سناؤ کہ انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ وہ مکہ مکرمہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہو چکے ہیں، اس نے پوچھا کہ اہل عرب ان سے لڑے بھی ہیں؟ ہم نے کہا بالکل! اس نے پوچھا کہ اس نبی نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ اپنے ارد گرد کے تمام اہل عرب پر غالب آگئے اور سب نے ان کی اطاعت کر لی ہے اس نے حیرانگی سے پوچھا کہ کیا ایسا ہو چکا؟ ہم نے کہا بالکل! وہ کہنے لگا کہ ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ ان کی اطاعت کر لیں۔

اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں، میں مسیح دجال ہوں، عنقریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی، میں نکل کر پوری زمین پر گھوموں گا اور مکہ اور طیبہ کے علاوہ پوری زمین کو چالیس راتوں میں طے کر لوں گا اور کوئی بستی نہ چھوڑوں گا، البتہ مکہ اور طیبہ مجھ پر حرام کر دیئے گئے ہیں، ان میں سے کسی ایک میں بھی اگر میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرا استقبال ہاتھ میں تلوار سونے ایک فرشتہ کرے گا اور مجھے اس میں داخل ہونے سے روکے گا اور اس کے ہر درے پر فرشتے موجود ہوں گے جو اس کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی چھتری منبر پر مارتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا کہ یہی طیبہ ہے

یعنی مدینہ منورہ اور فرمایا کہ کیا میں تم سے یہی بیان نہ کرتا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا جی بالکل! فرمایا کہ مجھے تمہیں داری کے اس واقعے سے خوشی ہوئی ہے کیونکہ وہ جلال، مکہ اور مدینہ سے متعلق میں تم سے جو کچھ بیان کرتا تھا یہ اس کے موافق ہے، یاد رکھو! وہ جلال بحر شام یا بحرین میں ہے پھر تین دفعہ فرمایا نہیں! بلکہ وہ مشرق سے آئے گا اور اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ حدیث میں

نے بغیر کسی واسطے کے خود حضور ﷺ سے سن کر یاد کی ہے۔

مسلم شریف کی اس طویل حدیث سے سینکڑوں مسائل نکالے جاسکتے ہیں لیکن یہاں چند موٹی موٹی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض اوقات کوئی حدیث دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سن کر بھی بیان کر دیتے تھے۔

(۲) یہ حدیث حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے براہ راست حضور ﷺ سے سنی ہے اور صرف یہی حدیث نہیں بلکہ اس کا پس منظر بھی ان کے ذہن میں اچھی طرح متحضر ہے۔

(۳) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر شہید ہو گئے تھے۔ عدت گزارنے کے لئے یہ اپنے چچا زاد نایب بھائی کے یہاں منتقل ہو گئیں۔

(۴) ابھی دوسرے نکاح کی نوبت نہ آئی تھی کہ ان کے کانوں میں "الصلوة جامدة" کی آواز پڑی، یہ مسجد پہنچ کر عورتوں کی صف میں شریک ہوئیں، نماز پڑھی اور آپ کی تقریر کو محفوظ کیا۔

(۵) تمہیم داری عیسائیت سے تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے تھے، ان کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا کہ ایک مہینے تک مسند داری لہروں سے لڑتے رہے، جب ایک جزیرے میں پہنچے تو ایک عجیب الخلقت جانور سے پالا پڑ گیا، اس کے کہنے

پر وہاں موجود ایک گرجے میں ایک عظیم الجثہ قیدی سے ملاقات ہوئی۔

(۶) اس قیدی نے ان کے حالات پوچھے اور سر زمین عرب سے متعلق متعدد سوالات کئے۔

(۷) اپنی تسلی کرنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو "دجال" ظاہر کیا اور آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبر دی۔

جزیرہ دجال کے اس انوکھے اور عجیب و غریب سفر کے بعد اس روایت کے کچھ قائل توجہ امور بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

(۱) مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کے شوہر شہید ہو گئے تھے اور یہ ان کی عدت گزار رہی تھیں اور مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو طلاق مغلطہ دی تھی۔ اس تعارض کو رفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ مسند احمد کی محمولہ بالا روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اس لئے اس پر اعتراض کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ لیکن علامہ نوویؒ نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے اور وہ یہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں "فامسب" کا جو لفظ ہے اس کا معنی شہید ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے زخمی ہونا کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا انتقال علامہ ابن عبد البر نے دور علوی میں قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے تھے، تاہم اس بات پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ نبی علیہ السلام کی حیات طیبہ میں شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ صرف زخمی ہوئے تھے اور اپنی بیوی کو طلاق مغلطہ دے دی تھی وہ اس کی عدت گزار رہی تھیں کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ (ماشیعہ مسلم ج ۲ ص ۴۰۴)

(۲) مسند احمد کی اسی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ نماز ظہر کے بعد آپ ﷺ نے بیان فرمایا اور ابوداؤد شریف کی حدیث نمبر ۴۳۲۵ میں یہ واقعہ نماز عشاء کے بعد بیان کرنا مذکور ہے۔ لیکن ابوداؤد ہی کی حدیث نمبر ۴۳۲۷ میں یہ واقعہ بعد

از نماز ظہر بیان کرنے کا ذکر ہے جس سے مسند احمد کی روایت کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے آپ ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہو۔

(۳) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں ایک لفظ "اقرب سفینہ" آیا ہے جس کا ترجمہ ہم نے "چھوٹی کشتی" کیا ہے، اس کا اصل ترجمہ "ڈوگنی" ہے جو بڑی کشتیوں کے پہلو میں رکھی جاتی ہے تاکہ ضرورت کے وقت کام آسکے۔

(۴) "جسائے" تجسس سے مبالغہ کے لئے آتا ہے چنانچہ یہ جانور دجال کے لئے جاسوسی کا کام کرتا تھا اس لئے اس کو "جسائے" کہتے ہیں۔

(۵) جیسان، اردن کا ایک شہر ہے جو حوران اور فلسطین کے درمیان واقع ہے اور پوری دنیا میں درختوں کی کثرت اور پھلوں کی عمدگی کے لئے مشہور ہے، آج کل نہر اردن کے قریب حدود فلسطین میں واقع ہے۔

(۶) بحیرہ طبریہ شام کا ایک چھوٹا سا معروف و مشہور سمندر ہے۔

(۷) چشمہ، زغر۔ بحیرہ مردار کی ایک جانب میں یہ چشمہ ایک وادی میں واقع ہے اس کے اور بیت المقدس کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔

(۸) اس حدیث سے متعلق ایک یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ صرف حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی نہیں بلکہ مسند احمد میں اس کا متابع حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی موجود ہے اور سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۳۲۸ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اختصار کے ساتھ یہ روایت مروی ہے۔

(۹) اس حدیث میں دجال کا ایک سوال انتہائی قابل توجہ ہے اس لئے کہ اس سے ابن صیاد کو دجال قرار دینے والوں کی دلیل بن سکتی ہے اور وہ یہ کہ دجال نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں سے پوچھا

﴿اعبرونی عن نبی الامیین ما فعل؟﴾

"امیوں کے نبی کے بارے میں مجھے بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا؟"

عام طور پر اس قسم کا کاغذ وہاں بولا جاتا ہے جہاں کسی تیز کے متعلق انتہائی علم ہو اور انسان تفصیلی علم ملنے کا خواہشمند ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال کو آنحضرت ﷺ کے ظہور کی خبر مل چکی تھی، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دجال تو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اس کے لئے جاسوسی کا کام سرانجام دینے والا ایک جانور ہے جو اس جزیرے کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا گیا ورنہ تو تاریخ میں اس کا کہیں تو ذکر ملتا؟ اس لئے ہونہ ہو، یہ وہی ابن صیاد ہے جو آئندہ چل کر دجال کے نام سے معروف ہوگا؟

قطع نظر اس سے کہ یہ استدلال انتہائی ایذا ناک قابل توجہ ہے، سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور میرا صحابہؓ ۶ ص ۱۳۰ میں اصحاب اور ابن سعد وغیرہ کے حوالے سے ان کا قبول اسلام ۹ ہجری میں قرار دیا ہے، گویا ان کا دجال کو دیکھنا ۹ ہجری سے پہلے کی بات ہے اور ابن صیاد تو خلفائے اربعہ کے دور تک مدینہ منورہ میں ہی رہا ہے، خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو انتہائی شہید کے ساتھ ابن صیاد کو دجال قرار دیتے ہیں، اس بات کے مقرر ہیں کہ ابن صیاد کو واقعہ حرہ میں گم پایا گیا، یہ عجیب منطق ہے کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں بھی ہو اور تمیم داری رضی اللہ عنہ اس کو شام یا یمن کے سمندری جزائر میں پابند زنجیر و سلاسل بھی دیکھ لیں؟

### فائدہ

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ بحیرہ طبریہ کے متعلق سوال جواب کرنے کے بعد دجال نے گدھے کی طرح زور زور سے تین دفعہ آواز نکالی اور کہا کہ جوں ہی میں اس امیر کی اور قید سے رہائی پاؤں گا، پوری دنیا کو اپنے دونوں پلوں سے روند ڈالوں گا۔ روایات کے اندر مکہ اور مدینہ کا استثناء صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی ﷺ منقول ہے:

﴿لیس من بلد الا سیطوہ الدجال الامکة و المدینة

لیس له من نقابہا نقب الا علیہ الملائكة صالین



بحر سو فیہا الخ ﴿ (صحیح بخاری: ۱۸۸۱)

”کوئی شہر ایسا نہیں جس کو دجال نہ روندے، سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کہ ان کے ہر درے پر صفیں ہاندھے ملائکہ حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوں گے۔“

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خروج دجال کے وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیداری کر رہے ہوں گے اور دجال کو اس میں داخل ہونے سے روکیں گے البتہ بعض روایات میں اس بات کی تصریح ملتی ہے کہ دجال مدینہ طیبہ کے عقب سے آئے گا اور احد پہاڑ پر کھڑے ہو کر مدینہ منورہ کی طرف نظر ڈالے گا، اپنے چیلوں چانوں کو مسجد نبوی کی طرف اشارہ کر کے کہے گا کہ یہ سفید محل ہی احمد (ﷺ) کی مسجد ہے۔

ہمارے باتوفیق قارئین میں سے جن حضرات کو مسجد نبوی کی زیارت کا موقع ملا ہو، وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مسجد نبوی باہر سے دور کھڑے ہوئے آدمی کو واقعی ایک سفید محل محسوس ہوتی ہے خاص طور پر جبل احد پر چڑھ کر اس بات کی تصدیق کرنا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔ اور یہ حضور ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ چودہ سو سال پہلے ایک کچی مسجد کے متعلق آپ ﷺ نے جو پیشینگوئی فرمائی وہ بعینہ پوری ہوئی۔

بخاری شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رَعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ

سَبْعَةُ ابواب، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانٌ﴾ (بخاری: ۱۸۷۹)

”مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب نہیں پہنچ سکے گا۔ مدینہ منورہ کے اس دن سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔“

## باب چہارم

### علامات اور واقعاتی ترتیب کی روشنی میں

خروج دجال کی کیا علامات ہیں؟ خروج دجال کی واقعاتی ترتیب، ایام دجال میں نمازوں کی ادائیگی اور ان کے تعین کا طریقہ، دجال کی موت

## ﴿علامات خروج دجال﴾

علامت کو دیکھ کر اصل چیز تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے، منگنی دیکھ کر جانور کے گزرنے کا، نشانات قدم دیکھ کر کسی راہ گیر کا، برجوں سے مزین آسمان اور سمندروں سے بھرپور زمین کو دیکھ کر اللہ کا علم ہو جانا، اسی ضابطے کی مثالیں ہیں، دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہ پہلے ہوا ہے، نہ اس کے بعد ہو سکے گا اس لئے عقل کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ نشانیاں ہونی چاہئیں جن کو دیکھ کر ہر آدمی یہ سمجھ جائے کہ اب غمگین دجال نکلنے والا ہے، اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مستعد ہو جانا چاہئے۔

احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں، ان کو نمبر وار ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) خروج دجال کی سب سے اہم علامت راقم الحروف کے نزدیک حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہے اور یہ ایک ایسی کھلی اور روشن علامت ہے جس کو دیکھ کر ہر انسان اندازہ لگا سکے گا کہ اب دجال کے نکلنے کا وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق اہل سنت والجماعت کے عقائد کی آئینہ دار کتاب اللہ کی توفیق اور آپ حضرات کی دعاؤں سے راقم نے ”اسلام میں امام مہدیؑ کا تصور“ نامی کتاب سپرد قریطاس و قلم کر دی ہے، تفصیلات کا مطالعہ وہاں فرمائیے!

## (۲) نخل بیسان پر پھل لگانا بند ہو جانا

یہ بات گزر چکی ہے لہذا آج کل بیسان شہر اردن کے قریب حدود فلسطین میں واقع ہے، خروج دجال سے قبل اس کے درختوں پر پھل آنا بند ہو جائے گا۔

## (۳) بحیرہ طبریہ کا پانی خشک ہو جانا

## (۴) دین میں کمزوری کا آ جانا، آپس میں بغض اور نفرت کا پھیل جانا

معمربن راشد نے اپنی جامع میں قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن کوفہ میں ایک منادی نے ندا لگائی کہ دجال نکل آیا، ایک آدمی حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور کوفہ والے دجال سے قتال کر رہے ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا بیٹھ جا! تھوڑی دیر کے بعد ان کا سردار بھی آگیا اور آکر کہنے لگا کہ آپ دونوں یہاں بیٹھے ہیں اور اھر کوفہ والے دجال سے نیزہ بازی کر رہے ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی فرمایا بیٹھ جا! تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے آکر کہا کہ وہ ایک جمہونی خیر تھی، اس شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں دجال کے متعلق کوئی حدیث سنائیں کیونکہ آپ ہمیں اس کے متعلق کوئی علم رکھنے بغیر نہیں روک سکتے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آج دجال نکل آئے تو بچے ہی اس کو نکلیں مار مار کر زمین میں دفن کر دیں، وہ تو نکلے گا ہی اس وقت جب لوگوں کی تعداد کم، طعام کی اشیاء ناقص، آپس میں ناچاقی، اور دین میں خفت آجائے گی اور اس کے لئے زمین کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جیسے مینڈھے کی پوسٹین لپیٹ دی جاتی ہے۔

(الصحیح الدجال بتحقیق خالد بن محمد ص ۷)

## (۵) چشمہ زغر کا پانی خشک ہو جانا

## (۶) قسطنطنیہ کا فتح ہو جانا

سنن ابی داؤد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور

ﷺ نے فرمایا "بیت المقدس کا آباد ہونا گویا مدینہ کا ویران ہونا ہے اور مدینہ کی ویرانی جنگوں کی علامت ہے اور جنگوں کا ہونا فتح قسطنطنیہ کا پیش خیمہ ہے اور قسطنطنیہ کا فتح ہو جانا گویا دجال کا نکل آنا ہے۔ پھر جس شخص سے یہ حدیث بیان فرمائی تھی اس کی ران یا کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ بیشک یہ بات اسی طرح برحق ہے جس طرح تمہارا یہاں بیٹھا ہوا ہونا برحق ہے۔" (ابوداؤد ص ۴۲۹)

اس حدیث سے کچھ اور علامات بھی معلوم ہو سکیں مثلاً

- ۱۔ بیت المقدس کا آباد ہو جانا۔
- ۲۔ مدینہ منورہ کا ویران ہو جانا۔
- ۳۔ جنگوں کا دور دورہ ہونا۔
- ۴۔ قسطنطنیہ کا فتح ہو جانا۔ اور ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح اور خروج دجال کے درمیان صرف سات ماہ کا عرصہ ہوگا۔

جنگوں کی تفصیلات بھی روایات میں ملتی ہیں لیکن ہم یہاں ان کا تذکرہ نہیں کریں گے۔ غرض یہ اس کی مفصل گفتگو آئندہ صفحات میں آ رہی ہے۔

## (۷) مسجدوں کے محراب و منبر سے تذکرہ دجال پر مہر سکوت کا لگ جانا

## (۸) سچ اور جھوٹ، امانت و خیانت کا مفہوم بدل جانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مسند احمد، مسند بزار، مسند ابویعلیٰ وغیرہ میں یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ دجال سے پہلے کچھ دھوکے کے سال ہوں گے جن میں سچے کو مجھوتا اور جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا، امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار سمجھا جائے گا اور اس میں "روئے بفسد" کلام کرے گا، صحابہ نے پوچھا کہ "روئے بفسد" کیا چیز ہے؟ فرمایا "فاسق" بھی امور عامہ میں باتیں کریں گے۔ اور ابن ماجہ کی روایت

میں ”ذوقوف“ آدمی کا ذکر ہے۔ (ابن ماجہ، ۳۰۳۱)

### (۹) بھوک اور قحط سالی کا دور دورہ ہونا

سنن ابن ماجہ میں حدیث نمبر ۷۷۰۷ ایک طویل حدیث ہے جو کہ حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مکمل حدیث تو انشاء اللہ آگے نقل ہوگی، یہاں آخر سے اس کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:

”خروج دجال سے قبل تین سال ایسے ہوں گے جو انتہائی شدید ہوں گے، لوگ اس میں شدید قحط سالی کا شکار ہوں گے، پہلے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیں گے کہ وہ ایک تہائی بارش روک لے اور زمین کو حکم دیں گے کہ وہ اپنی ایک تہائی پیداوار کو روک لے، دوسرے سال آسمان کو حکم دیں گے تو وہ اپنی دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین کو حکم دیں گے تو وہ اپنی دو تہائی پیداوار کو روک لے گی، پھر تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیں گے تو وہ اپنی بارش مکمل روک لے گا، ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکے گا اور زمین کو حکم دیں گے تو وہ اپنی ساری پیداوار روک لے گی اور کوئی گھاس نہ اگے گی اور ہرسم دار جانور ہلاک ہو جائے گا۔ لا ماشاء اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس زمانے میں پھر لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھے گی؟ فرمایا کہ شلیل و تکبیر اور تسبیح و تحمید ان کے لئے کھانے کی جگہ کام دے گی۔“ (سنن ابن ماجہ، ۷۷۰۷)

### (۱۰) عرب کی تعداد کم ہو جانا

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خروج دجال کے وقت اہل عرب بہت کم ہوں

گے اور اہل عجم کی بھرمار ہوگی۔

### (۱۱) رومیوں کی تعداد میں اضافہ

مسلم شریف کی حدیث نمبر ۷۷۰۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب رومیوں کی تعداد میں انتہائی کثرت ہو جائے گی چنانچہ موجودہ حالات میں یہ سائیوں کی کثرت کسی پر غفلت نہیں۔

### (۱۲) ظہور مہدیؑ کی علامات

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی علامات کا پورا ہو جانا بھی خروج دجال کے قرب کی علامت ہوگی۔

### ﴿خروج دجال اور واقعاتی ترتیب﴾

چشم تصور میں ذرا اس وقت کو دیکھئے!

منیٰ کا میدان ہے، لاکھوں کا مجمع پروانوں کی شکل میں موجود ہے، شیطان سے اظہار نفرت وعداوت کیلئے جمرات پر کنکریاں ماری جارہی ہیں کہ اچانک آتش حرب و فساد بھڑک اٹھی، لوگ ایک دوسرے کے قتل سے بھی دریغ نہیں کر رہے، اتنا فساد مچا کہ الامان والحفیظ بہت سے لوگ منیٰ سے جو بھاگے تو اپنے مستقر پر پہنچ کر ہی اطمینان کا سانس لیا، جو لوگ زندہ بچے وہ انتہائی سراسیمگی کی حالت کا شکار ہیں۔

ان حالات سے دل شکستہ ہو کر کچھ سنجیدہ افراد نے اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی کوششوں کا مدار قوانین نہیں تھے، قوانین نافذ کرنے والی شخصیت ان کا گوہر مراد تھی، انہوں نے تلاش و جستجو کے دوران ایک شخص میں مطلوبہ صفات دیکھیں، اس سے نام پتہ پوچھا تو اس نے مختصر سا جواب دے کر نجانے کیا سوچ کر اس شہر ہی کو چھوڑ دیا۔ لوگوں کے بتانے پر کہ یہی تمہاری منزل مقصود ہے دوسرے شہر کا رخ



کیا، متعدد مرتبہ کے چکر لگانے کے بعد ایک دن دیکھا کہ وہ شخص خانہ کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا اپنے سرخ وسفید رخساروں پر آنسو بہا رہا ہے اور رد کر امت محمدیہ کی سلامتی اور دفع فتنہ و فساد کی دعائیں کر رہا ہے، لوگوں کی بے انتہا درخواست اور مسلسل دہیم اصرار کے بعد اس نے ان کی امارت قبول کی۔

دنیا میں "امام مہدی علیہ الرحمہ" کے نام سے خلفائے راشدین کے سلسلے کے ایک اسلامی قائد کا تعارف ہوا، باضابطہ اعلان جہاد کر دیا گیا، کفار اور مشرکین سے اپنی کھوئی ہوئی اسلامی سلطنت وصول کر لی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے مدینہ منورہ میں اپنے عدل و انصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے گئے، قسطنطنیہ فتح ہو چکا، اب ایک ایسے شہر پر حملہ کا ارادہ ہے جس کے ایک جانب سمندر اپنی روانی اور طغیانی کے ساتھ موج زن ہے اور دوسری طرف خشکی نے اپنے ذریعے ہمارے کھسکے ہیں۔

اللہ کے شہروں کا یہ قافلہ شہر پر حملہ کی نیت سے پہنچ چکا، امیر نے قواعد حرب اور آئین جنگ کے مطابق صف بندی کی، نعرہ تکبیر کی ایک صدائے بازگشت نے ایسا اثر دکھایا کہ اہل شہر انگشت بدنداں رہ گئے، مضبوط قلعوں، فصیلوں اور شہر پناہ سے گھرے ہوئے اس شہر کی فصیل ایک جانب سے منہدم ہو گئی۔

بہادران اسلام تائید فیہی سے سرشار ہو کر ایک مرتبہ پھر اپنی پوری طاقت کو سمیٹ کر نعرہ زن ہوئے، کفار و مشرکین کی حیرت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ اس دوسرے نعرے نے ان کی شہر پناہ کا دوسرا حصہ بھی منہدم کر دیا تھا، تیسری مرتبہ کی تکرار نے مجاہدین اسلام کے لئے شہر میں داخلہ آسان بنا دیا۔

لیکن یہ عجیب فاتح قوم ہے کہ جس کے چہرے کے تیور اپنی اس شاندار اور بے مثل فتح کے باوجود بدلے، مفتوحین کے ساتھ حسن سلوک کر کے ان کے دل موہ لئے، ابھی مال غنیمت تقسیم کر ہی رہے تھے کہ خبر اڑی "دجال نکل آیا" بجلت تمام شام کی طرف واپس ہوئے، گو کہ خبر جھوٹی تھی لیکن وہاں پہنچتے ہی پائے تھے کہ انسان اور انسانیت کا سب سے بڑا فتنہ گر، انسان کی صورت میں شیطان، اور عدو اولیاء رحمان،

اسم بائسنی کا نا دجال نکل آیا۔ (مسلم شریف۔ ۳۳۳)

مسجد نبوی کا ایک ایک گوشہ مستطیل تاریخ ہے۔ ریاض الجہد، روضہ، مبارکہ، منبر نبوی ﷺ، خوف سیدنا ابی بکر الصدیق، استوائیات مشہور و غریبہ، ہر چیز نوادر عالم میں سے ہے۔

یہی منبر ہے جس پر خطیبوں کے خطیب، اماموں کے امام، رسولوں کے رسول، نبیوں کے نبی اور مخلوقات خداوندی کے جان و جگر کھڑے ہو کر اپنے ارشادات عالیہ سے قلوب کو ایمان و ہدایت کی صفائی اور جلا بخشتے رہے، آنے والے قلعوں سے ذرا تھکے اور آگاہ کرتے رہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ اسی منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا..... ایک ایسا خطبہ کہ صاحب سرا لہی فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے جس کو اس خطبہ کی باتیں زیادہ یاد ہوتی تھیں وہی سب سے بڑا عالم شمار ہوتا تھا۔ اسے کاش! یہ مکمل خطبہ کسی طرح دستیاب ہو سکتا بہر حال! اس کے کچھ اجزاء تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں۔

"جب سے اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو پھیلایا ہے زمین میں فتنہ، دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہوا، اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا، میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت، لہذا لامحالہ اس کا خروج تم ہی میں ہوگا۔

اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے دفاع کرنے والا موجود ہوں اور اگر وہ میرے بعد نکلے تو پھر ہر آدمی اپنا دفاع خود کرے گا، اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان کے لئے۔

دجال شام اور عراق کے درمیان ایک راستے سے خروج کرے گا، دائیں بائیں فساد پھیلاتا رہے گا، سوائے اللہ کے بندوں

ثابت قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی بخش ایسی صفات بھی ذکر کئے دیتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے ذکر نہیں کیں۔

ابتداء میں دجال نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، پھر دوسرے نمبر پر وہ ربوبیت کا دعویٰ کر بیٹھے گا حالانکہ تم لوگ مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے، یاد رکھو! کہ دجال کاٹا ہوگا، تمہارا رب کاٹا نہیں، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان خواہ لکھتا پڑھتا جانتا ہو یا نہ پڑھ لے گا۔“

یاد رہے کہ فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے دجال ایک لشکر ترتیب دے گا جس کو اس بات کی کھلی اجازت ہوگی کہ جو تمہاری دعوت کو مسترد کر دے اس کو غارت اور برباد کرنے میں تم جو طریقہ مناسب سمجھو، اختیار کر سکتے ہو، اس لشکر کا مقدمہ انجیش اسنہبان کے ستر ہزار یہودیوں پر مشتمل ہوگا۔

نیز اس روایت میں لفظ ”کافر“ حروف تہجی کی صورت میں نہیں آیا اور دوسری روایات میں ک، ف، ر بھی آیا ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔ ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے سچے کمر کے بتایا ہو اور راوی نے ماکر کہہ دیا ہو۔

دجال کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم بھی ہوگی، حقیقت میں اس کی جہنم جنت ہوگی اور جنت جہنم ہوگی، جو شخص اس کی جہنم میں مبتلا کیا جائے اس کو چاہئے کہ اللہ سے مدد مانگے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے، اس کی برکت سے وہ آگ اس کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی کا ذریعہ بن جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوئی تھی۔

”دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا یہ تو ہوتا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو دوبارہ زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے اپنا

رب ماننے کی شہادت دے گا؟ وہ ہاں میں جواب دے گا تو دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں متشکل ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ پیارے بیٹے! اس کی بات مانو، یہ تمہارا رب ہے۔

دجال کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کو ایک جان پر تسلط دیا جائے گا جس کو وہ آدھ کے ذریعہ چیر کر قتل کر کے اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے گا اور کہے گا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ اب میں اس کو دوبارہ کس طرح زندہ کرتا ہوں، اس کے باوجود یہ کسی اور کو اپنا رب مانتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندگی دیں گے تو یہ خبیث اس سے پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہے گا کہ میرا رب تو اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن اور دجال ہے، اللہ کی قسم! آج کے بعد تیرے بارے میں مجھے اس سے زیادہ بصیرت حاصل نہیں ہو سکے گی۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ شخص جنت میں میرے امتیوں میں سب سے اونچے درجے پر فائز ہوگا، راوی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا! ہم تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہی یہ ”شخص“ سمجھتے تھے تاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہ عدم کو سدھار گئے۔

دجال جس مرد مؤمن کو قتل کر کے

زندہ کرے گا وہ کون ہوں گے؟

گزشتہ صفحات میں یہ حدیث ذکر کی جا چکی ہے کہ جب دجال زندہ منورہ

میں داخل ہونا چاہیے گا تو فرشتے برہنہ اور سوتلی ہوئی تلوار کے ساتھ اس کا استقبال کریں گے، دجال مدینہ میں داخلہ کا ارادہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کے قریب ایک شور اور کھاری زمین پر خمیہ زن ہوگا، ایک مرد حق اس کی وجاہت کا فریب آشکارا کرنے کے لئے اور اس کو دعویٰ الوہیت میں جھوٹا ثابت کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے نکل کر اس کی طرف روانہ ہوگا۔

راستے میں دجال کے مسلح افراد اس کو گرفتار کر کے "حضرت دجال" کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں گے، یہ مرد قلندر دجال کو دیکھتے ہی توحید کے نشے میں سرشار اور حدیث پیغمبر علیہ السلام پر شمار ہونے کے لئے تیار ہو جائے گا اور یہ نعرہ مستانہ کفر کے آشیانے میں بلند کرے گا کہ لوگو! یہ تو وہی دجال ہے جس کا حضور ﷺ آج سے پینکڑوں سال پہلے ذکر فرما چکے ہیں، اس کے فریب کا شکار نہ ہو جانا، باطل کو حق کا یہ "بیباکانہ انداز" اور جرأت رندانہ پسند نہیں آئے گی، اپنے کارندوں کو اس کی "خاطر تواضع" کرنے کا حکم شاہی جاری کرے گا، بعد ازاں اپنی خدائی کا سکہ لوگوں کے ذہنوں میں جمانے کے لئے "بنفس نفیس" (چشم بد دور) اس کے جسم کے دو ٹکڑے اڑا دے گا، ان کے درمیان شکرات چال چلے گا پھر امر خدائی پہنچائے گا کہ کھڑا ہو جا! خدا کا یہ شیر ہنستا مسکراتا اس کی بیوقوفی پر تبسم کرتا اس کے سامنے آجائے گا "جناب خدا" دریافت فرمائیں گے کہ اب بھی تو مجھ پر ایمان لاتا ہے کہ نہیں؟

کیا خوب خدائی ہے کہ اپنے آپ کو کس زور زبردستی کے بل بوتے پر منوانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ اس مرد قلندر کا جواب باطل کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ، حق کی جیت اور باطل کی شکست کا آئینہ دار ہوگا کہ بخدا! آج تو میرے یقین میں اور اضافہ ہو گیا ہے کہ تو وہی مسخ کذاب "دجال" ہے اور اسے لوگو! تم بھی متوجہ ہو کر بگوش ہوش سن لو کہ آج کے بعد دجال کسی اور کے ساتھ یہ سلوک کرنے پر قادر نہ ہوگا، اس کا وقت پورا ہو چکا ہے اور اب یہ اپنے انجام کے قریب ہے۔

باطل تلمس! اٹھئے گا، اس کو اپنا سنگھاسن ڈولتا ہوا نظر آئے گا، طیش میں آ کر اس

کو دوبارہ اس "گستاخی کا مزہ" چکھانا چاہیے گا لیکن کوئی فیہی طاقت اس کی گردن سے لے کر فیصلی تک کا جسم تانے کا بنا دے گی اور دجال اس کا بال بھی بیکانہ کر سکے گا، سچ ہے کہ جب آدمی باطل پر ہو، دلائل کی دنیا میں رسوا ہو جائے اور اس کی عزت سرعام نیلام ہونے لگے تو پھر وہ اونچے ہنکنڈوں پر اتر آتا ہے اور ظلم و استبداد کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں رکھتا چنانچہ دجال اس مرد حق کو ہاتھوں بیروں سے پکڑ کر اپنی خود ساختہ جہنم میں پھینک دے گا۔ وہ کعبہ کی قسم! وہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی جنت کی نالیشان غمارتوں میں پہنچ جائے گا اور شہداء کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہوگا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے مسلم شریف کے مرکزی راوی "ابراہیم بن محمد" کے حوالے سے اس مرد حق کو امور نکو دینیہ کے مشہور پیغمبر حضرت خضر علیہ السلام قرار دیا ہے، قاضی عیاض نے بھی اسی کو حکایت کیا ہے اور ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے گو کہ سند کے اعتبار سے وہ غریب ہے لیکن مضمون کے اعتبار سے بڑی امیر ہے کہ مرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"عنقریب دجال کو وہ شخص بھی پائے گا جس نے مجھے دیکھا ہے"

اور میرے کلام کو سنا ہے۔" (ترمذی ۲۲۳۳، ابوداؤد ۴۷۵۶)

سید برزنجیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب "الاشاعت" ص ۲۷۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اصح قول کے مطابق یہ مرد مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے جیسا کہ بعض احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح بھی ہے اور کشف صحیح بھی اس پر دال ہے۔

احادیث تو بہت زیادہ ہیں مثلاً ابن حبان نے اپنی صحیح کی "کتاب التوحید" میں دجال کے متعلق نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ممکن ہے دجال کو بعض وہ لوگ بھی پالیں جنہوں نے مجھے دیکھا ہے، یا میرے کلام کو سنا ہے۔ اس حدیث میں "بعض" سے مراد حضرت خضر علیہ السلام ہی ہیں، اس کی متعدد دلائل ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کی زیارت سے فیض یاب ہونے والوں میں سے حضرت خضر اور عیسیٰ علیہما السلام کے علاوہ اب بالا جماع کوئی باقی نہیں رہا، اب یہ "مرد مؤمن"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بونہیں سکتے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل فرمائیں گے، جب کہ یہاں دجال اس شخص کو قتل کر رہا ہے۔

(۲) دارقطنی نے اپنی کتاب ”الافراد“ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی طویل کر دی گئی ہے تا آنکہ وہ دجال کو جھٹلا دیں۔ اور صحیح سند سے اس کا شاید بھی موجود ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد ابوالفتح ابراہیم بن محمد بن سفیان الزاہد، صحیح مسلم کے راوی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے یہ مرد مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ معمر نے بھی اپنی جامع میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ مرد مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

ابن حجر مزید فرماتے ہیں اس قول کے قائلین کی ایک دلیل وہ حدیث بھی ہو سکتی ہے جو ابن حبان نے اپنی صحیح میں دجال کے تذکرہ میں حضرت ابوسعید بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت تخریج کی ہے کہ ممکن ہے کہ دجال کو وہ ”بعض“ لوگ بھی پالیں جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرے کلام کو سنا ہے۔

یہ صحیح حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم دجال کو بھی پائیں گے اور دارقطنی کی روایت نے اس مبہم شخص کو حضرت خضر علیہ السلام قرار دے دیا۔ ان تمام چیزوں سے یہ بات پایہ وثبت کو پہنچ گئی کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی صحابی ہیں، ان کو دجال کی تکذیب کرنے کے لئے لمبی عمر دے دی گئی ہے۔

(۳) بعض روایات میں آتا ہے کہ دجال جس شخص کو قتل کرے گا، وہ کہے گا۔

﴿يَا بَيْتُهَا النَّاسُ! هَذَا الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ﴾

یعنی ”حدیثاً“ کا لفظ استعمال کرے گا (جس کا معنی بلا واسطہ ذکر کرنا ہے) ”ذکر رسول اللہ ﷺ“ کا لفظ استعمال نہیں کرے گا، اور کلام میں اصل یہ ہے کہ وہ

اپنے معنی حقیقی پر محمول ہو اس لئے مطالب یہ: وہ کہ حضور ﷺ نے بلا واسطہ اس سے یہ حدیث بیان فرمائی تھی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو بلا واسطہ ذکر کرنے پر محمول کرنا مجاز ہے، (جب کہ یہاں معنی حقیقی مراد ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ اس شخص نے بلا واسطہ یہ حدیث سنی اور ایسا شخص حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے وہ مرد مؤمن حضرت خضر علیہ السلام ہی ہوں گے۔)

ربا کشف، تو محققین صوفیاء کرام مثلاً شیخ علاؤ الدولۃ السمنانی وغیرہ یہی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہی ہوں گے، اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ شخص اصحاب کہف میں سے ہوگا کیونکہ یہ بات گزر چکی ہے کہ اصحاب کہف امام مہدیؑ کے ساتھیوں میں ہوں گے لیکن یہ دوسرا قول ضعیف ہے جیسا کہ ”فتوحات“ میں تصریح ہے۔

بہر حال: بات دور نکل گئی، خطبہ نبوی کی روشنی میں عرض یہ کر رہا تھا کہ دجال کیسے کیسے فتنے پھیلائے گا؟ چنانچہ ایک فتنہ یہ بھی گزرا ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم کے تابع کر دیئے جائیں گے، اس کی مرضی سے بارش اور پیداوار ہوگی، اس کے قلعین کے لئے آسائشیں اور آرائشیں وافر مقدار میں موجود ہوں گی اور منکرین کے لئے عارضی پریشائیاں پیدا ہو جائیں گی۔

### یوم الخصاص

خطبہ نبوی کے بقیہ اجزاء یہ ہیں:

”مکہ اور مدینہ کے علاوہ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں بچے گا جس کو دجال نے اپنے پاؤں تلے نہ روندنا ہو اور اس پر اس کا غلبہ نہ ہوا ہو، البتہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے جس درے سے بھی وہ اندر آنا چاہے گا تو فرشتے اس کے سامنے ننگی تلواریں سونتے ہوئے آجائیں گے، تحک بار کر وہ مدینہ منورہ میں ”ظریب احمر“ نامی



جگہ میں ایک کھاری زمین پر پڑاؤ ڈالے گا،

اس کے بعد مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے اور تمام منافقین مرد و عورت دجال کی طرف نکل پڑیں گے اور مدینہ منورہ اپنے آپ سے گندگی کو اس طرح دور کر دے گا، جیسے لوہار کی بھیٹی لوہے کے رنگ کو دور کر دیتی ہے، اس دن کو "یوم الخلاص" کہا جائے گا۔

### فائدہ

علامہ سید برزنجی نے اپنی کتاب الاشاعہ ص ۲۷۷ پر ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال سے آگے آگے دو آدمی ہوں گے جو ہستی کے لوگوں کو اس کے فتنہ سے آگاہ کرتے ہوں گے۔ جس ہستی میں بھی داخل ہوں گے وہاں کے لوگوں کو اس سے آگاہ کریں گے، ان کے نکلنے کے بعد دجال کا پہلا آدمی اس ہستی میں داخل ہوگا۔

اس طرح دجال مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر ہستی میں داخل ہوگا، جب کہ مکہ سے گزرے گا تو ایک عظیم مخلوق کو پائے گا، اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا کہ میں میکائیل ہوں، مجھے اللہ نے اپنے حرم کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے، پھر مدینہ سے گزرے گا تو وہاں بھی ایک عظیم مخلوق کو پائے گا اور اس سے بھی پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں جبریل ہوں، مجھے اللہ نے اپنے نبی کے حرم کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دجال، میکائیل علیہ السلام کو دیکھ کر چیخا ہوا پشت پھیر کر بھاگ کھڑا ہوگا اور حرمین شریفین میں داخلہ کی حسرت دل ہی دل میں لئے جبل احد پر چڑھنے گا اور مسجد نبوی کی طرف اشارہ کر کے کہے گا کہ یہ سفید محل ہی احمد (شیخ علیہ السلام) کی مسجد ہے۔

شاید آپ کو حیرت ہو رہی ہوگی کہ حرمین شریفین میں اسلام کے حیا لے تو ہر وقت موجود رہتے ہیں، پھر دجال یہاں سے صحیح سلامت کیسے نکل جائے گا اور حرب کی روایتی شجاعت تو ویسے ہی زبان زد عام ہے، ان کی شجاعت اور شجاعت اس وقت کہاں چلی جائے گی، یہی سوال ایک مشہور صحابی نورت حضرت ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اس طرح کیا کہ یا رسول اللہ! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا کہ اس وقت عرب کم ہوں گے، اور ان میں سے بھی اکثر بیت المقدس میں ہوں گے جہاں ان کا قائد اور پیشوا ایک نیک صالح مرد ہوگا۔

دجال یہ سوچ کر کہ مسلمانوں کی اکثریت شام میں جمع ہو رہی ہے، دو شام کا رخ کرے گا، مسلمان بھاگ بھاگ کر شام میں موجود ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہوں گے جس کا نام "جبل الدخان" ہوگا، دجال ان کا محاصرہ کر لے گا اور حصار میں سختی کر دے گا جس کی وجہ سے مسلمان احتجاجی پریشان ہو جائیں گے، کھانے کے لئے روٹیاں، پینے کے لئے پانی، پینے کے لئے کپڑے ملنا مشکل ہو جائیں گے اور اس قدر شدت کی بھوک پیاس لگے گی کہ جو شخص بیٹھا ہوا ہوگا وہ سب سے زیادہ طاقتور سمجھا جائے گا اور تسبیح، بکیر و حلیل ہی مؤمن کی غذا ہوگی۔

محاصرہ جب طول پکڑے گا تو ایک مسلمان کہے گا کہ تم کب تک اس سختی اور محاصرہ کا مقابلہ کرو گے، اس دشمن خدا کی طرف چلو، تا آنکہ اللہ ہمارے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمادے یا شہادت یافتہ، کیا تم ان دو بھلائیوں کے درمیان نہیں ہو کہ یا تو جام شہادت نوش کر لو یا پھر اللہ تمہیں اس پر غلبہ دے دیں، اس کی یہ تقریر سن کر لوگوں کو جوش آئے گا اور وہ قتال کرنے کے لئے بیعت کر لیں گے، اللہ جانتا ہے کہ وہ ایسا صدق دل سے کریں گے۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی ہوں گی کہ نماز فجر کا وقت ہو جائے گا، قائد مسلمین حضرت امام مہدی علیہ الرضوان نماز پڑھانے کے لئے مصلی امامت پر جلوہ افروز ہوں گے، مکبر اقامت کہنا شروع کرے گا، ابھی امام مہدی علیہ الرضوان نماز شروع کرنے نہ

پائیں گے کہ ہاتھ نیچی پکارے گا تمہارا فریاد رس آہنچا، خدا کی مدد آگئی، لوگ آپس میں کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے، یعنی ہم اتنے بھوکے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اتنی بلند آواز کے ساتھ ندا نہیں لگا سکتا۔

نصرت خداوندی کا یہ نبی اعلان سن کر امام مہدی علیہ الرضوان ذرا رکھیں گے کہ ایک حسین نظر دکھائی دے گا اور چند لمحوں کے لئے تمام لوگ ایسے دم بخود رہ جائیں گے گویا کہ خواب دیکھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے شرقی سفید مینارے پر بلکے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں یا پروں پر رکھے ہوئے شان و شوکت کے ساتھ نزول اجال فرمائیں گے۔

ذرا چشم تصور کو کشادہ کر کے دیکھئے تو سہی کہ ایک وقت وہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شبید کرنے کی ناپاک سازشیں ہو رہی تھیں۔ آپ نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے ان کی دعوت کی، آئندہ کے لئے لائحہ عمل سامنے رکھا، ایک حواری اپنی جان نثار کرنے کے لئے تیار ہو گیا، آپ غسل کر کے تشریف لائے، پانی کے قطرے سر سے ٹپک رہے تھے، بالکل یہی کیفیت نزول کے وقت ہوگی کہ موتیوں کی طرح سفید اور چاندی کے دانوں کی طرح چمکدار قطرے سر مبارک سے ٹپکیں گے گویا ابھی ابھی غسل کر کے تشریف لا رہے ہیں اور کیوں نہ ہو؟ نماز بھی تو تیار کھڑی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس مقام پر نزول فرمائیں گے وہاں نیچے اترنے کے لئے کوئی سیڑھی بنی ہوئی نہیں ہوگی اس لئے سیڑھی طلب فرمائیں گے، فرشتے یہاں تک پہنچا کر واپس چلے جائیں گے، آپ سیڑھی کے ذریعے نیچے تشریف لائیں گے اور مسلمان ان کو دیکھ کر خوشی سے دیوانے ہو جائیں گے اور ان کو لے کر حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے پاس پہنچیں گے۔

امام مہدی علیہ الرضوان کچھ بھی سہی نہی تو نہیں ہوں گے اس لئے ایک نبی بلکہ جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر کو اس وجاہت اور جاہ و جلال کے ساتھ اترتے ہوئے دیکھ کر مصلی امامت چھوڑ دیں گے، صف اقتداء میں آکر کھڑے ہو جائیں گے اور بعد بجز و نیاز عرض کریں گے:

﴿نقدم یا روح اللہ! فصل بنا﴾

”یا روح اللہ! آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائیے“

لیکن وہ نبی ہی کیا جو دامن انصاف کو چھوڑ دے، اقامت، مہدی کے لئے ہو اور نماز عیسیٰ پڑھائیں؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن مہدی کا دل بھی تو رکھنا ہے اس لئے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھئے اور نماز پڑھائیے کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے چنانچہ امام مہدی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء فرمائیں گے۔

دل کو دلیل سے اس طرح جوڑ کر سمجھا دیا کہ کہیں جا کر خواہ مخواہ امامت کے لئے اپنے آپ کو پیش نہ کرو، امام الٰہی کی اقتداء میں نماز ادا کرنا خود امامت کرنے سے بہتر ہے، اس کی مکمل تفصیلات راقم کی کتاب ”اسلام میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصور“ میں ملاحظہ فرمائیے۔

### دجال سے قتال کرنے پر بیعت اور نصرت الٰہی

بعض روایات میں آتا ہے کہ جب دجال مسلمانوں کا محاصرہ کر لے گا اور مسلمان اس سے لڑنے کے لئے بیعت قتال کر لیں گے تو اچانک ان پر گھنا لوپ تاریکی چھا جائے گی اور ہاتھ سے ہاتھ نہیں جھانکی دے گا، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا، جب لوگوں کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوں گی تو وہ اپنے درمیان ایک زرہ پوش آدمی کو پائیں گے، اس سے پوچھیں گے کہ آپ کون ہیں؟ وہ کہیں گے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا کلمہ ”عیسیٰ“ ہوں، تم باقوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو۔

(۱) اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکر پر عذاب جہنم نازل فرما کر اس کو ختم کر دیں اور جنہیں اس مصیبت سے نجات دے دیں۔

(۲) ان سب کو زمین میں دھنسا دیں۔

(۳) یا پھر لڑائی میں تمہارا اسلحہ ان پر استعمال کروا دیں اور تمہیں ان کے اسلحے سے محفوظ فرمادیں۔

لوگ عرض کریں گے کہ اے پیغمبر خدا! یہ آخری صورت ہی ہمارے دلوں کے لئے زیادہ باعث شفاء ہے، چنانچہ اس دن ایک طویل قدامت کا کھانا پیتا یہودی بھی اس حالت میں دیکھا جائے گا کہ وہشت کی وجہ سے اس کے ہاتھ ٹکوار نہیں اٹھا پا رہے اور مسلمان اس پہاڑ سے اتر کر ان پر غالب آ جائیں گے۔

امام ابن کثیرؒ نے یہ حدیث نقل کر کے اپنے شیخ علامہ ذہبیؒ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے قوی ہے۔ (التحذیر ص ۱۲۲) اور غور کر کے دیکھا جائے تو راقم الحروف کی ناقص رائے یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارکہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور ساتھ یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ دیکھو! ان کو پہچان لینا، کہیں تمہیں اشتباہ نہ ہو جائے، ان کا حلیہ اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

قارئین کرام اس کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھیں کہ راقم الحروف شاید عقیدہ اسلام سے بدگرا ہے اور صدیوں سے جو بات زبان زد خلافت چلی آ رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جامع دمشق کے سفید مشرقی مینار سے پر ایک مخصوص کیفیت میں ہوگا اور احادیث کثیرہ صحیحہ اس پر ناظر ہیں، اس کا انکار بھی مقصود نہیں بلکہ یہاں تو حضرت یحییٰ بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی مصنف عبدالرزاق کی اس روایت کی عقلی توجیہ کرنا مقصود ہے کہ اگر اس طرح کی صورت حال پیش آ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو عیسیٰ سمجھ بیٹھو جیسے قادیانی امت اپنے گمراہ پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعینہ والغضب کو عیسیٰ سمجھتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور ایسا بھی نہ ہو کہ اصل عیسیٰ کو پہچاننے میں دشواری پیش آئے۔

دینی وہ حدیث جس میں مخصوص کیفیت کے ساتھ نزول عیسیٰ کا ذکر ہے تو اس

کو دیکھ کر ہر آدمی یہ سمجھ جائے گا کہ یہی عیسیٰ ہیں کیونکہ ایسا خرقہ عادت ہی ہوتا ہے۔

### مقام نزول عیسیٰ علیہ السلام اور وقت نزول

اس مقام پر سطحی نظر سے دیکھا جائے تو ایک اشکال ذہن میں آتا ہے اور وہ یہ کہ بعض روایات میں نزول عیسیٰ علیہ السلام ”دمشق“ میں ہونا مذکور ہے اور بعض روایات میں ”بیت المقدس“ کا ذکر ہے، کہاں دمشق اور کہاں بیت المقدس؟ اسی طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام نماز فجر کے وقت ہوگا اور بعض روایات میں ”نماز عصر“ کا ذکر ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ امامت کی درخواست کریں گے اور بعض میں ہے کہ وہال امین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی جان کے ڈر سے اپنے ہمراہیوں کو نماز قائم کرنے کا حکم دے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی درخواست کرے گا؟

ان جملہ روایات میں علماء کرام نے مختلف تطبیقات ذکر فرمائی ہیں چنانچہ علامہ سید برزنجیؒ اپنی کتاب الاشاعہ ص ۲۸۴ پر ”تنبیہ“ کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

ان روایات کے درمیان تطبیق دینے کی صورت یہ ہے کہ ”ابتداء“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دن کے چھ گھنٹے میں ”دمشق“ میں سفید مینار سے ہوگا جو کہ آج بھی موجود ہے اور ”فتوحات“ کے حوالے سے یہ بات گذر چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز عصر پڑھائیں گے اس لئے ممکن ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام نماز ظہر کے بعد ہو اور یہود و نصاریٰ کے درمیان مشغولیت سے عصر کا وقت داخل ہو جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو نماز عصر پڑھائیں پھر مسلمانوں کی فریاد ری کے لئے بیت المقدس کی طرف روانہ ہو جائیں اور نماز فجر میں ان سے جا ملیں لیکن اس وقت امام مہدیؑ اور اکثر حضرات تکبیر تحریرہ کہے چکے ہوں گے، بعض نے ابھی تکبیر تحریرہ نہ کہی ہوگی، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استقبال کے لئے نکل پڑیں گے اور ان کو لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں گے، وہ نماز پڑھا رہے ہوں گے، حضرت عیسیٰ



علیہ السلام کو دیکھتے ہی وہ چیخے بہت جائیں گے، لوگ یہ دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرش کریں گے کہ حضرت! آگے بڑھ کر نماز پڑھاویے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدیؑ کے کندھے پر ہاتھ رکھیں گے تاکہ وہ آگے ہو جائیں اور درخواست کنندہ سے فرمائیں گے کہ تمہارے امام ہی کو مقدم ہونا چاہئے۔ امام مہدیؑ آگے بڑھ کر بائٹھل ان کی بات مان لیں گے اور قائل ان کی بات بالقول مان لے گا، اور اس طرح ہر ایک کا جواب منطبق ہو جائے گا۔

نماز فجر کے بعد جب صبح روشن ہو جائے گی تو دجال کے لشکر ہی بھاگنا شروع ہو جائیں گے لیکن ان پر زمین ٹک ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو "باب لد" پر جائیں گے۔ اس دوران نماز ظہر کا وقت ہو جائے گا تو دجال لعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بچنے کے لئے "اقامت صلوٰۃ" کا حیلہ اختیار کرے گا، لیکن جب وہ سمجھ جائے گا کہ اب چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں تو نمک کی طرح پٹھلنا شروع ہو جائے گا۔

گویا سید برزنجی کے نزدیک اولاً نزول دمشق میں ہوگا اور اول نماز "عصر" کی ہوگی، پھر بیت المقدس میں صبح کے وقت ورود ہوگا اور اس موقع پر امام مہدی رضی اللہ عنہ ان سے امامت کی درخواست کریں گے۔ اس کے بعد نماز ظہر کے وقت دجال لعین اپنی جان بچانے کے لئے امامت کی درخواست کرے گا، جب کہ ملا علی قاریؒ نے اولاً نزول "بیت المقدس" میں ہونا رائج قرار دیا ہے اور بقیہ روایات کی تاویل کی ہے، شاہ رفیع الدینؒ، مفتی اور ابن کثیرؒ نے "جامع دمشق" کی روایت کو ترجیح دی ہے جیسا کہ سید برزنجیؒ کی رائے ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔ واللہ اعلم

### ﴿نبی اور صحابی کا اجتماع﴾

بات یہاں سے چلی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نماز حضرت امام مہدیؑ

علیہ الرضوان کی اقتدار میں ادا فرمائیں گے، اس نماز کی خاص بات یہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رکوع سے سر اٹھا کر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنے کے بعد یہ جملہ ارشاد فرمائیں گے۔

﴿قتل اللہ الدجال و اظهر المؤمنین﴾

(صحیح ابن حبان بحوالہ السنن الدجال ص ۳۶)

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے "علامات قیامت اور نزول مسیح" ص ۷۲ کے حاشیہ نمبر ۱ میں اس جملہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"احقر کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ ارشاد بطور دعا کے ہوگا، ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے (اللہ دجال کو قتل کرے اور مؤمنین کو غالب کرے، ناقل) اور قرینہ یہ ہے کہ حدیث میں "سمع اللہ لمن حمدہ" کے بعد بغیر عطف کے "قتل اللہ الدجال و اظهر المؤمنین" آیا ہے اور ظاہر ہے کہ "سمع اللہ لمن حمدہ" جملہ دعائیہ ہے لہذا مناسب ہے کہ بعد کا جملہ بھی دعائیہ ہو اور بظاہر یہ دعا قنوت نازلہ کے طور پر ہوگی جو حادثات و مصائب کے وقت مسلمانوں کی حفاظت اور دشمنوں پر فتح کے لئے نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد سجدہ سے پہلے "قومہ" میں کی جاتی ہے اور شیخ مہد الفلاح ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تہذیبیہ قرار دیا ہے پھر اس پر جو اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری احادیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے حرمہ سے ہائب لہ پر قتل کریں گے اور زیر بحث جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اثنائے نماز میں قتل کریں گے، دونوں حدیثوں میں تعارض ہوا تو اس کا جواب انہوں نے اپنے شیخ سے یہ نقل کیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الخوف ہو جو باب لد کے مقام پر ادا کی جا رہی ہوگی کہ اثناء



نماز میں بیٹھی علیہ السلام کو دجال نظر آ جائے گا چنانچہ آپ حرم سے نماز کے دوران ہی اس کا کام تمام کر دیں گے۔ واللہ اعلم

حضرت مفتی مباحب کی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک اس جملہ کا ”دعا“ ہونا رائج ہے اور شیخ عبدالفتاح کے نزدیک اس کا ”خبر“ ہونا رائج ہے، جب کہ راقم الحروف کی رائے میں یہ دونوں تو جیبہیں تکلف سے خالی نہیں، دل گنتی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملے کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کر کے مسلمانوں کو اس پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔ مسلمانوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں گویا اس میں پریشان حال مسلمانوں کے لئے سامان تسلی ہوگا، رہی یہ بات کہ جملہ ”ماضی“ کا استعمال کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ کلام عرب میں کسی یقینی بات کو بیان کرنے کے لئے ”ماضی“ کا صیغہ استعمال کر لیا جاتا ہے چنانچہ خود قرآن میں جنت اور جہنم کے تذکرے ”ماضی“ کے صیغے سے تعبیر کیے گئے ہیں، اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

﴿فَقَدْ رِجَ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ (النمل: ۸۷)

”جس دن صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان والے گھبرا جائیں گے۔“

بات تو مستقبل کی ہے لیکن ”فرغ“ ماضی کا صیغہ ہے اسی طرح یہاں بھی ”قتل“ ماضی کا صیغہ ہے لیکن مراد زمانہ مستقبل ہے یعنی دجال کا قتل ہونا اتنا یقینی ہے کہ گویا ہو چکا۔ واللہ اعلم وعلہ اتم واکرم

## ﴿دجال کی موت﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر کے فارغ ہوں گے تو حکم فرمائیں گے کہ مسجد کا دروازہ کھولا جائے، حکم کی تعمیل کی جائے

گی اور دروازہ کھول دیا جائے گا، اس کے پیچھے دجال ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا جن میں سے ہر ایک کے پاس زیورات سے مزین کموار اور عمدہ شال ہوگی اور مسلمانوں کی تعداد صرف بارہ سو انفس قدسیہ پر مشتمل ہوگی جن میں سے مرد آٹھ سو اور عورتیں چار سو ہوں گی۔ بظاہر یہاں تو ایک اور دو کا مقابلہ بھی نہیں، دجال کے لئے اس چھوٹی سی جماعت کو شکار کر لینا کیا مشکل ہوگا لیکن وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس طرح گھلنا شروع ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور بھاگ کھڑا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باطل کو اس بری طرح شکست خوردہ ہو کر بھاگتے دیکھیں گے تو فرمائیں گے کہ میری ایک ضرب تو تیرے لئے مقرر ہو چکی ہے، تو مجھ سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر اس کا تعاقب کریں گے اور ”لد“ کے مشرقی دروازے پر اسے جالیں گے جو کہ فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے، پہلے بھی یہودیوں کے قبضے میں تھا اور اب بھی انہی کے قبضے میں ہے، آج کل یہودیوں نے اس مقام پر ”ایئر پورٹ“ بنادیا ہے تاہم اس کا نام اب بھی ”لد“ ہی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست اقدس میں ایک ”حرہ“ ہوگا جو وہ دجال کے سینے کے پتھوں بچ ماریں گے اور دجال اپنے آخری انجام کو پہنچ جائے گا، اس کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر لگا ہوا دجال کا خون اپنے ساتھیوں کو دکھائیں گے۔ روایات میں آتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کئے بغیر چھوڑ بھی دیں تو وہ پکھل پکھل کر ختم ہو جائے گا لیکن حکمت خداوندی کا تقاضا یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے دست اقدس سے قتل کر کے جہنم رسید کریں۔

قتل دجال کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اس کے لشکر بھاگ کھڑے ہوں گے لیکن بچ کر نہ جاسکیں گے، ایک ایک یہودی جن جن کو قتل کر دیا جائے گا، شجر و حجر بھی ان کو پناہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے چنانچہ اگر کوئی یہودی کسی درخت کے پیچھے چھپ کر اپنی جان بچانا چاہے گا تو وہ درخت پکارے گا۔

﴿يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمَسْلَمَ هَذَا يَهُودِي فَتَعَالَ افْتَلِهِ﴾

”اے خدا کے بندے! یہ یہودی ہے آکر اس کو قتل کر۔“

پس ایک درخت ہوگا جو ان یہودیوں کا حمایتی ہوگا اور وہ کسی یہودی کی نشان دہی نہیں کرے گا، اس کا نام ”غرقد“ ہوگا، احادیث مبارکہ میں اس کو ”یہودیوں کا درخت“ قرار دیا گیا ہے۔

بہر حال! یہودیوں کو شکست ہو جائے گی اور وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے، باقی ماندہ اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور زمین پر امن و امان قائم ہو جائے گا۔

### ﴿قتل دجال کے بعد کیا ہوگا؟﴾

قتل دجال کے بعد والے حالات زیر بحث مقالہ کا موضوع نہیں البتہ تنبیہاً لئلا سہوۃ یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے قتل ہو جانے کے بعد زمین میں اتنا امن و امان قائم ہو جائے گا کہ چوری، ڈاکہ اور رہزنی کا نام و نشان مٹ جائے گا، درندوں تک کا خوف ختم ہو جائے گا، شیر اور اونٹ، چیتے اور گائے، بھیڑ اور بکریاں اکٹھے چرا کریں گی، بچے سانپوں سے کھیل کر رہیں گے، زمین امن و سلامتی سے اس طرح بھرپور ہوگی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے، عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا، آپس میں پیار محبت کی فضا قائم ہوگی، نفرت اور عداوت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی، اسلام کا بول بالا ہوگا، اللہ کے علاوہ کسی کی پرستش نہیں کی جائے گی، زمین کی پیداوار بھرپور ہوگی، برکت اتنی کہ انگوڑ کا ایک خوشہ ایک جماعت کے لئے کافی ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چالیس سال تک زندہ رہیں گے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں آپ کا نکاح ہوگا اور اس سے آپ کی اولاد بھی ہوگی، پھر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے مقام ”فج الروحاء“ سے احرام باندھیں گے اور خانہ کعبہ کے ارادے سے روانہ ہوں گے۔ ارکان حج و عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ

کی طرف عازم سفر ہوں گے، روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کریں گے۔ سر مبارک مدینہ آپ کو آواز بلند جواب مرحمت فرمائیں گے اور آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اپنی امت کو یہ وصیت بھی فرما رکھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جس کی ملاقات ہو وہ ان کو میرا سلام کہہ دے اور خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی وصیت فرمائی تھی۔ راقم کی بھی اپنے قارئین اور احباب کو یہی وصیت ہے۔

سات سال امن و امان کے گزرنے کے بعد یا جوج ماجوج کا خروج ہوگا اور قیامت کی اختتامی علامات رونما ہوں گی، دنیا کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ آسمان و زمین، چاند اور سورج، ستارے اور سیارے، پھول اور پھل، نبل اور بوسے، انسان اور جانور، چرند اور پرند، جنات اور ملائکہ غرضیکہ ہر ایک چیز کو فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے گا، بارگاہ قدسی سے اعلان ہو چکا

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾

اب اعلان ہوگا ﴿لَمَنْ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ کوئی جواب نہ ملے گا۔  
خود رب کائنات اکلم مرا ہوگا۔

﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

حساب کتاب ہوگا، جنت اور جہنم کا فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم اور لطف و احسان سے ہمیں جنت میں داخلہ عطا فرمائے۔ آمین

### ﴿زمین میں دجال کی مدت اقامت﴾

ایک مرتبہ نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ نے دجال کے حالات اور اس کے تشییب و فراز خوب تفصیل سے بیان فرمائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سوالات کے ذریعے اپنی تسلی کرنا چاہی اور کئی سوالات بارگاہ رسالت مآب میں پیش کئے، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک سوال یہ تھا کہ یا رسول اللہ! دجال زمین میں کتنی مدت

تک رہے گا؟ فرمایا چالیس دن رہے گا لیکن اس کا ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔  
ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا، ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا، اور باقی دن  
تہوار سے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

مناہجہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا جو ایک دن پورے  
ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہو جائے گی؟ فرمایا نہیں،  
بلکہ تم اندازے کے ساتھ نماز ادا کرتے رہنا۔ (مسلم ۷۷۳)

(۱) مسلم شریف کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ دجال صرف چالیس "دن" تک  
زمین میں رہے گا۔

(۲) جب کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر ۳۰۷۷ میں ہے کہ دجال چالیس "سال"  
زمین میں رہے گا، ان میں سے ایک سال تو نصف سال کی طرح یعنی چھ ماہ کا  
ہوگا، ایک سال مہینے کی طرح ہوگا، اور مہینہ ایک ہفتے کی طرح ہوگا اور اس کا  
سب سے آخری دن آگ کی چنگاری کی طرح ہوگا یعنی جلدی سے ختم ہو جائے  
گا۔

(۳) جب کہ مسلم شریف ہی کی حدیث نمبر ۷۳۸۱ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی  
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس ...  
رہے گا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس  
دن مراد ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

(۴) حدیث جساسہ میں خود دجال کی زبانی "چالیس راتوں" کا ذکر ہے۔

(۵) مسند احمد کی ایک حدیث میں "چالیس صبحوں" کا ذکر ہے۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ تو سنئے! جمہور علماء کرام کی  
راے یہ ہے کہ چالیس "دن" والی روایت زیادہ رائج ہے اور صحیح بھی ہے کہ دجال کا قتل  
"چالیس دن" تک رہے گا، جو تھے اور پانچویں نمبر میں "راتوں" اور "صبحوں" کی  
صرف تفصیل ہے، مراد اس سے بھی دن ہیں، تیسرے نمبر پر راوی کا شک مذکور ہے جو

مسلم شریف کی روایات سے دور ہو جاتا ہے۔

وہ گئی دوسرے نمبر کی حدیث تو اس کا پہلی حدیث سے ٹکراؤ پیدا ہو رہا ہے؟  
اس ٹکراؤ کو ختم کرنے کے لئے اولاً ہم سید برزنجی کی تقریر کا خلاصہ نقل کریں گے، پھر یہ  
ثابت کریں گے کہ ان میں سے مضبوط روایت کونسی ہے۔ انشاء اللہ

علامہ سید برزنجی رقم طراز ہیں کہ ابن ماجہ شریف کی روایت میں "سالوں"  
سے مراد "ایام" ہی ہیں۔ مجازاً "سال" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ خروج دجال کے پہلے  
سال کا پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن مہینے کے برابر، تیسرا دن ہفتے کے برابر  
ہوگا اور اس سال کے بقیہ دن عام دنوں کی طرح ہوں گے، پھر دوسرے سال کے دن  
بھی آپس میں مختلف ہوں گے چنانچہ وہ سال صرف چھ مہینے کے برابر ہوگا، اسی طرح  
ایک سال مہینے کے برابر ہو جائے گا اور مہینہ ایک ہفتے کے برابر ہو جائے گا، یہاں تک  
کہ دجال کا آخری دن ایک چنگاری کے جلنے کی مقدار کا ہوگا اور اتنی جلدی ختم ہو جائے  
گا کہ ایک شخص صبح کے وقت شہر کے ایک دروازے سے چل کر دوسرے دروازے کی  
طرف روانہ ہوگا لیکن ابھی پہنچنے نہ پائے گا کہ شام ہو جائے گی۔ (الاشیاء ص ۲۷۳)

ان دونوں حدیثوں میں تطبیق دینے کے لئے ایک دوسری توجیہ بھی کی گئی ہے،  
اس کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہیدی مقدمہ کا سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس دنیا میں ایک  
"عالم مثال" کا وجود بھی ہے، یہ کوئی خیالی چیز نہیں بلکہ اس کی حقیقت ہے اور خارج میں  
یہ ایک محسوس چیز ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے شارح حاوی علامہ قونوی کے حوالے سے  
اپنی کتاب "المنہج فی تطور الولی" میں تحریر فرمایا ہے کہ صوفیاء کرام نے عالم اجسام اور عالم  
ارواح کے درمیان ایک اور "عالم" کا اثبات کیا ہے جس کا انہوں نے "عالم مثال" رکھا  
ہے اور فرمایا ہے کہ عالم مثال الخلف ہے بہ نسبت عالم اجساد کے، اور اکثف ہے عالم  
ارواح کی نسبت، اور اسی پر انہوں نے "عالم ارواح" کی اصطلاح کی بنیاد رکھی ہے،  
ارشاد ربانی "فتمثل لہا بشرا سویا" میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

معلوم ہوا کہ عالم مثال خیال محض نہیں بلکہ ایک محسوس چیز ہے اور حقیقت میں



اس کی تصدیق بھی کئی مرتبہ ہو چکی ہے چنانچہ کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ مصر میں ایک آدمی نے غسل کی نیت سے دریا میں غوطہ لگایا، بعد کا دن تھا، جب وہ غسل کر کے باہر نکلا تو اس نے اپنے آپ کو بغداد میں پایا، وہاں اس نے ایک عورت سے شادی کر لی اور اس سے اس کے یہاں اولاد بھی ہوئی، سات سال تک وہ بغداد میں رہا، ایک دن وہ دریائے دجلہ میں غسل کرنے کی نیت سے غوطہ زن ہوا۔ باہر نکلا تو اپنے آپ کو مصر میں اسی جگہ پایا جہاں سے وہ غسل کرنے کے لئے آیا تھا، اس کے اہل و اصحاب اس کے منتظر تھے تا آنکہ وہ ان کے پاس لوٹ آیا، کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت اور اس کی اولاد بھی اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مصر آوارہ ہوئے جن سے بغداد میں اس کا سابقہ پڑا تھا۔

اس تمہید کے بعد ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ یہاں بھی بعض لوگوں کو دجال کے زمانہ میں ایک دن عام دنوں ہی کی طرح محسوس ہوگا اور بعض لوگوں کو وہ ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔ اسی وجہ سے اس پر احکامات کا ترتیب کیا گیا ہے اور ان دنوں میں بھی نماز معاف نہ ہوگی۔ (الاشامہ ص ۶۵۲ تا ۶۵۳)

رسی یہ بات کہ ان دونوں حدیثوں میں سے زیادہ قوی کون سی ہے؟ تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلم شریف کی حدیث جس میں ”چالیس دنوں“ کا ذکر ہے وہی زیادہ قوی ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

﴿وَالْجُزْمُ بَانِهَا اَرْبَعُونَ يَوْمًا مُّقْدَمٌ عَلَىٰ هَذَا التَّرْدِيدِ﴾

(فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۰۳)

”یقینی بات یہی ہے کہ دجال چالیس دن زمین میں رہے گا اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو اظہار شک ہے اس پر یہ مقدم ہوگی۔“

امام قرطبیؒ اپنی کتاب ”التذکرۃ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

﴿وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يَمُكُثُ اَرْبَعِينَ يَوْمًا كَمَا فِي حَدِيثِ

جابر، وَ كَذَلِكَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ الْحَدِيثُ (تذکرہ ص ۵۵۴)  
”صحیح یہ ہے کہ دجال ”چالیس دن“ تک زمین پر رہے گا جیسا کہ حدیث جابر میں ہے اور صحیح مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔“

### ایام دجال میں اوقات نماز کی تعیین اور اداء نماز کی ترتیب

مذکورہ صدر حدیث سے معلوم ہوا کہ خروج دجال کے موقع پر بعض دن عام دنوں سے طویل ہوں گے اور بعض دن عام دنوں سے چھوٹے ہوں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان طویل اور قصیر ایام میں نماز کے اوقات کی تعیین کیسے ہوگی؟ کیا ”ایام طویل“ میں ایک دن کی پانچ نمازیں پڑھنا کافی ہوں گی؟ کیا ”ایام قصیر“ میں صرف ایک نماز پڑھنا کافی ہوگی؟ یہی سوال جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! بلکہ اندازہ کر کے اوقات معلوم کر کے نمازیں ادا کرتے رہو۔

امام نوویؒ نے صحیح مسلم کی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے قاضی عیاض کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ یہ حکم صرف اسی دن کے ساتھ مخصوص ہوگا جو صاحب شریعت ﷺ نے ہمارے لئے شروع فرمایا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث نہ ہوتی اور ہمیں ہمارے اجتہاد کے حوالے چھوڑ دیا جاتا تو ہم تو اوقات مشہورہ میں پانچ نمازیں ادا کرنے پر ہی اکتفا کر لیتے (لیکن شکر ہے کہ حدیث سے رہنمائی مل گئی) اور حدیث میں جو ”اندازہ کرنے“ کا حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں فجر اور ظہر کے درمیان ہوتا ہے تو نماز ظہر ادا کر لو۔

اور جب نماز ظہر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے تو نماز عصر ادا کر لو۔

اور جب نماز عصر کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو نماز مغرب ادا کر لو۔



اور جب نماز مغرب کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں مغرب اور عشاء کے درمیان ہوتا ہے تو نماز عشاء ادا کر لو۔

اور جب نماز عشاء کے بعد اتنا وقت گزر جائے جو عام دنوں میں عشاء اور فجر کے درمیان ہوتا ہے تو نماز فجر ادا کر لو۔

اسی طرح نمازیں ادا کرتے رہنا تا آنکہ وہ دن ختم ہو جائے، اس طرح پورے سال کی نمازیں اپنے اپنے اوقات پر ادا ہو جائیں گی۔ (حاشیہ: مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)

یہ ترتیب جس طرح ”بڑے ایام“ میں ادائیگی نماز سے متعلق ہے اسی طرح ”چھوٹے دنوں“ میں بھی یہی ترتیب ہوگی جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر ۴۰۷۷ میں ہے۔

یہی سوال اس وقت ذہن میں آتا ہے جب انسان کسی ایسے ملک میں چلا جائے جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات رہتی ہے، وہاں نماز کے اوقات کس طرح مرتب کئے جائیں گے، اور یہی سوال روزہ کے بارے میں بھی متوجہ ہوتا ہے گو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روزے کے متعلق حضور ﷺ سے سوال نہیں کیا، ممکن ہے کہ روزہ کے متعلق سوال کرنا ذہن میں نہ رہا ہو یا نمازوں کے اوقات سے متعلق جواب مقدس کو روزوں پر بھی محمول کر لیا ہو۔

جدید فلکیات میں بھی یہ مسئلہ ماہرین فلکیات کے درمیان گردش کر رہا ہے اور تحقیقات جدیدہ کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، چنانچہ جامعہ اشرفیہ کے سابق شیخ ترمذی حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب فرماتے ہیں:

”سوال: قطبین میں چونکہ ۶ ماہ کا دن ہوتا ہے اور ۶ ماہ کی رات،

لہذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں پر نماز اور روزہ کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟

جواب: نبی پاک ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں قیامت سے قبل دجال ظاہر ہوگا، وہ چالیس

دن تک زندہ رہے گا، دجال کا پہلا دن ہمارے ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا دن مروجہ ایک ماہ کے اور تیسرا نختے کے مساوی ہوگا، تین دنوں کے علاوہ باقی دن حسب معمول عام دنوں کے برابر ہوں گے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا سال کے مساوی دن میں صرف ایک یوم کی نمازیں (۵ نمازیں) کیانی ہوں گی؟

فرمایا نہیں! بلکہ اندازہ کر کے ہر روز کی نمازیں ادا کرنی ہوں گی اس حدیث شریف میں اندازہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، پہلی صورت گھڑیوں کے ذریعے اندازے کی ہے یعنی ہر ۲۴ گھنٹے میں پانچ نمازیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آفتاب قطبین میں چونکہ ہر ۲۴ گھنٹے میں وہاں کے مقیم شخص کے گرداگرد ایک چکر مکمل کرتا ہے، آفتاب کا ہر ایک آسیائی چکر شب و روز فرض کیا جائے نصف چکر دن اور نصف چکر رات، دن کے نصف دور میں تین نمازیں فجر پھر ظہر پھر عصر پڑھی جائیں اور رات کے نصف دور میں دو نمازیں مغرب اور عشاء۔

روزہ رکھنا: رمضان شریف کے روزے بھی اسی طرح رکھنے ہوں گے۔

(الف) قریب کے علاقوں سے جہاں طلوع وغروب کا سلسلہ جاری ہو یہ معلوم کر لیں کہ اب رمضان شریف کا مہینہ ہے اس کے بعد سورج کے نصف دور کو دن قرار دیتے ہوئے اس میں روزہ رکھنا ہوگا اور نصف دور کو شب فرض کرتے ہوئے اس میں اکل و شرب جائز ہونے کے علاوہ تراویح کا بھی اہتمام کیا

جائے گا۔ (تفکرات جدیدہ ص ۱۷۸-۱۷۹)

امام قرطبی اپنی مشہور کتاب "التذکرۃ فی احوال الموتی و امور الآخرة" ص ۵۶۶ پر تحریر فرماتے ہیں، بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ یہ "طویل ایام" والی حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شدت بلا کی وجہ سے اس وقت مسلمانوں پر ہجوم و غموم کا سخت حملہ ہوگا اور فتنی کے دن تو ویسے ہی لمبے لگتے ہیں۔ دوسرے دن یہ غم کچھ کم ہو جائے گا اور تیسرے دن مزید کچھ کم ہو جائے گا اور چوتھے دن حالات اپنے معمول پر آجائیں گے۔

لیکن ان حضرات کی اس توجیہ کی تردید حدیث کے اس جملے سے ہو جاتی ہے کہ اس دن نمازیں وقت کا اندازہ کر کے ادا کرتے رہو۔

اسی طرح بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ حدیث کے یہ الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ راویوں نے اپنے پاس سے یہ الفاظ حدیث میں شامل کر دیئے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ کی صحت کسی بھی طرح مشکوک نہیں کیونکہ امام مسلم جیسے امام فہن نے بھی ان کو نقل کیا ہے، اسی طرح امام ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور قاسم بن اسحاق وغیرہ اجلہ محدثین نے ان الفاظ کی تخریج کی ہے۔ پھر وہ زمانہ بھی تو "خوارق عادت" کا ہوگا اس لئے اگر ایسا ہو جائے تو اس میں عقلی طور پر بھی کوئی استحالہ نہیں۔

ایام و جال میں نماز کے مسئلے پر فتاویٰ شامی میں علامہ ابن عابدین نے بڑی مفصل بحث فرمائی ہے جو دراصل اس بات پر چھڑی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہو جہاں غروب آفتاب ہوتے ہی طلوع فجر ہو جائے اور وہاں عشاء اور وتر پڑھنے کا وقت نہ ملے تو وہ کیا کرے؟ اس پر نماز فرض ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو اس کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہوگا؟ چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں۔

والذی یظہر من عبارة الفیض ان المراد انه یجب

قضاء العشاء بان یقدر ان الوقت اعنی سبب الوجوب

قد وجد کما یقدر وجوده فی ایام الدجال علی ما یأتی

لانہ لا یجب بدون السبب فیکون قوله و یقدر الوقت جراباً عن قوله فی الاول لعدم السبب و حاصله انا لا نسلم لزوم وجود السبب حقیقۃً بل یمکنی تقدیرہ کما فی ایام الدجال و یحتمل ان المراد بالتقدیر المذكور هو ما قاله الشافعی من انه یمکن وقت العشاء فی حقہم بقدر ما یغیب فیہ الشفق فی اقرب البلاد الیہم و المعنی الاول اظہر کما یظہر لک من کلام الفتح الاتنی حیث الحق هذه المسئلة بمسئلة ایام الدجال ﴿

(رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۶)

"فیض کی عبارت سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے شخص پر عشاء کی قضا واجب ہے کیونکہ وقت جو کہ سبب وجوب صلوٰۃ ہے، پایا جا رہا ہے اس لئے اس کا اندازہ کیا جائے گا جیسا کہ خروج دجال کے زمانے میں ہوگا، اس کی تفصیل عنقریب آتی ہے۔ اصل میں وجہ یہ ہے کہ سبب وجوب کے بغیر وجوب تو ہو نہیں سکتا لہذا "و یقدر الوقت" پہلے قول کا جواب ہوگا کیونکہ سبب معدوم ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حقیقتاً سبب کا وجود ضروری ہونا ہمیں تسلیم نہیں، تقدیری طور پر بھی سبب کا وجود کافی ہے جیسے زمانہ خروج دجال میں ہوگا اور تقدیر مذکور سے مراد برائے قول شرافع کے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں عشاء کا وقت اتنا ہوگا جس میں ان کے قریب ترین شہر میں غروب شفق ہو، لیکن پہلا معنی زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ فتح کے آنے والے کلام سے ظاہر ہوگا کہ یہ مسئلہ مسئلہ دجال کے ساتھ ملحق قرار دیا گیا ہے۔

علامہ ابن عابدین نے اس مسئلے پر کھل کر تفصیلی کلام کیا ہے۔ یہاں اس کے

چند ضروری اجزاء کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے۔

- (۱) شیخ کمالؒ نے ذکر کیا ہے کہ جس ملک میں عشاء کا وقت ہی نہ آتا ہو تو بنگالی کا فتویٰ یہ ہے کہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں ہے کیونکہ سبب صلوٰۃ نہیں پایا جا رہا جیسے مقطوع الید سے ہاتھ دھونے کی فرضیت ختم ہو جاتی ہے۔
- (۲) حافظ شربلانی اور حلبیؒ نے اس قول کی تردید کی ہے کیونکہ نفل فرضیت نہ ہونے اور سبب وجوب نہ ہونے میں بڑا فرق ہے، اور ایک دلیل کے منہ سے اس شے کے وجود کا انکار صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اور دلائل بھی تو ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے اس شے کا ثبوت معتبر تسلیم کیا گیا ہو چنانچہ یہاں اسراء کے سلسلے کی احادیث اس بات کی کافی اور شافی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء بچاس نمازوں کا حکم دینے کے بعد پانچ نمازوں کو فرض قرار دیا تھا، اور شرعاً پانچ ہی پر یہ حکم آکر ظہر گیا، اور یہ حکم پوری دنیا کے لئے عام ہے اس میں کسی مقام کی تخصیص نہیں۔

- (۳) مسلم شریف کی جس روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ فرمایا چالیس دن، جن میں سے ایک دن پورے ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں پڑھ لینا کافی ہوں گی؟ تو فرمایا کہ نہیں! بلکہ اس کے لئے تم اندازہ مقرر کرنا، تو اس حدیث میں حضور ﷺ نے سورج کا سایہ ایک مثل یا دو مثل ہونے تک عصر کی نماز تین سو سے زائد مرتبہ پڑھنا واجب قرار دیا ہے اسی طرح دوسری نمازیں۔ معلوم ہوا کہ درحقیقت عمومی طور پر تو پانچ نمازیں ہی فرض ہیں البتہ ان کو ان اوقات پر تقسیم کر لیا جائے گا لیکن اس کے نہ ہونے سے وجوب ساقط نہ ہو سکے گا۔

## باب پنجم

### منکرین ظہور و خوارق دجال

علماء منکرانہ نظریہ خروج دجال، مولانا مودودیؒ کا نظریہ، خروج دجال، شبیر احمد ازہر میرٹھیؒ کا نظریہ، خروج دجال

## ﴿منکرین ظہور و خوارق دجال﴾

اس عنوان کے تحت دو مرکزی مباحث پر تفصیلی گفتگو کرنا مقصود ہے۔

- (۱) بعض لوگ سرے سے ”دجال“ اور اس کے خروج ہی کے منکر ہیں۔
- (۲) بعض لوگ ”دجال“ کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن اس کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کو ”حقائق“ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ ان کو شعبہ باڑی، سحر اور مسمریزم وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہاں ان دونوں گروہوں کے نظریات و دلائل اور ان کے جوابات ذکر کئے جائیں گے اور ان کا اکثر مآخذ شیخ یوسف الوابل کی کتاب ”اشرار السانہ“ ہوگی، دیگر مقامات پر حوالہ ساتھ ساتھ دے دیا جائے گا۔

## منکرین ظہور دجال

گذشتہ صفحات میں ذکر کی گئی احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آخر زمانے میں دجال کا خروج برحق ہے اور وہ ایک حقیقی شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق خوارق عظیمہ و عجیبہ عطا فرمائیں گے لیکن شیخ محمد عبدہ کا کہنا ہے کہ دجال کوئی حقیقی شخص نہ ہوگا بلکہ دجال کے ذریعے اشارہ ہے خرافات اور دجل و تباعج کی طرف۔

شیخ ابو عبیدہ نے بھی مذکورہ شیخ کی تقلید کرتے ہوئے کہا ہے کہ دجال باطل کی طرف اشارہ کرنے کا ایک ”رمز“ ہے، بنی آدم میں یہ کوئی شخص نہیں ہوگا، ظاہر ہے کہ اس طرح احادیث کو اپنی منشاء کے مطابق بلا دلیل و قرینہ اپنے ظاہری مفہوم و مطلب سے بھیر دینا لازم آئے گا جو کسی طرح بھی ایک عالم کے شایان شان نہیں۔

احادیث دجال پر تحریر کردہ اپنی تعلیقات میں شیخ ابو عبیدہ کی یہ تحریر ملاحظہ ہو:

”مکان ظہور دجال اور زمانہ ظہور، پھر ابن صیاد کے دجال ہونے



یا نہ ہونے سے متعلق احادیث میں وارد شدہ اختلاف اس بات پر  
دالالت کرتا ہے کہ دجال کے ذریعے مقصود ایک ”رمز“ کا بیان کرنا  
ہے جو شر اور اس کے غلبہ، اس کی صولت، جبروت، اس کی خونریزی،  
ایک زمانے میں اس کا ضرر اور نقصان عام ہو جانے، اور مختلف  
جگہوں میں اس کی تکالیف پہنچ جانے سے کہنا یہ ہے جس کے لئے  
کسی وقت میں ہر ممکن اسباب و وسائل انتشار و فتنہ مہیا ہو جائیں  
گے اور یہ سلسلہ کچھ مدت تک چلے گا تا آنکہ اس کے شعلے سر و پڑ  
جائیں اور اس کی چنگاریاں بجھ جائیں اور حق و کلمۃ اللہ کا غلبہ ہو  
جائے، ارشاد و بانی ہے ”ان الباطل کان زهوقاً“ (الاسراء: ۱۸)  
(انحایہ ص ۱۸ تحقیق ابو عبیدہ)

نیز ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

”کیا دجال کو شر، بہتان اور تہمت تراشی کا ایک ”رمز“ سمجھنا اولیٰ  
نہیں ہے۔“ (انحایہ ص ۱۵۲)

شیخ ابو عبیدہ کی یہ بات بوجہ لائق التفات نہیں اس لئے کہ احادیث صحیحہ صریحہ  
سے ثابت ہو چکا ہے کہ دجال ایک شخص معین ہوگا، احادیث میں کوئی ایسا لفظ بسیار تلاش  
کے باوجود بھی نہیں مل سکا جو اس بات پر دلالت کر سکے کہ ”دجال“ خرافات و دجل اور  
باطل کے لئے بطور رمز کے استعمال کیا گیا ہے۔

رہی یہ بات کہ روایات میں اختلاف اور تعارض پایا جاتا ہے تو آپ گزشتہ  
صفحات میں اس اختلاف اور تعارض کو ختم کرنے اور احادیث میں تطبیق دینے کی مفصل  
بحث ملاحظہ فرمایا، لہذا اب نہ تو مکان خروج دجال کی روایات میں اضطراب رہا، نہ  
زمانہ ظہور کی روایات میں اس لئے یہ اعتراض بھی ختم ہو گیا۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ گو شیخ ابو عبیدہ نے ”وجود دجال“ کا انکار کر دیا ہے  
لیکن درحقیقت اس کا وجود تسلیم کئے بغیر انہیں بھی کوئی چارہ کار نہیں اور شعوری یا اشعوری

بطور پران کے قلم سے یہ بات نکل گئی ہے کہ دجال کوئی ”رمز“ نہیں، حقیقت ہے چنانچہ  
ایک غیر معروف صحابی رضی اللہ عنہ کی جو روایت عنقریب گزری ہے کہ ”دجال کی  
آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر وہ شخص پڑھ لے گا جو اس کے اعمال سے  
نفرت کرتا ہوگا“ اس حدیث کے تحت شیخ ابو عبیدہ نے لکھا ہے۔

وهذا يفسر كذب الدجال في دعواه الربوبية، فبجده

اللہ، و اتهم عليه غضبه و لعنه ﴿﴾ (انحایہ ص ۸۹)

”کافر“ کا لفظ لکھا ہوتا دجال کے دعویٰ ربوبیت میں جھوٹا ہونے کو  
ثابت کرے گا، اللہ اس کو فتنہ کرے اور اس پر اپنا غضب اور لعنت  
مکمل کرے۔“

معلوم ہوا کہ دجال ایک حقیقی انسان ہوگا جو دعویٰ ربوبیت کرے گا جب ہی تو  
شیخ نے اس پر غضب اور لعنت کی بدوعا کی ہے جب کہ دوسری جگہ شیخ نے دجال کے  
حقیقی انسان ہونے کا انکار کرتے ہوئے اس کو شر اور فتنہ کی ایک علامت اور تعبیر قرار دیا  
ہے۔ شیخ ابو عبیدہ کے خود اپنے کلام میں یہ کتنا واضح تناقض ہے۔

یہاں کچھ دیر رک کر مسند احمد کی یہ روایت پڑھتے جائیے!

﴿انہ سكون من بعدكم قوم يكذبون بالوجہ، و

بالدجال، و بالشفاعۃ، و بعذاب القبر، و يقوم بخروجون

من النار بعدما امتحنوا﴾

(مسند احمد ص ۲۲۳، کذا فی اشراط الساعۃ ص ۳۱۷)

”ارشاد نبوی ہے کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو

رجم، دجال، شفاعت، عذاب قبر، جہنم سے ایک جماعت کے نکلنے

کو، جن کے چہرے چمکے ہوں گے، جھٹلائیں گے۔“

حدیث کی یہ پیشین گوئی آج حرف بہ حرف پوری ہو رہی ہے اور تحقیق وجہ

اور ریسرچ کے نام پر ٹھیکہ اسلامی عقائد کا اس آسانی اور بے دردی سے انکار کر دینا ایک

محبوب مشغلہ بن چکا ہے۔ اعاذنا اللہ من جمیع الہفوات۔

### مرزا غلام احمد قادیانی اور نظریہ خروج دجال

مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے اور تضادات بھرپور دعوے کسی صاحب علم سے مخفی نہیں۔ ایک طرف وہ مسیح ہونے کا مدئی ہے اور دوسری طرف خود ہی اپنے آپ کو ”مریم“ لکھتا ہے۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے تاج و تخت ختم نبوت پر حملہ کی ناپاک جسارت کی تو سب سے پہلے اس فتنے کے استیصال کے لئے علماء دینیہ و بیہند متوجہ ہوئے اور اس میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کے قلب و دماغ پر اس فتنے کا اتنا اثر تھا کہ آپ نے اپنی پوری طاقت اس فتنے کی سرکوبی میں لگا دی حتیٰ کہ علالت کے باوجود کئی کئی گھنٹے عدالت میں کھڑے ہو کر اپنا بیان اور مرزا پر جرح قلمبند کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ جب کبھی حضرت کے سامنے مرزا کا ذکر آتا تو جلال میں آجاتے اور اس کے لئے لعنت اور غضب کے الفاظ استعمال فرماتے۔

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا شمار بھی منکرین دجال میں ہوتا ہے اس لئے حضرت نے بخاری شریف میں ”باب ذکر الدجال“ کے تحت جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں، وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔

باب ذکر الدجال: وما اكفر لعين القادبان حيث

بغوه ولا يستحي انه لم تكشف حقيقته على من كان

اوتى علم الاولين والآخرين، ومن انذر به امته، ومن

دل على اسمه واسم ابیه، و ذکر حلیتہ، و عین من

یقنلہ، و ابن یقنلہ، وماذا یصیر الیہ امرہ، و ابن یدخل و

ابن لا یدخل، وماذا یكون مسیرہ فی الارض، وما مده

اقامته فیہا وما ذا یظیر فی الاستدراج علی یدیه الی

غیر ذلک من التفاصيل (فیض الباری ج ۳ ص ۳۹۶)

”یہ باب دجال کے ذکر میں ہے، لعین قادیان کتنا بڑا کافر ہے کہ اسے یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ دجال کی حقیقت حضور ﷺ پر منکشف نہیں ہوئی تھی (عجیب بات ہے اس سے کوئی پوچھتے تو سہی کہ) اولین و آخرین کا علم کس کو دیا گیا تھا؟ اپنی امت کو اس کے فتنے سے کس نے آگاہ کیا؟ اس کے اور اس کے باپ کا نام کس نے بتلایا؟ اس کا حلیہ کس نے ذکر کیا؟ کس نے اس کے قاتل اور جائے قتل کو متعین کیا؟ انجام کار ہونے والے حالات دجال کا کس نے تذکرہ کیا؟ ممنوعہ اور غیر ممنوعہ مقامات، زمین میں اس کی رفتار اور مدت اقامت کس نے بیان کی؟ اور دجال کے ہاتھوں جن استدرجات کا ظہور ہوگا وغیرہ تفصیلات کا ذکر کس نے کیا؟ (کیا پھر بھی آپ ﷺ پر دجال کی حقیقت منکشف نہیں ہوئی؟)

### علماء مصر اور نظریہ خروج دجال

مصر کے چند علماء کرام نے خروج دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث کو منظر یا غیر صحیح قرار دے کر لوگوں کو فتنی اور غیر فتنی مباحث کے چکر میں الجھا رکھا ہے اور خود اس عقیدے سے دست کش ہو گئے ہیں جن میں سرفہرست درج ذیل حضرات ہیں:

(۱) شیخ محمد رشید رضا تفسیر المنار ۳/۲۶۱

(۲) شیخ فرید دہدی دائرۃ معارف القرآن العشرين ۸/۷۹۵

(۳) شیخ غلتوت مسری فتاویٰ الشیخ غلتوت

(۴) شیخ محمد عبدہ

(۵) شیخ ابو نعیمہ پیچھے تفصیل سے گزر چکا ہے۔

ان دونوں حضرات کا ذکر

ان حضرات کے انکار یا رد و کد کی تفصیلی بحث میں جائے بغیر یہاں ہم ایک نکتے کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ جب اسلامی قانون کے انتہائی اہم ذخیرے ”صحاح ستہ“ بالخصوص بخاری و مسلم میں سلسلہ دجال کی احادیث نقل کر دی گئی ہیں تو ہمارے لئے یہی از بس ہے اور کیوں نہ ہو؟ جب قانون اسلامی میں ان جلیل القدر محدثین کرام کی تخریج و توثیق پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ہر دور میں امت کے ہر طبقے نے ان کو بلا نزاع اپنا حکم تسلیم کیا ہے تو عقائد اسلامی میں ان کی تخریج و توثیق پر اعتماد کیا جانا بھی ضروری ہے ورنہ آنے والا مؤرخ ایسے لوگوں پر قرآن کریم کی یہ آیت چسپاں کرنے پر مجبور ہوگا۔

﴿الْفٰسِقُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضِ﴾

جس کی آسان توضیح یوں کی جاسکتی ہے کہ اپنے مطلب کے لئے ہر ایک کو بخاری اور مسلم یاد آتی ہے اور جہاں کہیں اپنے نظریے کے خلاف کوئی بات ہو تو اس کا فوراً انکار کر دیا جاتا ہے، یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ابھی چند لمحے پہلے ہم اسی کے گن گار رہے تھے، اب ہماری نظریں کیوں بدل گئیں؟ زاویہ فکر یک لخت تبدیل کیوں ہو گیا؟

پھر دوسری عجیب بات یہ ہے کہ جو بات اپنے ذہن سے تجویز کر لی، اسی کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں حالانکہ اس کو تو کوئی بھی ضروری نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے ذہن میں جس تصور کو ہمائے وہ صحیح بھی ہو۔

### مولانا مودودیؒ کا نظریہ خروج دجال

بعض حضرات نے مولانا مودودیؒ کو خروج دجال کے منکرین میں شمار کیا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے، خروج دجال کا وہ اقرار کرتے ہیں لیکن اس تصور کے مطابق جو ان کے ذہن میں تھا اور اس کے لئے انہوں نے جو خاکہ تجویز کیا تھا اس میں اگر کچھ

باتیں صحیح تھیں تو کچھ غلط نظریات کی آمیزش بھی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے کچھ حضرات نے ان کو خروج دجال کے منکرین میں شمار کر لیا حالانکہ یہ بات غلط ہے چنانچہ ”علی جائزہ“ میں مفتی محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ایک شخص نے دجال کے متعلق مولانا مودودی سے یہ سوال کیا کہ ترجمان القرآن میں کسی صاحب نے سوال کیا تھا کہ کانے دجال کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کہیں مقید ہے تو آخر وہ کون سی جگہ ہے؟ آج دنیا کا کونہ کونہ انسان نے چھان مارا ہے، پھر کیوں کانے دجال کا پتہ نہیں چلتا؟

اس کا جواب آپ کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ ”کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔“ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کم از کم تیس روایات میں دجال کا تذکرہ موجود ہے جس کی تصدیق بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، شرح السنہ اور بیہقی کے حوالے سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے، پھر آپ کا جواب کس سند پر مبنی ہے؟ مولانا نے اس سوال کا درج ذیل جواب دیا ہے:

جواب: ”میں نے جس چیز کو افسانہ قرار دیا ہے وہ یہ خیال ہے کہ دجال کہیں مقید ہے باقی رہا یہ امر کہ ایک بڑا فتنہ پروانہ (الدجال) ظاہر ہونے والا ہے تو اس کے متعلق احادیث میں جو خبر دی گئی ہے، میں اس کا قائل ہوں اور ہمیشہ اپنی نماز میں وہ دعائے مانثورہ پڑھا کرتا ہوں جس میں منجملہ دوسرے اقعوذات کے ایک یہ بھی ہے کہ ”اعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال“

(مسائل و مسائل دعا اہل بحوالہ طبعی جائزہ ص ۳۶)

اس عبارت میں مولانا مودودی نے جس صفائی سے خروج دجال کا اقرار کیا

ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ان کی طرف ”انکار“ کی نسبت غلط ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مولانا کو اس نکتے میں دیگر حضرات سے اختلاف ہے کہ دجال کہیں مقید ہے یا نہیں۔ مولانا مودودی کے نزدیک دجال کا کسی جزیرے میں مقید ہونا ایک افسانہ ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں، رائے کا یہ اختلاف اپنی جگہ لیکن مولانا مودودی کو متکرمین خروج دجال میں شمار کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔

قبل اس کے کہ ہم مولانا مودودی کی اس رائے پر کوئی تبصرہ نقل کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ”دجال“ سے متعلق مولانا مودودی کا عقیدہ خود انہی کی زبانی نقل کر دیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔

”دجال کے متعلق جتنی احادیث نبی ﷺ سے مروی ہیں، ان کے مضمون پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے اس معاملے میں جو علم ملا تھا، وہ صرف اس حد تک تھا کہ ایک بڑا دجال ظاہر ہونے والا ہے۔ اس کی یہ اور یہ صفات ہوں گی اور وہ ان خصوصیات کا حامل ہوگا۔ لیکن آپ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا اور کہاں ظاہر ہوگا اور یہ کہ آیا وہ آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانے میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور ﷺ سے احادیث میں منقول ہیں ان کا اختلاف مضمون خود یہ ظاہر کرتا ہے اور حضور ﷺ کے طرز کلام سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ آپ نے برہنائے وحی نہیں بلکہ برہنائے ظن و قیاس ارشاد فرمائی ہیں کبھی آپ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ دجال خراسان سے اٹھے گا۔ کبھی یہ کہ اصفہان سے اور کبھی یہ کہ شام و عراق کے درمیانی علاقہ سے پھر کبھی آپ نے ابن سیاد نامی اس یہودی بچے پر جو مدینہ میں (غالبا ۲ یا ۳ ہجری میں) پیدا ہوا

تھا، یہ شبہ کیا کہ شاید یہی دجال ہو۔ اور آخری روایت ہے کہ سن ۹ ہجری میں جب فلسطین کے ایک عیسائی راہب (تمیم داری) نے آکر اسلام قبول کیا اور آپ کو یہ قصہ سنایا کہ ایک مرتبہ وہ سمندر میں (غالبا بحر روم یا بحر عرب میں) سفر کرتے ہوئے ایک غیر آباد جزیرے میں پہنچے اور وہاں ان کی ملاقات ایک عجیب شخص سے ہوئی اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ خود ہی دجال ہے، تو آپ نے ان کے بیان کو بھی غلط باور کرنے کی کوئی وجہ نہ سمجھی، البتہ اس پر اپنے شک کا اظہار فرمایا کہ اس بیان کی رو سے دجال بحر روم یا بحر عرب میں ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہوگا۔

ان مختلف روایات پر جو شخص بھی مجموعی نظر ڈالے گا وہ اگر علم حدیث اور اصول دین سے کچھ بھی واقف ہو تو اسے یہ سمجھنے میں کوئی زحمت پیش نہ آئے گی کہ اس معاملہ میں حضور ﷺ کے ارشادات دو اجزا پر مشتمل ہیں۔

جزو اول یہ کہ دجال آئے گا، ان صفات کا حامل ہوگا اور یہ اور یہ نکتے برپا کرے گا، یہ بالکل یقینی خبریں ہیں جو آپ نے اللہ کی طرف سے دی ہیں۔ ان میں کوئی روایت دوسری روایت سے مختلف نہیں ہے۔

جزو دوم یہ کہ دجال کب اور کہاں ظاہر ہوگا اور وہ کون شخص ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ روایات مختلف ہیں بلکہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی مروی ہیں۔ مثلاً ابن سیاد کے متعلق آپ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا کہ اگر دجال یہی ہے تو اس کے قتل کرنے والے تم



نہیں ہو۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں ایک معاہدہ کو قتل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یا مثلاً ایک حدیث میں آپ کا یہ ارشاد کہ اگر وہ میری زندگی میں آگیا تو میں حجت سے اس کا مقابلہ کروں گا ورنہ میرے بعد میرا رب تو ہر مومن کا حامی و ناصر ہے۔

اس دوسرے جزو کی دینی اور اصولی حیثیت ظاہر ہے کہ وہ نہیں ہو سکتی جو پہلے جزو کی ہے۔ جو شخص اس کی بھی تمام تفصیلات کو اسلامی عقائد میں شمار کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ بلکہ اس کے ہر حصے کی صحت کا دعویٰ کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ابن صیاد پر آپ کو شبہ ہوا تھا کہ شاید وہی دجال ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو قسم بھی کھالی تھی کہ یہی دجال ہے مگر بعد میں وہ مسلمان ہوا، حرمین میں رہا، حالت اسلام میں مرا اور اس کی نماز جنازہ مسلمانوں نے پڑھی۔ اب اس کی کیا گنجائش باقی رہ گئی کہ آج تک ابن صیاد پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا رہے؟ تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو حضور ﷺ نے اس وقت تک تقریباً صحیح سمجھا تھا، مگر کیا سارے تیرہ سو برس تک بھی اس شخص کا ظاہر نہ ہونا جسے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے جزیرے میں مجبوس دیکھا تھا یہ ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ اس نے اپنے دجال ہونے کی جو خبر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کو دی تھی وہ صحیح نہ تھی؟ حضور ﷺ کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو، لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ سارے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا؟ اب ان چیزوں کو اس طرح نقل و روایت کیے جانا کہ گویا یہ بھی اسلامی عقائد ہیں، نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی

ہے اور نہ اسے حدیث ہی کا صحیح فہم کہا جاسکتا ہے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں، اس قسم کے حالات میں اگر کوئی بات نبی کے قیاس یا گمان یا اندیشے کے مطابق ظاہر نہ ہو تو یہ اس کے منصب نبوت میں ہرگز قادم نہیں ہے۔ نہ اس سے عصمت انبیاء کے عقیدے پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ ایسی چیزوں پر ایمان لانے کے لئے شریعت نے ہم کو مکلف کیا ہے۔ اس اصولی حقیقت کو تاہر نخل والی حدیث میں نبی ﷺ خود واضح فرما چکے ہیں۔

(رسائل و مسائل جلد اول طبع ثانی ص ۵۰۳۷)

محترم مولانا مودودی کی اس عبارت کو سات نکات پر تقسیم کر کے یہاں اس پر مختصر تبصرہ نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) دجال کے بارے میں حضور ﷺ کا مبلغ علم صرف اتنا تھا کہ "ایک بڑا دجال ظاہر ہوگا جس کی غلاں غلاں خصوصیات ہوں گی۔" اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مولانا مودودی کے بقول حضور ﷺ اور ایک عام امتی کے علم میں کوئی فرق نہیں حالانکہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے، قوموں میں "یہودی" ایک قدیم ترین قوم ہے اس لئے نزول قرآن سے قبل اور بعثت محمدی سے بہت پہلے ان کو "دجال" کا علم ہونا ضروری ہے اس اعتبار سے اس میں حضور ﷺ اور ایک یہودی کے درمیان بھی کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا جو کہ ظاہر ہے بدیہی المطلقان ہے۔

(۲) "آپ ﷺ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا اور کہاں ظاہر ہوگا؟" مولانا مودودی کے اس جملے سے اس حد تک تو اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ ماہِ وصال کی تعیین کے ساتھ خروج دجال کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں نہیں ملتا، وجہ اس کی ظاہر ہے کہ خروج دجال علامات قیامت میں سے ایک اہم ترین علامت ہے اور قیامت کا حقیقی اور یقینی علم کسی مخلوق کو عطا نہیں کیا گیا اس لئے خروج دجال کا وقت اور تمام متعین نہ ہونا

ظاہری سی بات ہے۔

لیکن اگر اس جملے کا یہ مطلب ہوگا کہ خروج دجال سے قبل ظہور پذیر ہونے والی علامات، یا مقامات ورود دجال سے آپ کو آگاہی نہیں دی گئی تھی تو یہ احادیث صحیحہ صریحہ سے انکار عند علم کی ایک خوبصورت شکل ہے چنانچہ زیر مطالعہ کتاب میں خروج دجال کب ہوگا، کہاں سے ہوگا؟ کے عنوانات اس جملے کو حل کرنے کے لئے بہت کافی ہوں گے۔

یہاں اس بات کو تکرر ذکر کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر مقام خروج دجال کی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ ”تعدد امکانہ“ پر محمول ہے جیسا کہ عنقریب آتا ہے۔

(۳) ”حضور ﷺ کو یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ دجال آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانے میں پیدا ہونے والا ہے۔“ مولانا کا یہ جملہ باعث حیرت ہے کیونکہ اگر دجال کے بارے میں آپ ﷺ کو یہ علم نہیں دیا گیا تھا تو پھر مسند احمد کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ بقول حضرت جابر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ ابن صیاد کے دجال ہونے کا خوف رہا، یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی کیا توجیہ کی جائے گی ”واللہ لقد ائذرنہ نوح قومہ“ اور مجھے تو یہ بات بہت عجیب محسوس ہوتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کسی فرضی چیز سے اپنی قوم کو خوف و ہراس میں مبتلا کر دیں۔

آخر شیخ خالد بن محمد بن عثمان نے حدیث مذکور سے بلاوجہ تو یہ استنباط نہیں کر لیا کہ دجال تو بعثت نبوی سے پہلے بھی موجود تھا ورنہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا اس سے ڈرانا چہ معنی وارو؟ ملاحظہ ہو سلسلہ دجال کی احادیث میں امام قرطبیؒ کی تحقیق پر شیخ خالد کی تعلیق۔ (المسح الدجال، نزول یعنی ابن مریم ص ۵۸)

اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اپنے فہم کی بات ہے کہ وہ یہ سمجھتے تھے، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

و نیزہ صحابہ کی احادیث میں اس شک کا بھی فائدہ نہیں مل سکتا کیونکہ وہ تو اس سلسلے کی نفس مرتج ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا مودودی کو بھی اس کی صحت سے انکار نہیں ہوگا کہ اصحاب صحاح نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۴) ”حضور ﷺ کے طرز کام سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ آپ ﷺ نے بر بنائے وحی نہیں بلکہ بر بنائے ظن و قیاس ارشاد فرمائی ہیں۔“ اس موقع پر قطع نظر اس سے کہ کیا آپ ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے وحی الہی کے علاوہ بھی کسی چیز کا صدور ہو سکتا تھا یا نہیں؟ اور یہ کہ آپ کی لسان اللہ پر وحی الہی کا حفاظتی پہرہ ہر وقت رہتا تھا یا کسی وقت اٹھ بھی جاتا تھا؟ جو بات یہاں قابل غور ہے وہ یہ کہ کیا ”خروج دجال“ کا نظریہ اسلامی عقائد کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس میں ”بر بنائے ظن و قیاس“ ارشاد فرمانے کا کیا مطلب؟ اور خروج دجال کے وقت اور جگہ اور پیدائش کی تعیین اپنے رائے سے کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

محترم مولانا مودودی کے اس جملے کا مطلب سمجھ سے باہر ہے کہ ”جو شخص اس کی بھی تمام تفصیلات کو اسلامی عقائد میں شمار کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے بلکہ اس کے ہر حصے کی صحت کا دعویٰ کرنا بھی درست نہیں ہے“ سوال تو یہ ہے کہ خروج دجال سے متعلق جزوی تفصیلات تک کی اسنادی صحت کو حضرات محدثین نے جو نقل فرمایا ہے کیا وہ غلطی پر ہیں؟ اور ان کا دعویٰ صحت درست نہیں ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حضرات محدثین کی علمی کاوشیں یوں ہی رائیگاں چلی گئیں اور ان کی شانہ روز محنت کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو سکا۔

گذشتہ صفحات میں خروج دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث آپ پڑھ آئے ہیں جن میں سے اکثر صحاح ستہ کی روایات ہیں، کہیں کہیں کسی مقام پر دوسری کتابوں کی روایات بھی لی گئی ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں ہے جس کے ضعیف ہونے پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہو اس لئے مولانا مودودی کی اس بات سے متفق ہونا مشکل ہے۔

(۵) ”جز دوم یہ کہ دجال کب اور کہاں ظاہر ہوگا اور وہ کون شخص ہے، اس میں نہ صرف یہ کہ روایات مختلف ہیں بلکہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان

پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی مروی ہیں۔ "کتب علم و فن کا ایک اونٹنی سا طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ روایات میں اختلاف ہونا ان کی عدم صحت کی دلیل نہیں بلکہ یہ مسائل کی حالت کا لحاظ کرنے پر محمول کیا جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہات مختلف ہوتی ہیں، انسان ان کو ایک ہی جہت پر محمول کرتا ہے اور جب وہ سب ایک جہت پر منطبق نہیں ہو پاتیں تو ان کا انکار کر دیتا ہے چنانچہ ہمارے محترم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ ایک نابینا صحابی کو گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دینا اور دوسرے نابینا صحابی کو اجازت نہ دینا اس کے علاوہ کس توجیہ کی بناء پر صحیح ہو سکتا ہے؟ بادی النظر میں تو یہ ایک بہت بڑا اختلاف ہے لیکن حقیقت شناس کے لئے اس میں بھی امت کے لئے شفقت نبوی کا ایک پہلو روشن ہوتا ہے اسی طرح نزول نبی کے وقت اور مقام میں بھی عصر اور فجر، دمشق اور بیت المقدس کا اختلاف پایا جاتا ہے اور یقیناً اس کو دور کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی کہ اس کو مختلف اوقات پر محمول کر لیا جائے۔

رہی یہ بات کہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی ہیں تو اس کا اصولی جواب ہم فیض الباری ج ۲ ص ۵۱۳ کے حاشیے سے تلخیصاً نقل کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حافظ ابن دقیق العید نے "الامام" سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اگر حضور ﷺ کسی ایسے امر کے متعلق کوئی خبر دیں جو عملی طور پر حکم شرعی نہ ہو تو کیا آپ کا اس میں کسی موقع پر سکوت اختیار فرمانا اس بات کی دلیل ہوگی کہ وہ بات واقعہ کے مطابق بھی ہے؟ جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن صیاد کے دجال ہونے پر آپ ﷺ کی موجودگی میں قسم کھائی اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی، کیا آپ کا انکار نہ فرمانا ابن صیاد کے دجال ہونے کی دلیل بن جائے گا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اس کی نسبت کر کے خود بھی اس پر قسم کھانے لگے تھے یا نہیں؟ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک "اقرب" یہ ہے کہ آپ کا انکار نہ فرمانا ابن صیاد ہی کے دجال ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا اس لئے کہ اس مسئلے کا ماخذ اور مناط تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کا باطل پر

خاصوشی اختیار کرنا مشہور نہیں ہو سکتا اور باطل پر خاموشی اس وقت ہوگی جب "بطان" کا تحقق ہوگا اور "بطان" کیلئے صحت کا عدم تحقق کافی نہیں۔

اس بات کو ایک دوسرے انداز میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ کسی مقام پر حدیث میں تردد کا آجانا خود حضور ﷺ کے متردد ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ہمیں جو تردد پیدا ہوگا وہ راویوں کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے ہوگا اس لئے ممکن ہے کہ حضور ﷺ کے یہاں کوئی چیز ثابت ہو اور راویوں کے اختلاف کی وجہ سے ہم پر وہ غلطی ہو چنانچہ احادیث میں بکثرت اس کی نظیریں ملتی ہیں کہ ان کی مراد متعین نہیں کی جا سکتی، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے۔

الغرض! اس شک اور شبہ کا فائدہ اٹھا کر مولانا مودودی کی بات کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا بالخصوص جب کہ شراح حدیث نے اس بات کی تصریح بھی کی ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دجال کے مقابلے کے لئے تیار کرنا چاہتے تھے اسی لئے وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے احوال دجال بیان فرماتے رہتے تھے اور اسی وجہ سے آپ اس کے مقام خروج کی تعیین بھی نہیں فرماتے تھے تاکہ کہیں اس پر اعتماد کر کے بعد میں آنے والے لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھ جائیں۔

تاہم منصب نبوت کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے زندگی کے آخری ایام میں آپ ﷺ نے اس کے متعلق تحقیقی اور شک و شبہ کے الفاظ سے بچ کر کچھ تفصیلات بھی ارشاد فرمادیں تاکہ بعد میں آنے والے لوگ اسی شبہ کا فائدہ اٹھا کر اس عقیدے سے دست کش نہ ہو جائیں۔

(۶) "اب اس کی کیا گنجائش باقی رہ گئی کہ آج تک ابن صیاد پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا رہے؟" یہاں ہم اس بات کی یقین دہانی کرا دیں کہ عقیدہ اسلاف میں ابن صیاد کو دجال قرار دینے والے گنتی کے چند افراد ہیں، جمہور امت نے اس کے دجال ہونے کو تسلیم نہیں کیا اس لئے بلا امتیاز سب کو ایک ہی ترازو میں تولنا درست نہیں، پھر دوسری بات یہ ہے کہ مولانا مودودی کی ساری تحریر کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ ابن



صیاد مرچکا ہے جب کہ صحیح روایات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

﴿فَلَقَدْ نَا ابْنِ صَيَادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ﴾

”ہم نے حرہ کے دن ابن صیاد کو گم پایا۔“

الغرض! روایات سمجھ کر دیکھتے ہوئے اس بات سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔

(۷) ”تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو حضور ﷺ نے اس وقت تک

تقریباً صحیح سمجھا تھا، مگر کیا ساڑھے تیرہ سو برس تک بھی اس شخص کا ظاہر نہ ہونا جسے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے جزیرے میں محبوس دیکھا تھا، یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ اس نے اپنے دجال ہونے کی جو خبر حضرت تمیم رضی اللہ عنہ کو دی تھی وہ صحیح نہ تھی؟“

مولانا مودودی کا یہ معصومانہ سوال فن حدیث سے جس اظہار عدم علم پر دلالت کر رہا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے، ایک طرف مولانا اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو صحیح سمجھ لیا تھا، اور دوسری طرف تشکیک و تردید سے بھرپور یہ سوال بھی پوچھتے ہیں کہ اگر یہ خبر صحیح ہوتی تو اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اب تک جزیرے میں محبوس شخص ظاہر کیوں نہیں ہوا؟

اگر ایسا سوال کوئی اور کرتا تو میں اس سے پوچھتا کہ ذرا مجھے اس حدیث کا مطلب تو سمجھا دو جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے اور قیامت کو دو انگلیوں کی طرح متصل بھیجا گیا ہے، آپ کے انتقال کو تو چودہ صدیاں گزر چکی ہیں اب تک قیامت آ کیوں نہیں چکتی؟

اگر ساڑھے تیرہ سو برس کا زمانہ اتنا ہی طویل ہے تو اب تک قیامت کو برپا ہوئے بھی ایک زمانہ گزر جانا چاہئے تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات و حقائق اس کے خلاف ہیں، پھر ہمارے اکابر کی ایک بہت بڑی جماعت بلکہ جمہور علماء کرام جزیرے میں محبوس اسی شخص کو دجال سمجھتے ہیں جس نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اپنے دجال ہونے کی خبر دی تھی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ

عنہ کے اس بیان کو اپنی احادیث کے لئے بطور حجت و تائید کے پیش فرمایا اور اس موافقت و مطابقت پر اپنی مسرت کا اظہار بھی فرمایا۔

بالغرض اگر یہ بات غلط ہوتی تو حضور ﷺ کا اس کو بطور تائید ذکر فرمانا اور اس سے سرور ہونا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟ جب کہ مولانا مودودی خود بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو صحیح سمجھا تھا۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر یہ عرض کر دوں کہ مولانا مودودی ہمارے قابل احترام اور واجب تکریم بزرگ رہے ہیں، یہاں ان کے نظریات پر جو گرفت کی گئی ہے۔ العیاذ باللہ اس میں ان کی توہین یا تحقیر کا کوئی ساشائہ بھی مؤلف کے ذہن میں موجود نہیں تاہم احتیاق حق اور ابطال باطل چونکہ ایک فریضہ ہے اس لئے اپنی ناقص فہم کے مطابق اس کا تجزیہ کرنا ضروری محسوس ہوا۔

### جناب شبیر احمد از ہر میرٹھی کا نظریہ خروج دجال

احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ پیش کرنے والے ان بزرگ کی تحریر کردہ کتاب کے عقب میں ان کے تعارف کا ایک جملہ ان کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد دے گا۔

”وہ صاحب رائے اور مجتہد عالم ہیں، اصولاً حنفی ہونے کے باوجود تقلید جامد پر عامل نہیں، قرآن کی تفسیر اور حدیث کی شرح و توضیح میں انہوں نے کسی فقہی اسکول، کلامی کتب فکر اور کسی جماعت و تنظیم یا شخصیت کی جامد پیروی نہیں کی، بلکہ خالص قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیق کی ہے اور بغیر کسی خوف و تردید کے جرأت کے ساتھ اپنی علمی آراء و تحقیقات کا اظہار کیا ہے۔“

اگرچہ فاضل محترم کوئی ایسی معروف و مشہور شخصیت نہیں جن کے افکار و نظریات کی تجزیہ نگاری ضروری ہو لیکن یہ سوچ کر چند سطریں سپرد قلم کرنے کا داعیہ پیدا



ہوا کہ ہمارے ناشرین حضرات کو اس بات کی طرف متوجہ کیا جاسکے کہ وہ ہر کس و نامکس کی تحریرات کو کتابی صورت میں شائع کر کے اپنے نام، احوال کو جو قیصل نہ کیا کریں، اگر اشاعتِ علم کا جذبہ قلب و جگر میں اتنا ہی موجزن ہو تو اکابر علماء کرام کی تحقیقات و تصنیفات کو عمدہ بنانے پر شائع کیا جائے تاکہ کسی کا فائدہ نہ ہو۔ ورنہ جتنے لوگ اس قسم کی زانکناہ اور گمراہ کن کتابوں کو پڑھ کر گمراہ ہوں گے، ان سب کا وبال ان ناشرین پر بھی آئے گا اس لئے ناشرین کتب سے عموماً اور غزنی شریعت کے ”دارالذکیر“ کے مالکان سے میری یہ درد مندانه گزارش ہوگی کہ آپ نے شبیر احمد ازہر صاحب کی جو کتاب شائع کی ہے، آئندہ اس کی اشاعت کا ارادہ ترک کر دیں اور مستند علماء کرام کی تحریرات کی اشاعت کا اہتمام کریں۔

ہم اپنے با توفیق قارئین سے ابتداء میں ہی معذرت کر لیں کہ فاضل مذکور نے حضرات محدثین کے لئے جو نازیبا زبان استعمال کی ہے۔ صرف حوالہ کے طور پر ایک دو مقامات سے ہی نقل کی جائے گی ورنہ اس کے تصور سے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں چہ جائیکہ قلب و جگر میں وہ باتیں آئیں۔ چنانچہ فاضل مذکور اپنی کتاب کی ابتداء میں تحریر فرماتے ہیں۔

”افسوس کہ مسلمانوں میں راویانِ حدیث کا طبقہ خاص طور سے ایسا رہا ہے جس میں دجال قسم کے لوگ بہت تھے، مسیح و جال کے متعلق جو حدیثیں مروی ہیں وہ زیادہ تر ایسے ہی راویوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری اور امام مسلم بن حجاج قشیری ناقدانِ حدیث میں سے تھے، مگر ان دونوں بزرگوں سے بھی خروجِ دجال سے متعلق حدیثوں کو پرکھنے میں چوک ہوئی ہے۔ امام بخاری سے نسبتاً کم اور امام مسلم سے زیادہ ضرورت ہے کہ اس سلسلے کی ایک حدیث کو روایت و درایت کے مسلمہ معیار پر پرکھا جائے۔“ (احادیثِ دجال کا تحقیقی مطالعہ ص ۱۱)

اس کے بعد فاضل مذکور نے ایک ایک کر کے ۳۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایاتِ جمع تریدہ و حوالہ نقل فرمائی ہیں اور حضرات محدثین تو کچھ، بعض صحابہ پر بھی وہ زبانِ طعن و دراز کی ہے کہ الامان والحفیظ۔

میں یہاں فاضل محترم سے اس پوری کتاب کو پڑھنے کے بعد صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ مسلمانوں میں راویانِ حدیث کا کوئی ایسا طبقہ اگر ہو جو ان کی تحقیقات کے مطابق روایت و درایت کے مسلمہ معیار پر پورا اترتا ہو تو کیا وہ اس کی نشاندہی فرمائیں گے؟

عقل و خرد اس مقام پر پہنچ کر اپنا سر پیٹ لیتی ہے کہ مسلمانوں کے جس فن اسما الرجال کی نظیر پیش کرنے سے مذاہبِ عالم عاجز و قاصر ہیں، اور تو اور انگریز مصنفین نے اس سلسلے میں حضرات محدثین کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا ہے، آخر تاریخ کے ان اوراق کا کیا کیا جائے جن میں حضرات محدثین کے حزم و احتیاط کے پیش آمدہ حقیقی واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کیا متحیی بن معین نے اپنے والد کی بابِ حدیث میں تضعیف نہیں کی؟ کیا جرح و تعدیل کے میدان میں محدثین کو اپنے گھربار سے دست کش نہیں ہونا پڑا، تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہ ایک محدث نے ایک شخص پر جرح کی کہ اس کی روایت معتبر نہیں، اس شخص کے حمایتیوں نے ان محدث کا گھر جلا دیا کہ ان پر جرح کیوں کی؟ بڑی مشکل سے وہ محدث اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو سکے لیکن اس حق سے دست بردار نہیں ہوئے۔

امام بخاریؒ کی سولہ سالہ طویل محنت و جدوجہد کس صاحبِ علم سے مخفی ہے، کیا عقلِ انسانی باور کر سکتی ہے کہ چھ لاکھ احادیث کے ذخیرے میں سے صرف ۵۶۳ احادیث بشمول مکدرات جمع کرنے والی اس عبقری شخصیت سے غلطی ہو گئی اور وہ احادیثِ دجال کو قبیح اور تحقیقی معیار پر صحیح طرح پرکھ نہ سکے جس کی وجہ سے چودھویں صدی کے محققین کو یہ محنت کرنا پڑ رہی ہے۔

پھر یہ نکتہ بھی خوب رہا کہ امام بخاریؒ سے یہ غلطی نہ پتہ کم ہوئی ہے اور امام مسلمؒ سے زیادہ۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو امام مسلمؒ نے سلسلہ دجال کی احادیث ایک ہی جگہ انہی ذکر کر دی ہیں جب کہ امام بخاریؒ نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق مناسبت مقام کے لحاظ سے مختلف مواقع پر احادیث دجال کی تخریج کی ہے اور اگر ان تمام احادیث کو جمع کیا جائے جو صرف امام بخاریؒ نے اس سلسلے میں نقل کی ہیں تو ان کی تعداد امام مسلمؒ کی تخریج سے یقیناً زیادہ ہوگی پھر بھی امام بخاریؒ سے غلطی کم ہوئی ہے اور امام مسلمؒ سے زیادہ۔ شاید اس پیچیدگی کو فاضل مذکور حل فرما سکیں۔

اب آخر سے بھی فاضل مذکور کی تحقیق ملاحظہ فرما لیجئے۔

”پس دجال کے متعلق صرف دو ہی حدیثیں صحیح ہیں۔ ایک مغیرہ بن شعبہؒ کی یہ حدیث، اس کا پس منظر غالباً یہ ہے کہ دجال کذاب مسیلہ کے متعلق طرح طرح کی باتیں عام اہل مدینہ میں ہونے لگی تھیں اور آنحضور ﷺ کی یہ دعا بھی معروف تھی کہ خدایا مسیح دجال کے شر سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ لوگوں کو خیال ہونے لگا کہ یہ مسیلہ ہی وہ دجال کذاب ہے، مغیرہ بن شعبہؒ نے وہ باتیں سن کر آپ سے اس کے متعلق پوچھا تھا۔

دوسری صحیح حدیث آپ کی دعائے مذکور ہے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمرو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، اس دعا کا مطلب میں بتا چکا ہوں کہ مراد فتور و مفسد شخص ہے، کوئی بھی ہو کہیں بھی ہو، وہ کوئی خاص عجیب و غریب شخص نہیں ہے جس کے ظہور و خروج کی رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہو۔“

(احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ ص ۱۲۹، ۱۳۰)

مقام شکر ہے کہ خروج دجال کی دو حدیثیں ہی صحیح نکل آئیں ورنہ بظاہر اس کی

بھی امید نہیں تھی، گو کہ فاضل مذکور نے امت مسلمہ کے مجموعی جذبات کو بخش ضرور پہنچائی ہے اور دجال کا لغوی معنی مراد لے کر اصطلاحی معنی سے یکسر منکر ہو گئے ہیں تاہم راقم الحروف کا احساس ہے کہ یہ ”تقلید جادہ“ سے نکلنے ہی کی محسوس ہے۔ اعاذ باللہ منہا

### ﴿منکر بن خوارق دجال﴾

بعض اہل علم حضرات نے خروج دجال کو تو اسلامی عقائد میں شمار کیا ہے لیکن دجال کے ہاتھوں ظاہر ہونے والے خوارق کو وہ خیالات، تصویبات اور شعبہ بازی قرار دیتے ہیں۔ اس موضوع پر قدرے تفصیلی گفتگو نقل کی جا چکی ہے، تاہم یہاں اتنا مزید ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اکابر محدثین و شراح نے خوارق دجال کے بارے میں ایک قول ”شعبہ بازی“ کا بھی ذکر کیا ہے لیکن اس پر ہزم کسی نے ظاہر نہیں کیا سوائے امام طحاویؒ، ابن حزمؒ، غیریہ کے۔

متاخرین میں اگر کسی اہم شخصیت نے خوارق دجال کو شعبہ بازی قرار دیا ہے تو وہ علامہ انور شاہ صاحبؒ ہیں جنہوں نے بڑی شد و مد سے خوارق دجال کے حقیقت ہونے کی تردید کی ہے۔ حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجہود ص ۵ ص ۱۱۲ پر صرف دجال کے پہلے طویل دن کو شعبہ بازی قرار دیا ہے، دیگر خوارق کے بارے میں ان کا یہ نظریہ نہیں ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے نظریے کی تحقیق و توضیح سے پہلے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ کی ایک تحریر کا حوالہ دینا میں ضروری سمجھتا ہوں تاکہ بات خوب واضح ہو جائے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ ”دجال کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خوارق“ کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

”جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا قیامت سے پہلے دجال کے ظہور سے

متعلق حدیث نبوی کے ذخیرہ میں اتنی روایتیں ہیں جن کے بعد اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ قیامت سے پہلے و جال کا ظہور ہوگا، اسی طرح ان روایات کی روشنی میں اس میں بھی کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ہاتھ پر بڑے غیر معمولی اور محیر العقول قسم کے ایسے خارق عادت امور ظاہر ہوں گے جو بظاہر مافوق الفطرت اور کسی بشر اور کسی بھی مخلوق کی طاقت و قدرت سے باہر اور بالاتر ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی (جس کا مندرجہ بالا حدیث میں بھی ذکر ہے) اور مثلاً یہ کہ وہ بادلوں کو حکم دے گا کہ بارش برے اور اس کے حکم کے مطابق اسی وقت بارش ہوگی۔ اور مثلاً یہ کہ وہ زمین کو حکم دے گا کہ کھیتی اگے، اور اسی وقت زمین سے کھیتی اگنی نظر آئے گی۔ اور مثلاً یہ کہ جو خدا ناشناس اور ظاہر پرست لوگ اس طرح کے خوارق دیکھ کر اس کو خدا مان لیں گے ان کے دنیوی حالات بظاہر بہت ہی اچھے ہو جائیں گے اور وہ خوب پھولتے پھلتے نظر آئیں گے اور اس کے برخلاف جو مؤمنین مساقمین اس کے خدائی کے دعوے کو رد کر دیں گے اور اس کو دجال قرار دیں گے۔ بظاہر ان کے دنیوی حالات بہت ہی ناسازگار ہو جائیں گے اور وہ فقر و فاقے میں اور طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا نظر آئیں گے۔ اور مثلاً یہ کہ وہ ایک اچھے طاقتور جوان کو قتل کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور پھر وہ اس کو اپنے حکم سے زندہ کر کے دکھا دے گا اور سب دیکھیں گے کہ وہ جیسا سندرست و توانا جوان تھا ویسا ہی ہو گیا۔۔۔۔۔

الغرض! حدیث کی کتابوں میں و جال کے ہاتھ پر ظاہر

ہونے والے اس طرح کے محیر العقول خوارق کی روایتیں بھی اتنی کثرت سے ہیں کہ اس بارے میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ اس کے ہاتھ پر اس طرح کے خوارق ظاہر ہوں گے۔۔۔ اور یہی بندوں کے لئے امتحان اور آزمائش کا باعث ہوں گے۔

اسی طرح کے خوارق اگر انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو معجزہ کہا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کرام کے وہ معجزات جن کا ذکر قرآن مجید میں بار بار فرمایا گیا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ شق القمر اور دوسرے معجزات جو حدیثوں میں مروی ہیں۔ اور اگر ایسے خوارق انبیاء علیہم السلام کے قبیعین، مؤمنین، صالحین کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو کرامت کہا جاتا ہے جیسے کہ قرآن پاک میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اور اس امت محمدیہ کے اولیاء اللہ کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں واقعات معلوم و معروف ہیں۔۔۔۔۔ اور اگر اسی طرح کے خوارق کسی کافر و مشرک یا فاسق و فاجر داعی ضلالت کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو ان کو استدراج کہا جاتا ہے، دجال کے ہاتھ پر جو خوارق ظاہر ہوں گے وہ استدراج ہی کے قبیل سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے، انسان میں خیر کی بھی صلاحیت رکھی گئی ہے اور شر کی بھی، اور ہدایت اور دعوت الی الخیر کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے اور اس کے ناسپین قیامت تک یہ خدمت انجام دیتے رہیں گے اور اضلال اور دعوت شر کے لئے شیطان اور انسانوں اور جنات میں سے اس کے

چیلے چائے بھی پیدا کیے گئے جو قیامت تک اپنا کام کرتے رہیں گے۔ ... بنی آدم میں خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ہدایت اور دعوت الی الخیر کا کمال ختم کر دیا گیا، اب آپ ہی کے ماتحتین کے ذریعے قیامت تک ہدایت و ارشاد اور دعوت الی الخیر کا سلسلہ جاری رہے گا۔۔۔۔۔ اور انشا اللہ اور دعوت شرک کمال و جال پر ختم ہوگا اور اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور استدراج ایسے غیر معمولی اور محیر العقول خوارق دیئے جائیں گے جو پہلے کسی داعی مٹلال کو نہیں دیئے گئے۔ الخ۔ (حارف الحدیث ج ۳ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

علامہ انور شاہ صاحب فیض الباری ج ۳ ص ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

و اعلم انه لا يكون مع الدجال إلا تخيلاً ليس لها حقائق، فلا يكون لها ثبات، وإنما يراه الناس في أعينهم فقط (دجال کے ساتھ وہ کرشمہ ہوگا جیسا آج کل ہداری راستہ میں دکھاتا ہے اس میں پائیداری نہیں ہوتی)، ولكن نقل الشيخ المجدد السمرهندی حكاية في ذلك تدل على أن تخيلات المشعبدین لها أيضاً حقيقة، قال: إن رجلاً جاء عند ملك، وقال له: إنه يريد أن يريه شعبدة، فأجازه، ففعل، حتى خيل إلى الناس أنه خلق حديقة نفيسة، فلما تمت تلك الحديقة، وهم ينظرون، أمر الملك أن يضرب عنقه، وهو لا يشعر به، وقد كان الملك سمع من أفواه الناس أن التخييل يتبع صاحبه، فإن قتل يبقى كما هو، فبقيت تلك الحديقة، حتى أكل منها؛ قلت: ولو كان الشيخ سمي هذا الملك، أو عين المكان، لكان في أيدينا أيضاً سبيل إلى تحقيقه،

حتى نعلم صدق الحكاية من كذبتها، ويمكن أن يكون الشيخ الأجل قد بلغه ما بلغه من أفواه الناس، فإنه لم ينقل مشاهدته بعينه، وإنما نقل ما بلغ عنده، ففقه احتمال بعيد، وصرح الشيخ الأكبر في "الفصوص" أن في الإنسان قوة يخلق بها في الخارج ما شاء، وأراد، وقد أقربه اليوم أهل أوروبا أيضاً، وأريت في رسالة تسمى (بديده و دانش) أن رجلاً من أهل أوروبا قصد أن يذهب إلى موضع فلان، فوجد في ذلك المكان على أثره، مع أنه لم يتحرك من مكانه، فهذا تصور للخيال، فإنه لم يذهب، ولا تحرك على مكانه، ولكن صار خياله مصوراً بقوته، إلا أن ما نقله الشيخ المجدد فوق ذلك، فإنه يدل على بقاء هذا المخيل أيضاً، أما تصور الخيال، و تمثله، فمما لا ينكر، وقد أقربه ابن خلدون أيضاً أنه يمكن إنزال الصورة من المخيلة إلى الخارج، ثم ذكر حقيقته أنها لا تكون فيها إلا الكمية، ولا تكون فيها المادة.

قوله: [و أنه يجي معه تمثال الجنة، و النار] و المراد من التمثال ما قررنا آنفاً، أي تخيلات المشعبدین، ..... جان لیوئے! کہ دجال کے ساتھ جو چیزیں ہوں گی وہ صرف تخيلات ہوں گے جن کی کوئی حقیقت نہ ہوگی اسی لئے ان کو دوام حاصل نہ ہوگا بلکہ صرف لوگوں کو دیکھنے میں ایسا محسوس ہوگا (دجال کے ساتھ وہ کرشمہ ہوگا جیسا آج کل ہداری راستہ میں دکھلاتا ہے، اس میں پائیداری نہیں ہوتی) لیکن شیخ مجدد سرہندی نے اس سلسلے میں



ایک حکایت نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شعبہ بازوں کے تخیلات کی بھی حقیقت ہوتی ہے چنانچہ شیخ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کسی بادشاہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں آپ کو ایک شعبہ بازی دکھانا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اجازت دے دی تو اس نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا اور لوگوں کو یہ محسوس ہوا جیسے اس نے بڑا عمدہ اور نفیس باغ بنایا ہو۔ لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے ابھی باغ کی تخلیق مکمل ہوئی تھی کہ بادشاہ نے اس کی لاشعوری میں اس کی گردن مار دینے کا حکم دے دیا کیونکہ بادشاہ نے لوگوں کی زبانی سن رکھا تھا کہ تخیل اپنے خالق کے تابع ہوتی ہے اگر اسے قتل کر دیا جائے تو وہ چیز اسی طرح باقی رہتی ہے، چنانچہ وہ باغ باقی رہا اور بادشاہ نے اس کے پھل بھی کھائے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر شیخ نے اس بادشاہ کا نام لیا ہوتا یا جگہ کی تعیین کی ہوتی، پھر بھی ہمارے ہاتھوں میں اس کی تحقیق کرنے کا راستہ موجود ہوتا اور ہم یہ معلوم کر لیتے کہ یہ حکایت سچی ہے یا جھوٹی اور یقین ممکن ہے کہ شیخ نے یہ حکایت لوگوں کی زبانی سن کر آگے نقل کی ہو کیونکہ انہوں نے اپنا چشم دید مشاہدہ نقل نہیں کیا بلکہ لوگوں سے سنی ہوئی بات نقل کی ہے اس لئے اس میں اپنے مقصد کا اثبات احتمال بعید ہے۔

شیخ اکبر نے "نصوح" میں تصریح کی ہے کہ انسان میں ایک ایسی قوت ہے جس کے ذریعے وہ اپنے ارادے اور مرضی کے مطابق جو چیز چاہے، خارج میں پیدا کر سکتا ہے اور دور جدید میں اہل یورپ نے بھی اس کو ثابت کیا ہے اور میں نے خود "دیدہ و دانش" نامی ایک رسالہ میں پڑھا ہے کہ ایک یورپین نے کسی جگہ

جانے کا ارادہ کیا تو اپنی جگہ سے حرکت کے بغیر وہ اسی لئے اس مطلوبہ جگہ تک پہنچ گیا۔ اب یہ ایک خیالی تصور ہے کیونکہ وہ اس جگہ سے تو نہیں گیا بلکہ اس نے اپنی جگہ سے حرکت ہی نہیں کی البتہ اس نے اپنی فطری طاقت استعمال کی تو اس کا تخیل ایک خاص صورت میں ظاہر ہو گیا، اس کے باوجود شیخ مجدد سرہندی کی ذکر کردہ حکایت تو اس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ اس تخیل شدہ چیز کی بقاء پر بھی دلالت کرتی ہے ہاں! کسی خیالی چیز کی تصویر اور تمثیل کا سامنے آ جانا ان چیزوں میں سے ہے جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور ابن خلدون نے بھی اس حقیقت کا اقرار کیا ہے کہ خیالی چیز کو خارج میں تصویری شکل میں لانا ممکن ہے اور اس کی حقیقت یہ ذکر کی ہے کہ اس میں صرف کیت ہوتی ہے، مادہ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

"و جلال کے ساتھ جنت اور جہنم کی تمثیل بھی ہوگی" یہاں بھی تمثیل سے مراد وہی ہے جو ابھی ہم ذکر کر چکے یعنی شعبہ بازوں کے

تخیلات

یہاں سب سے پہلی بات تو یہ قابل غور ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس قول کا انتساب کسی بزرگ کی طرف نہیں کیا جس سے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ان کی اپنی ایک رائے ہے اور علمی تحقیقات میں آراء کا اختلاف مشہور و معروف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اتنی بات تو حضرت شاہ صاحبؒ کو بھی تسلیم ہے کہ خیالی چیز کو خارج میں تمثیل کے طور پر پیش کیا جانا ناممکن ہے البتہ اس میں "بقاء" کا قائل ہونا مشکل ہے جب کہ شیخ سرہندیؒ اس میں "بقاء" کے بھی قائل ہیں اگر حضرت شاہ صاحبؒ کے قول کو تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی اس کو شعبہ بازی سے تعبیر کرنا شاید مشکل ہو البتہ اس کو "استدراج" کہنا زیادہ موزوں ہوگا جیسے حضرت مولانا بدر عالم مبارک مدنیؒ نے

تصریح کی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی حدیث میں جو "اھون علی اللہ من ذلک" کا لفظ ہے اس کے مفہوم اور مطلب میں حضرت شاہ صاحبؒ کو دیگر اکابر کی رائے سے اختلاف ہے اور ان کے نزدیک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دجال کی حیثیت اتنی نہیں ہے کہ وہ اپنے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ اور پانی کی نہریں لئے پھرا کر سے بلکہ یہ صرف ایک شعبہ بازی ہوگی جب کہ دیگر اکابر کے نزدیک حدیث کا مطلب وہ ہے جو ابن حجرؒ نے فتح الباری میں قاضی عیاض کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے یہاں دجال کی اتنی وقعت نہیں کہ وہ مسلمانوں کے دلوں میں کسی قسم کے شلوک و شبہات پیدا کر سکے اور ان کو گمراہ کر سکے۔ ہمارے اکابر نے اسی دوسری رائے کو ترجیح دی ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق کو ایک علمی تحقیق کے طور پر نقل کیا ہے۔ اس پر جزم ظاہر نہیں کیا۔ واللہ اعلم

## باب ششم

### فتنہء دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر

دجالی فتنہ سے بچاؤ کا راستہ، کیا موجودہ حالات کو خروج دجال کا پیش منظر قرار دیا جاسکتا ہے؟

## ﴿فتنہ و دجال سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر﴾

اسلام اور دوسرے ازموں کے درمیان یہ چیز ایک حد فاصل کا کام دیتی ہے کہ اگر اسلام میں کسی چیز کا کوئی نقصان ذکر کر کے اس سے روک تھام اور ممانعت کے احکام جاری کئے جاتے ہیں تو انسانیت کو یوں ہی سسکتا اور بلکتا ہوا چھوڑ نہیں دیا جاتا بلکہ اس کا متبادل اور نعم البدل ضرور مہیا کیا جاتا ہے چنانچہ اس کی سیکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً اسلام میں سود کو ایک لعنت زدہ اور حرام فعل قرار دیا گیا ہے، اس کا متبادل اسلامی قانون میں آپ کو ”مضاربہ“ کے نام سے مل جائے گا۔ اسلام میں زنا حرام ہے، اس کا متبادل نکاح موجود ہے، اسلام میں غصہ حرام ہے لیکن شجاعت اس کا متبادل موجود ہے۔

اسی طرح یہ بھی اسلام کی ایک خوبی ہے کہ جب وہ کسی چیز کے فتنے سے انسانیت کو آگاہ کرتا ہے اور اس کے مناسد کو اپنے پیروکاروں کے سامنے کھولتا ہے تو اس سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر بھی ذکر کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا ہے، چنانچہ آپ زیر بحث موضوع ہی کو لے لیجئے کہ اسلام میں فتنہ و دجال کو کس قدر اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن ذکر برائے ذکر پر اکتفاء کرنے کے بجائے اسلام نے اس فتنے سے بچاؤ کی مختلف عملی و علمی تدابیر بھی سکھائیں تاکہ وقت آنے پر کسی مسلمان کو کسی بھی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

فتنہ و دجال سے بچاؤ کی تدابیر کو ہم دو حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) علمی تدابیر

(۲) عملی تدابیر

علمی تدابیر درج ذیل ہیں۔

- (۱) دجال کے ساتھ بشری تقاضے بھی ملگے ہوں گے، کھانا پینا، سونا چاندی، اٹھنا بیٹھنا، آنا جانا ان سب سے اس کو واسطہ پڑے گا جو اس کے دعویٰ ربوبیت کی تکذیب کے لئے کافی سے زیادہ ہوں گے۔

(۲) دجال کا تاہوگا۔

(۳) اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ اس طرح لکھا ہوگا۔ ک۔ ف۔ ر۔

(۴) مرنے سے پہلے دنیوی آنکھوں سے دنیا کے اندر ہی کوئی شخص روایت باری تعالیٰ سے مشرف نہیں ہو سکتا تو دجال کیسے خدا ہو سکتا ہے؟ وہ تو سب کے سامنے ہوگا وغیرہ اور عملی تدابیر حسب ذیل ہیں۔

## (۱) اسلام کو مضبوطی سے تھامنا

ضعیف الاعتقاد لوگ دجال کے فتنے میں بہلا ہو جائیں گے، اس لئے اپنے آپ کو ایمانی اسلحہ سے مسلح کرنا اور جل اللہ الوثقی سے مضبوط تمسک ہی نجات مسلم کا سبب بن سکے گا۔

## (۲) اعمال صالحہ میں مسابقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مسند احمد کی یہ روایت ذکر کی جا چکی ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کر لو، منجملہ ان کے ایک دجال بھی ہے اس لئے خروج دجال سے پہلے اپنے آپ کو اعمال صالحہ کی طاقت سے مضبوط کرنا ہوگا۔

## (۳) دجال کے چہرے پر تھوک دینا

اگر دجال کا سامنا ہو ہی جائے تو پھر اپنی نفرت اور غیظ و غضب کا اظہار کرنے کے لئے اس کے چہرے پر تھوک دینا بھی بچاؤ کا ایک حیلہ ہوگا چنانچہ طہرانی میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی منقول ہے:

﴿فَمَنْ لَقِيَهِ مِنْكُمْ فَلْيُفْل فِي وَجْهِهِ﴾

”کہ تم میں سے جو شخص اس سے ملے، اسے چاہئے کہ وہ اس کے چہرے پر تھوک دے۔“

## (۴) دجال کے شر سے پناہ مانگنا

حضرت ابو قتادہ کی یہ حدیث عنقریب گذر چکی ہے کہ جس شخص کا دجال سے آمنا سامنا ہو جائے اگر وہ یہ کہہ دے کہ ”تو ہمارا رب نہیں، ہمارا رب اللہ ہے، اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اور ہم اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیرے شر سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں“ تو دجال اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

## (۵) نماز میں فتنہ دجال سے حفاظت کی دعا کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت گذر چکی ہے کہ حضور ﷺ نماز میں فتنہ دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے، دعا کے الفاظ یہ ہیں:

﴿اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبْکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ اَعُوْذُبْکَ مِنْ فِتْنَةِ

الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ، وَ اَعُوْذُبْکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ﴾

جن حضرات کو یہ دعا یاد نہ ہو، وہ اس کو یاد کریں اور نماز میں ”رب اجعلنی مقيم الصلوۃ“ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھ کر سلام پھیرا کریں۔

## (۶) سورہ کہف کا یاد کرنا

قرآن کریم کے چند روایوں پارے میں دوسرے نصف سے یہ سورت شروع ہوتی ہے اور سولہویں پارے کے تیسرے رکوع پر جا کر ختم ہوتی ہے، اس سورت کی برکات بیشمار ہیں اور اس سے بڑھ کر برکت کیا ہوگی کہ جو شخص اس سورت کو یاد کر لے وہ فتنہ دجال سے محفوظ اور مامون ہو جائے گا۔

بعض روایات میں یہ فضیلت پوری سورہ کہف پڑھنے پر وارد ہوئی ہے، بعض میں سورہ کہف کی ابتدائی دس یا تین آیات کا ذکر ہے اور بعض میں آخری دس یا تین کا ذکر ہے اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ پوری سورہ کہف ہی یاد کر لی جائے، لیکن اگر ایسا کرنا



ممکن نہ ہو تو ابتداء اور اختتام کی دس دس آیتیں یاد کر لی جائیں، ہمارے درجے میں کم از کم تین آیات تو ہر مسلمان لازماً یاد کرے اور اپنے بچوں اور ماتحتوں کو اس کی طرف خوب اہتمام کے ساتھ متوجہ کرے۔

### (۷) حرمین شریفین کی رہائش اختیار کرنا

چونکہ دجال کا داخلہ حرمین شریفین میں ممنوع ہوگا اور وہاں اس کی فتنہ انگیزی کا اثر نہیں پہنچے گا، اس لئے جو شخص فتنہ دجال سے بچنا چاہے اور استطاعت بھی رکھتا ہو، وہ ان دونوں شہروں میں کسی ایک کی سکونت اختیار کر لے، گو آج کل بظاہر سعودی عرب کے ویزے میں دشواری تو پیش آتی ہے، پھر خاص حرمین شریفین میں رہائش کا مسئلہ اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے لیکن کوشش کی جائے تو اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں۔

### (۸) دجال کے قرب سے بچنا

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اگر کوئی عجیب و غریب خبر سنے تو اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے، اسی طرح جب خروج دجال کی خبر مشہور ہوگی تو لوگ چاہیں گے کہ ذرا اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں تو سہی کہ دجال کیسا ہوتا ہے؟ ہم نے کون سا اس کی بات مانتی ہے؟ جو شخص یہ سوچ کر اس کے قریب چلا گیا تو واپسی پر اس کے دل میں شکوک و شبہات کا ایک جال بچھ چکا ہوگا اس لئے ہر ممکن کوشش کرے کہ اس سے دور رہے۔

### (۹) تسبیح و تکبیر و تہلیل

چونکہ خروج دجال کے وقت مسلمانوں کی غذا ہی تسبیح و تکبیر ہوگی اس لئے اس کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہئے۔  
اللہ تعالیٰ ہم سب کی فتنہ دجال سے حفاظت فرمائیں۔ آمین

### ﴿دجال کی ہلاکت پر ایک شبہ اور اس کا جواب﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان دنیا سے نزول اجلال فرمائیں گے تو اس کا سب سے بڑا مقصد دجال کو اس کے عبرت ناک اور منطقی انجام سے دوچار کرنا ہوگا اور دوسرا بڑا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت ہوگی جس کے لئے وہ کفار کو دعوت اسلام پیش کریں گے اور بصورت انکار ان سے جہاد کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کو چین چین کر قتل کروادیں گے۔

احادیث کے مطابق نزول کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ جس کا فر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ وہیں مر جائے گا، بہت سے کافر اور یہودی دم عیسوی کی وجہ سے ہی ہلاک ہو جائیں گے، بقیہ میں بھگدڑ مچ جائے گی، کوئی دیوار کے پیچھے پناہ ڈھونڈے گا تو کوئی درخت کو جائے پناہ بنائے گا لیکن اس دن انہیں کہیں پناہ نہ مل سکے گی اور دم عیسوی سے بچ کر بھاگنے والے مسلمانوں کی تیغ خارا شکاف کا شکار ہونے لگیں گے اور شجر و حجر اس سلسلے میں ان کی نشاندہی کر کے مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں گے اور یوں عالمی یہودی حکومت کا محل گھر وندا بن کر زمین پر آ رہے گا۔

اس موقع پر یہ سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ جب ”دم عیسوی“ کی اتنی تاثیر ہے تو پھر دجال کو قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کا اثر پہنچتے ہی اسے مر جانا چاہئے، نیز سے قتل کرنے کا کیا مطلب؟

اس سوال کا جواب اگرچہ منسا کنی مرتبہ گزر چکا ہے لیکن صراحتاً دوبارہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر دجال کو قتل کئے بغیر چھوڑ دیں تب بھی وہ صرف انہیں دیکھ کر ہی نمک کی طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسا کہ روایات میں آتا ہے معلوم ہوا کہ دم عیسوی کا اثر دجال پر بھی ہوگا جس کی تاب نہ لا کر وہ پگھلنا شروع ہو

جائے گا اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا اور چونکہ تقدیر خداوندی میں اس کا قتل ”حربہ“ نہیں ہے: ”وَنَاكُمَا جَاچِکَا“ اس لئے وہ دم عیسوی سے ہلاک نہ ہوگا۔

رہتی یہ بات کہ سانس تو بے تکلف حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے رہے ہوں گے، اس سے کافروں کا ہلاک ہو جانا اور مسلمانوں کا محفوظ رہنا تعجب خیز بات ہے؟ آخر سانس میں اتنی طاقت کہاں سے آئی کہ وہ کافر اور مسلم کی شناخت کر سکے؟ اس کا جواب ایک مثال سے بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے اور وہ یہ کہ جس طرح مقلطیس لوہے اور دوسری دھاتوں میں فرق کر لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں بھی یہ تاثیر پیدا فرمادیں گے۔

تاہم روایات سے اس کا ثبوت نہیں مل سکا کہ ”دم عیسوی“ کی یہ تاثیر ہمیشہ رہے گی اس لئے اگر یا جوج ماجوج اس تاثیر سے ہلاک نہ ہوں تو محل تعجب یا مقام اعتراض نہیں۔

### کیا موجودہ حالات کو خروج دجال کا پیش منظر قرار دیا جاسکتا ہے؟

یہ سوال اپنی جگہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ دنیا کی اس بحیر العقول ترقی اور زمانہ کی اس برق رفتاری کو آنے والے دجال کا پیش خیمہ قرار دینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ اور حالات حاضرہ کو سورہ کہف پر چسپاں کر کے موجودہ مغربی حالات و واقعات کو ”دجالی فتنہ“ قرار دینا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب تو حضرت مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ کے حوالے سے آگے نقل ہوگا لیکن یہاں یہ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ماضی قریب کی ایک علمی شخصیت نے سورہ کہف کی تفسیر کے تناظر میں حالات حاضرہ ہی کو دجالی فتنہ کے نمایاں خود خال قرار دینے کی سعی یلغ کی ہے تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ خروج دجال کے لئے احادیث طیبہ کے اندر جو علامات اور نشانیاں ذکر کی گئی ہیں۔ ان کا دور دور تک نام و

نشان نہیں جیسا کہ ”علامات خروج دجال“ کے تحت ان نشانوں کا تذکرہ ہو چکا، اس لئے ان حالات میں کسی بھی شرعی یا مغربی ملک کی مادی اور تمدنی ترقی کو دجالی فتنہ کے نمایاں خود خال قرار دینا بظاہر صحیح نہیں ہے جیسا کہ حضرت مہاجر مدنیؒ کی تقریر سے واضح ہوگا۔

اسی طرح مختلف اوقات میں مختلف جماعتوں کی طرف سے یہ نظریہ پیش کیا جاتا رہا ہے کہ فلاں شخص ”دجال“ ہے یا فلاں قوم ”دجال“ کی پیروی کا ہے چنانچہ کوئی کانٹن سائیکس امریکی صدر کو ”دجال“ کہتا رہا اور کوئی موجودہ امریکی صدر ”دجال“ قرار دینے پر مصر ہے، اسی طرح بعض لوگ ترکوں کو پیروکاران دجال میں انہی سے تھیت رہے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ رویہ صحیح نہیں ہے ورنہ اب تک کوئی دن ہم پر سال کے برابر گزر چکا ہوتا، کوئی دن مہینے کے برابر اور کوئی دن ایک ہفتے کے برابر، مگر ایسا نہیں ہوا، اسی طرح دیگر علامات بھی نہیں پائی گئیں مثلاً کانا ہونا، مقطوع الاذان ہونا، پیشانی پر کافر لکھا ہونا وغیرہ اس لئے بلاشبہ کسی کو احادیث میں وارد شدہ ”دجال“ کا مصداق قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

نوٹ: حضرت مولانا بدر عالم صاحبؒ کے حوالے سے یہ اقتباس ترجمان السنہ ج ۳ ص ۴۲۵ تا ۴۲۸ سے ماخوذ ہے۔

### دجالی فتنہ

یہ واضح رہنا چاہئے کہ وہ ”دجالی فتنہ“ جس کا حدیثوں میں تذکرہ آتا ہے اور جس سے تحفظ کا علاج سورہ کہف کی تلاوت کرنا قرار دیا گیا ہے وہ اسی کے دور میں ظہور پذیر ہوگا جب کہ ایک طرف وہ خدائی کا دعویٰ اور اس سے پہلے رسالت کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ساتھ ایسے خارق عادات افعال بھی دکھائے گا جو بظاہر اس کے دعوے کے مؤید نظر آئیں گے اور اس وجہ سے بہت سے لوگوں کے ایمان متزلزل ہو جائیں گے ہمارے زمانے میں مادی ترقیات خواہ کتنی بھی ہو جائیں وہ سب مادی قوانین کے تحت

ہیں ان کو دجالی فتنہ سمجھنا بالکل بے عمل بلکہ خلاف واقع بات ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانے میں جو جدید ایجادات سامنے آرہی ہیں وہ عجیب سے عجیب تر ہیں لیکن موجودہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں سب ہی اس میں شریک ہیں اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے مسابقت میں خوب سرگرم ہیں اور ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میدان کا ہیرو کون ہے اس لئے بھی ان میں سے کسی کو دجالی فتنہ قرار دینا قبل از وقت ہے، بلکہ ان کو اس کے مقدمات میں شمار کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس کا مقدمہ دینی جہل، ضعیف ایمان اور ظنیانی طاقتوں کا ہمہ گیر اقتدار ہے۔

حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ دجال خود یہودی النسل ہوگا اور اس کے تمام تبعین بھی سب یہودی ہی ہوں گے اور من حیث القوم وہی اس پر ایمان لائیں گے اس لئے دجالی فتنہ کا مرکز درحقیقت یہود ہیں اور اس لئے ہمارے زمانے میں یہودی مملکت کا قیام اور ان کی متفرق طاقتوں کا ایک مرکز پر جمع ہونا اور اسی جگہ جمع ہونا جہاں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور مقدر ہے، اگر اس کو دجالی فتنہ کا مقدمہ کہا جائے تو بجا ہوگا اب رہے انصاری تو وہ ابھی تک عیسائیت کے کم از کم دعویدار ضرور ہیں، اور گویا حیوانیت کے آخر نقطہ پر پہنچ چکے ہیں مگر ان کا زبانی دعویٰ اب بھی صلیب پرستی ہی کا ہے۔ ادھر روس گومدئی الوہیت تو نہیں لیکن اس سے بڑھ کر خدائے برحق کا علی الاعلان منکر بھی کوئی نہیں۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد عیسائی تو ان پر ایمان لے آئیں گے جیسا کہ وان من اهل الكتاب (سورہ نساء) کی تفسیر میں آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہودی ایک ایک کر کے قتل ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر وہ کسی درخت کی آڑ میں چھپ کر پناہ لینا چاہے گا تو وہ درخت بول اٹھے گا: ”دیکھو میرے پیچھے یہ یہودی ہے اس کو بھی قتل کرو۔“ اس سوانح حیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنہ کا تمام تر تعلق یہود کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے زمانے کی مادی ترقیات کے ساتھ اس کا تعلق کچھ نہیں ہے اور نہ ان اقوام میں سے خاص طور پر کسی ایک

قوم کے ساتھ ہے جن کے ذریعہ یہ ترقیات سامنے آرہی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر سورہ کہف کے اور اس فتنہ سے تحفظ کے درمیان ربط کیا ہے کہ اسی کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اولاً اصولاً یہ سمجھ لیجئے کہ خوارق جس طرح خود سمیت اور سمیت کے علاقہ سے باہر نظر آتے ہیں اسی طرح جو اعمال ان کے مقابل ہیں وہ بھی سمیت کے علاقہ سے بالاتر ہوتے ہیں مثلاً ”نظر کا لگنا“ سب جانتے ہیں کہ یہ صحیح حقیقت ہے اور گو علماء نے اس کی معقولیت کے اسباب بھی لکھے ہیں مگر بظاہر اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا اسی لئے بہت سے اشخاص تو اب تک اس کے قائل ہی نہیں اور اس کو صرف ایک وہم پرستی اور تخیل سمجھتے ہیں لیکن اس کے دفعیہ کے لئے جو صورتیں بحرب ہیں وہ بھی اکثر اسی طرح غیر قیاسی ہیں۔ اسی طرح نئی جانوروں کے کانے کے جو منتر اور افسوس ہیں وہ اکثر یا تو بے معنی ہیں اور جن کے معنی کچھ مفہوم ہیں بھی ان میں سمیت دفع کرنے کا کوئی سبب ظاہر نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں بہت سی سورتوں کے خواص مذکور ہیں مثلاً سورہ فاتحہ کہ وہ بہت سے الاعلاج امراض کے لئے شفا ہے، اب یہاں ہر جگہ اس مرض اور اس سورت کے مضامین میں مناسبت پیدا کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا بیکار کی سی ہے۔ پھر اس قسم کی ذہنی مناسبات انسانی دماغ ہر جگہ نکال سکتا ہے اس لئے ہمارے نزدیک اس کاوش میں پڑنا مفت کی دوسری ہے۔ لیکن بائیں ہمہ اگر سورہ کہف اور دجالی فتنہ کے درمیان کوئی تناسب معلوم کرنا ہی ناگزیر ہو تو پھر بالکل صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اصحاب کہف بھی کفر و ارتداد کے ایک زبردست فتنہ میں مبتلا ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کے دل مضبوط رکھے اور اسلام پر ان کو ثابت قدم رکھا جیسا کہ اس سورت کے شروع ہی میں ارشاد ہے: ”وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهَا لَقَدْ قُلْنَا اِذَا شَطَطًا۔“



پس جس طرح صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ محفوظ رہے تھے اسی طرح جب دجال کا سب سے زبردست ارتداد کفر کا فتنہ نمودار ہوگا اس وقت بھی صرف امداد الہی ہی سے لوگوں کے ایمان مضبوط رہیں گے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اس سورۃ کا نزول کفار کی فرمائش پر ہوا تھا، اس لئے یہ قصہ ان کے جواب میں ذکر کئے گئے ہیں اور اس مناسبت کا یعنی فتنہ دجال اور سورۃ کہف سے اس سے تحفظ کا کہیں ذکر نہیں آتا صرف ایک قیاس آرائی اور قافیہ بندی ہی کہا جاسکتا ہے اور جس کو حدیث و قرآن سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ ان بے بنی باتوں میں پڑ سکتا ہے۔ دجال سے قبل یہی چند نشانیاں نہیں بلکہ بہت سی علامات مذکور ہیں جن کے اور دجال کے درمیان جوڑ لگانا ایک بڑی دوسری ہے یہاں قرآن کریم نے اپنی صفات میں سے جہاں اپنا ”قیم“ ہونا ذکر فرمایا ہے اور عیسائیت کی تردید فرمائی ہے وہ قرآن کے عام مضامین میں سے ایک اہم مضمون ہے جو متعدد اسالیب سے متعدد سُوَر میں مذکور ہے لیکن ان سُوَر کی تلاوت کو کہیں یاد نہیں آتا کہ دجالی فتنے کے تحفظ کے لئے شمار کیا گیا ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہونہ ہو اس سورۃ خاصہ میں کوئی سبب دوسرا ہوگا۔ ابھی آپ سن چکے ہیں کہ اس سورت کے اول میں چند اشخاص کے تحفظ ایمان کی ایسی عجیب صورت مذکور ہے جس کو قرآن نے اپنے الفاظ میں یوں ادا فرمایا: **وَحَسْبُھُمْ اِیْقَاطُ وِھِمْ رِقْدُہٗ**۔

گو کہ یہ واقعہ قدرت البیہ کے سامنے کچھ تعجب خیز نہ ہو لیکن ایک ضعیف البیان انسان کے لئے ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر وہ اس کی نظروں میں تعجب خیز نظر آئے تو کچھ تعجب نہیں۔ اس واقعہ کو ذکر فرما کر قرآن کریم نے جو نتیجہ خود اخذ کیا ہے وہ اثبات قیامت ہے چنانچہ اس قصہ کو پورا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: **”وَكُلِّلْکَ اَعْرَاسُ عَلَیْھِمْ لَیَعْلَمْنَ اَنْ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَاَنْ السَّاعَۃَ اَیَّۃٌ لَا رَیْبَ فِیْھَا“** اور دجال کی طرف کہیں اشارہ تک یاد نہیں آتا، ہاں حدیث میں بیشک اس سورت کے اوائل کے ساتھ اس کے اواخر کا تذکرہ ملتا ہے۔ اب اگر اوائل میں کھینچا تائی کر کے عیسائیت کو دجال کا فتنہ

قرار دے ڈالا جائے تو پھر اس کے اواخر کے متعلق کیا کہا جائے گا جن میں عیسائیت کی تردید پر کوئی زور نہیں دیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنے سے اور عیسائیت کی تردید سے یہاں کوئی تعلق نہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس فتنے میں روس عیسائیوں سے دو قدم آگے نظر آتا ہے تو پھر یہ بے جوڑ بات کہنے کی ضرورت کیا اور عیسائیوں کے اقدام کو اس کی انتہائی شاعت کے باوجود دجالی فتنہ قرار دے ڈالنے سے غرض کیا۔ اصل یہ ہے کہ بہت سی قومیں جب دجال کا ظہور نہ پاسکیں تو انہوں نے دجال کی احادیث کی پیش گوئیاں پورا کرنے کے لئے خواہ مخواہ کی یہ زحمت اٹھائی۔ یہ زحمت اس زحمت سے کم نہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول اپنے زمانے میں نہ دیکھ کر خود عیسیٰ ابن مریم بننے کی سعی نامقام کی، اگرچہ ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مابین شہر اور نام اور کام اور محل دفن وغیرہ کا اختلاف ہی کیوں نہ ہو مگر اس پر بھی آخر کار انہوں نے ایک عیسیٰ ابن مریم تجویز ہی کر لیا اور لاکھوں انسانوں نے ان کی اس بدیہی غلطی میں تقلید ہی کر ڈالی۔ اسی طرح یہاں عیسائیوں کا جرم تو مسلم ہے مگر انہی کو دجالی فتنہ قرار دے ڈالنا پھر سورۃ کہف کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب سمجھ لینا یہ غلطی ہے جس کا نہ احادیث سے کوئی پتہ لگتا ہے اور نہ تاریخ سے کوئی ثبوت۔ ہاں اگر صرف قیاس آرائی کافی ہو تو بات دوسری ہے، ورنہ عیسائیوں کو تو ان پر ایمان الانا ہے۔ ہاں یہودیوں کو ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جانا اور اس طرح ان دونوں قوموں کا شتر آنکھوں کو نظر آتا ہے۔ پھر دجالی فتنے کو ان پر منطبق کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟ اگر کچھ نجاش ہے اور دجالی فتنے کو کسی فریق پر منطبق کرنا ہی ہے تو یہود کے حق میں اس کا کوئی امکان پیدا ہو سکتا ہے اور بس۔

### ﴿احوال دجال کا خلاصہ﴾

دجال کے متعلق وارد شدہ احادیث اور تفصیلات کا ایک خلاصہ ہدیہ ناظرین



کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے تاکہ کوئی موٹی باتیں تو ذہن میں رہ جائیں، اس کے لئے ہم مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی عبارت کا انتخاب کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کا بہت اچھی طرح احاطہ کیا ہے چنانچہ آپ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

”دجال کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں اس کے حلیہ، اس کے دعویٰ اور اس کے فتنہ و فساد پھیلانے کی تفصیل ذکر فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) دنگ سرخ، جسم بھاری بھرکم، قد پست، سر کے بال نہایت فہیدہ، لمحے ہوئے، ایک آنکھ بالکل سیاہ، دوسری عیب دار، پیشانی پر ”ک، ف، ز،“ یعنی ”کافر کا لفظ“ لکھا ہوگا، جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مومن پڑھ سکے گا۔

(۲) پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر ترقی کر کے خدائی کا مدعی ہوگا۔

(۳) اس کا ابتدائی خروج اصفہان خراسان سے ہوگا اور عراق و شام کے درمیان راستہ میں اعلائیہ دعوت دے گا۔

(۴) گدھے پر سوار ہوگا، ستر ہزار یہودی اس کی فوج میں ہوں گے۔

(۵) آمدنی کی طرح چلے گا اور مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین میں گھومے پھرے گا۔

(۶) مدینہ میں جانے کی غرض سے احد پہاڑ کے پیچھے ڈیرہ ڈالے گا مگر خدا کے فرشتے اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

وہاں سے ملک شام کا رخ کرے گا اور وہاں جا کر ہلاک ہوگا۔

(۷) اس دوران مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ طیبہ میں جتنے منافق ہوں گے وہاں سے گھبرا کر باہر نکلیں گے اور دجال سے جا ملیں گے۔

(۸) جب بیت المقدس کے قریب پہنچے گا تو اہل اسلام اس کے مقابلے میں نکلیں گے اور دجال کی فوج ان کا محاصرہ کر لے گی۔

(۹) مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے اور اس محاصرہ میں ان کو سخت ابتلاء پیش آئے گا۔

(۱۰) ایک دن صبح کے وقت آواز آئے گی ”تمہارے پاس مدد آ پہنچی“ مسلمان یہ آواز سن کر کہیں گے کہ مدد کہاں سے آسکتی ہے؟ یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے۔

(۱۱) عین اس وقت جب کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے شرقی منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے۔

(۱۲) ان کی تعریف آوری پر امام مہدیؑ (جو مصلے پر جا چکے ہوں گے) پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان سے امامت کی درخواست کریں گے مگر آپ امام مہدیؑ کو حکم فرمائیں گے کہ نماز پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے ہوئی ہے۔

(۱۳) نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے۔ آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھوٹا سا نیزہ ہوگا۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی اس طرح پکھلنے لگے گا جس طرح

پانی میں غمک پھیل جاتا ہے۔ آپ اس سے فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک شرب تیرے لئے لکھ رہی ہے جس سے تونج نہیں سکتا۔ دجال بھاگنے لگا مگر آپ ”باب لد“ کے پاس اس کو جا لیں گے اور نیزے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کا نیزے پر لگا ہوا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

(۱۴) اس وقت اہل اسلام اور دجال کی فوج میں مقابلہ ہوگا۔ دجالی فوج تہ تیغ ہو جائے گی اور شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ اے مومن! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، اس کو قتل کرو۔ یہ دجال کا مختصر سا احوال ہے، احادیث شریفہ میں اس کی بہت سی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں۔“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۲۸۰ تا ۲۸۲)

## باب ہفتم

### خروج دجال کی منتظر اقوام

یہود و نصاریٰ کا خروج دجال کا منتظر ہونا اس مقصد کیلئے یہودی مختلف سازشیں، امریکی ڈالر پر بنے ہوئے سو نو گرام کے پس پر دہ یہودی عقائد

### ﴿خروج و جاہل کی منتظر اقوام﴾

قیامت کے قریب کسی غیر معمولی اہمیت کے حامل شخص کے خروج اور نزول و ظہور کی منتظر اقوام تین ہیں اور تینوں سے اس کا وعدہ ان کی مذہبی اور مسلمہ کتب میں کیا گیا ہے، چنانچہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے منتظر ہیں کہ وہ تشریف لائیں، صلیب اور اس کے پیہاریوں کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کریں، اپنے ازلی دشمنوں یہودیوں کو تہ تیغ فرمائیں اور تمام فتنوں کی جڑ ”وجاہل“ کو جہنم رسید فرمائیں۔

گو کہ عیسائی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منتظر ہیں لیکن وہ اپنے عقائد کے اعتبار سے یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں عیسائیت کی تبلیغ و ترویج اور اس کی اشاعت کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے، حقائق کی دنیا میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ اس میں کوئی وزن ہے۔

تیسری قوم ”یہود“ ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک ”قائم“ کا ظہور ہوگا جس کی عند اللہ مقبولیت کا یہ عالم ہوگا کہ اگر وہ دعا کے لئے صرف اپنے ہونٹوں کو حرکت دیدے تو ساری مخلوق پر موت طاری ہو جائے، یہودی اس شخص کو اپنے یہاں ”مسیح“ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور ان کی مذہبی کتابوں میں ایسے شخص کے ظہور کا وعدہ ملتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہودی جس ”مسح“ کے منتظر ہیں وہ مسیح تو ہوگا لیکن ”مسح الصلاۃ“ اور اس کے اکثر پیروکار بھی یہودی ہوں گے۔ مسیح الہدیٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو یہودیوں کے اس ”منتظر“ کو قتل کرنے ہی کے لئے تو آسمان سے خصوصی نزول اجلال فرمائیں گے اور کسی یہودی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔

اس موقع پر بے تکلف ایک نکتہ ذہن میں آیا ہے، سپرد قلم کرتا چلوں کہ اللہ

تعالیٰ نے بن یاسپ کے اس دنیائے رنگ و بو میں قدم رکھنے والے بچے "عیسیٰ" کو اپنی رسالت و پیغمبری کے عہدِ جلیلہ پر فائز فرمایا تو "یہودیوں" کو اس عزت افزائی پر حسد ہوا، قوم یہود سازشی ہونے میں تو عالمی شہرت یافتہ ہے، اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے سازشوں کے تانے بانے بنے شروع کر دیے۔

چنانچہ اسی تناظر میں بعض یہودیوں نے حضرت مریم بتول سلوات اللہ و سلام علیہا پر ہتھتیس دھرا شروع کر دیں، آخر کوئی بھی غیرت مند شخص ہو اس کو اپنی ماں پر "الزام تراشی" کہاں برداشت ہو سکتی ہے، پھر ایک اولو العزم پیغمبر کی غیرت تو عام انسانوں سے کئی گنا ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس "الزام" کو برداشت نہ کر سکے، بارگاہِ ایزدی میں ہاتھ اٹھا دیئے، پروردگار عالم نے اپنی اس عقیقہ بندی اور اپنے اولو العزم پیغمبر کی لاج رکھی، الزام تراشی کرنے والوں کو بندر اور خزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا، یہ قرار واقعی سزا کی ایک جھلک تھی۔

جب انسان کی ازلی شقاوت کا فیصلہ ہو چکا ہو تو اس کے لئے بڑے سے بڑا معجزہ ہدایت کا سبب نہیں بن سکتا، کچھ یہی حال یہودیوں کے ساتھ بھی ہوا کہ اس معجزے کو دیکھ کر بجائے دین عیسوی کو قبول کرنے کے، الٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازشیں اور منصوبے کاغذ پر لکھنے لگے۔

اللہ رب العالمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمت بالغہ سے آسمانوں پر اٹھا لیا اور یہود کو مہلت دے دی کہ قیامت تک تم اپنے آپ کو مضبوط کرتے رہو، ساز و سامان اور اسلحہ کے جتنے انبار اکٹھے کر سکتے ہو، کر لو، افرادی اور مادی طاقتیں تمہارے تابع کر دی گئیں، حسب استطاعت ان کو مہیا کر لو، تمہیں ایک قیادت کی ضرورت ہوگی، ہم تمہیں قائد بھی مہیا کئے دیتے ہیں۔ وصال کی صورت میں ہم تمہارے لئے ایک لیڈر کا انتظام کر رہے ہیں جو دعویٰ ربوبیت کا مختصر بیٹھے اپنے دانت بچے تیز کرتا رہے گا۔

قیامت کے قریب چالیس دن کے لئے ہم تمہارے اس قائد و راہبر کو ظاہر

کریں گے جو تمہاری قیادت کرنا ہوا تمہیں جہنم کی طرف لے جائے گا اور عیسیٰ کو نازل کریں گے جو تمہیں اور تمہارے خصال و مضل قائد کو توبہ تیغ کر دیں گے، یہ سزا ہوگی عقیقہ طیبہ ظاہرہ مریم پر الزام تراشی اور پیغمبر خدا عیسیٰ کو قتل کرنے کی سازشوں کی۔ اعاذنا اللہ منھا۔

### مسح منتظر اور یہود کی مذہبی کتب

اس مضمون کے تحت آنے والی تحریر "انصافیہ فی الشن و الماتم" پر تعلق و تخریج کا کام کرنے والے محترم جناب ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود بن عبدالرحیم کے مقدمہ سے ماخوذ ہے اور قاہرہ سے مکتبہ السنہ نے اس کو "انصافیہ" کے شروع میں لگا کر شائع کر دیا ہے۔

یہودیوں کی سب سے قدیم اور مذہبی و آسمانی کتاب تورات ہے جس کو یہودیوں کے علاوہ خود مسلمان بھی مقدس سمجھتے ہیں لیکن قابلِ افسوس امر یہ ہے کہ آج اصلی تورات کا کوئی نسخہ بھی دنیا میں موجود نہیں اور موجودہ تورات کو کسی طرح بھی آسمانی صحیفہ قرار دینا صحیح نہیں، تاہم یہودیوں کے یہاں موجودہ تورات بھی قابلِ تعظیم و احترام ہے اور وہ اس کو "عہد نامہ شریف" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

دوسری مقدس کتاب کو یہودیوں کے یہاں "تلمود" یا "تلمود" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اصل میں "تلمود" کو "متن" قرار دیا گیا ہے جس کا نام یہودیوں نے "مشنا" رکھا تھا، میلاد عیسوی کے قرن اول کے درمیان اور قرن ثانی کے اختتام پر فلسطین میں رہائش پذیر ہونے والے یہودی احبار و علماء کی ایک جماعت نے مل کر یہ "متن" تحریر کیا تھا، اس متن کی دو طویل شرحوں کا حوالہ ملتا ہے، نام تو دونوں کا "بنارہ" ہے لیکن ان میں سے ایک شرح "فلسطین" میں لکھی گئی ہے اور دوسری "بابل" میں۔

جن لوگوں نے "تلمود" کو لکھا تھا، ان میں اکثریت "قریبین" نامی فرقے سے تعلق رکھتی تھی، یہودیوں کا یہ فرقہ حضرت مریم علیہ السلام پر بہتان طرازی میں سب



سے زیادہ مشہور تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں پیٹھ کر ایک مشاورت کی اور یہ طے کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکفیر کرو اور ان کو ماننے سے انکار کر دو، اور اس کے مقابلے میں قریب قیامت آنے والے مسیح دجال پر ایمان لاؤ اور اس نظریے کی خوب اشاعت کرو۔

یہی وجہ ہے کہ تلمود اور محرف توراۃ کی تعلیمات مسیح دجال سے متعلق اخبار و قصص سے بھری پڑی ہوئی ہیں کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل میں سے ہوگا، پوری دنیا پر حکمرانی کرے گا، اس کو خوارق کثیرہ عطا کئے جائیں گے، یہود و نصاریٰ اس کے قہقین ہوں گے، اور اس کی آمد پر یہود بلا کسی نزاع کے پوری غنی نوع انسانی کے منصب سیادت و قیادت پر فائز ہو جائیں گے اور یہودیوں کی ایک عالمی حکومت قائم ہو جائے گی۔

### فائدہ

یاد رہے کہ تلمود اور تحریف شدہ تورات میں ”مسیح دجال“ کو ”مسیا“ کے نام سے یاد کیا گیا ہے جو دراصل ”مسیح“ ہی کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور آئندہ جہاں بھی لفظ ”مسیا“ آئے گا، اس سے مراد یہی مسیح دجال ہوگا۔

یہودیوں کے یہاں بھی مسیا کے ظہور کی کچھ علامات مقرر ہیں۔

### (۱) یہودیوں کا مجتمع ہو جانا

مسیا کا ظہور اس وقت ہوگا جب یہودی ایک مقام پر اکٹھے ہو جائیں گے چنانچہ یہودی آج کل انہی کوششوں میں مصروف ہیں اور اسرائیلی حکومت اسی منصوبے کے لئے کارفرما ہے، اور وہی اتحاد یہودیوں کو مجتمع کرنے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہے تاکہ یہود اور سامرہ کو آباد کر سکیں اور اس کا وہ بار بار اعلان کرتے رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں بعض اخبار کہتے ہیں کہ یہودی اس وقت تک مجتمع نہیں ہو سکتے

جب تک کہ مسیا کا ظہور نہ ہو جائے۔ نیز بنی اسرائیل کی حکومت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکے گی جب تک کہ مسیا کا ظہور نہ ہو جائے۔ البتہ آخر زمانے میں ان کے اندر مسیح ہونی چاہتوں نے بلچل چا کر کچھ بھیڑ جمع کر لی ہے لیکن بہر حال حکومت وہ بھی اس کو تسلیم نہیں کرتے اور اب بھی یہودیوں کے اخبار اسی مقام پر کھڑے ہیں کہ مسیا اس وقت تک ظاہر نہیں ہوگا جب تک یہودی متفرقات جمع ہو کر ارض مقدس فلسطین میں اکٹھے نہ ہو جائیں۔

### (۲) یہودیوں کا دولت و ثروت میں عروج

مسیا کے خروج کی دوسری علامت یہ ہے کہ یہودی دولت و ثروت میں دوسری اقوام سے آگے نکل جائیں گے چنانچہ آج کل ہر شخص جانتا ہے کہ سود، دھوکہ اور فریب کے ذریعے جتنا مال و دولت یہود نے اکٹھا کر رکھا ہے اتنا کسی کے پاس نہیں اور وسیع و عریض سرنگوں میں محفوظ خزانوں کی ساری کنجیاں اور چابیاں یہودیوں کے پاس ہی ہیں۔

عالمی اقتصادیات اور معیشت پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خروج دجال کی اس اہم علامت کے اسباب یہودیوں نے کس آسانی سے مہیا کر رکھے ہیں اور جتنے بھی عالمی بینک ہیں وہ سب یہود کے سخت بچے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے بیت المال ہیں، یہودیوں کے زیر تسلط ہیں اسی طرح سونے کے اصل تجار، اس کو خزانوں کی صورت میں محفوظ اور جمع رکھنے والے اور اس کا زرغ مقرر کرنے والے بھی یہودی ہی ہیں۔

### اصل لیکن حقائق کی منہ بولتی تصویر

آج کل امریکہ اپنے سپر پاور ہونے کو منوانے کے درپے ہے، پوری دنیا میں نیو ورلڈ آرڈر کے سہانے خواب دیکھ رہا ہے۔ ہمارے پاکستانی بھائی خصوصاً اور دیگر

اسلامی ممالک کے مسلمان بھائی امریکہ کا ویزہ لینے کے لئے ایسے خواہشمند نظر آتے ہیں جیسے امریکہ میں داخل ہوتے ساتھ ہی جنت کی ٹکٹ مل جائے گی اور یوں بلا کھٹکے وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امریکی حکومت پر بظاہر عیسائی قابض نظر آتے ہیں جب کہ پس پردہ یہودی اپنی طاقت مجتمع کر رہے ہیں اور خود امریکہ قرضوں کے انتہائی گہرے دلدل میں اس طرح ڈھنس چکا ہے کہ اس کے لئے اس سے ٹکنا ممکن نہیں رہا، چنانچہ خود انگریز مصنفین نے اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

### A Mountain of Debt

The nations of Israel (primarily the U.S. and former British Common wealth nations) are all going to fall and fail together, and when that occurs, the huge amount of debt we have accumulated will roll over us like a mammoth steamroller.

U.S. corporations and individuals are on a BORROWING BINGE of historic proportions, which is making them more vulnerable than at any time in history to a slowdown in the economy.

Because of relatively low interest rates, corporations are borrowing money and selling bonds like never before. Remember that bonds are simply LOANS to a corporation or government-- selling bonds is just another form of borrowing money, because it must be paid back.

U.S. non-financial corporations had accumulated a record \$4.2 trillion in outstanding debt by September of 1999. That is up 12 percent from the same time period in 1998 and is an increase of a staggering 60 percent in the

last five years alone.

Corporations are not alone in this mountain of debt, because individuals Debt is the Achilles heel in today's high-flying American economy. Vast wealth is being accumulated on a crumbling foundation of massive debt. What will happen when the economy slows down? How will that debt repaid?

### DEEPER THAN EVER IN DEBT

You need to understand the extremely vulnerable position this nation is in today. Here's a look at the nation's debt by the numbers:

\$5.69 trillion The federal government's debt as of February 7.

\$130 billion. The increase in debt for 1999.

\$37 billion. The increase in debt so far in fiscal year 2000 (since September 30, 1999). If America's budget was actually balanced as they say, then the federal government's debt would not be rising! The present U.S. administration's "pie in the sky" budget projections for the next decade are just not going to happen!

\$41 million. Amount the U.S. government pays PER HOUR IN INTEREST on the debt-- 24 hours per day, 7 days a week.

\$3.3 trillion. Amount of INTEREST on its debt the U.S. government has paid in the last 11 years.

\$25 billion. The total national debt, not including what the government owes to the Social Security trust fund.

government pensions and Medicare. This covers ALL U.S. debt: the sum of all recognized debt of federal, state, local governments; international debt; private household debt; business and domestic financial sectors' debt. \$1000,000. The average share of the total national debt owed by every American man, woman and child.

"امریکی حکومت (ابتدائی امریکی اور سابقہ برطانیہ کی دولت مشترکہ) تنزیلی اور ناکامی کی طرف جاری ہے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب بڑی تعداد میں جمع شدہ قرضے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

امریکی تنظیمیں اور افراد واقعی انداز میں ٹھیک تناسب سے (متناسب) قرضے لے رہی ہیں جو انہیں ماضی کی نسبت موجودہ معیشت میں مزید شکستہ حال بنا رہی ہیں چنانچہ ان متعلقہ اور کم نرخ سود کی وجہ سے تنظیمیں قرضے لے رہی ہیں اور بانڈز بیچ رہی ہیں جب کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔

یاد رکھیں! بانڈز بیچنا بھی ایک طرح کا حکومت یا تنظیم پر قرض ہوتا ہے کیونکہ بانڈز کی خرید و فروخت ایک قسم کا قرضہ ہوتی ہے جو واجب الادا ہوتا ہے۔

امریکی غیر معاشی تنظیمیں ستمبر 1999ء تک 4.2 کھرب ڈالر واجب الادا قرضے اکٹھے کر چکی ہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور 1998ء کے اتنے ہی عرصے سے 12% زیادہ ہیں اور صرف پچھلے سال کے عرصے میں یہ تناسب 60% بڑھ چکا ہے۔

## قرضوں کے جال میں پھنسنا

ہمارے جیسے ان قرضوں کے بوجھ تلے صرف امریکی تنظیمیں ہی نہیں دہلی ہوئیں (بلکہ امریکی حکومت پر بھی ان کا دباؤ ہے) کیونکہ یہ قرضے تیزی سے ترقی کرتی امریکی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں چنانچہ اب اس لڑکھرائی بنیادوں والی معیشت کے لئے وسیع پیمانے پر قرضے لئے جا رہے ہیں۔

جب معیشت ناکامی سے دوچار ہوگی تو کیا ہوگا؟ قرضے کس طرح ادا ہوں گے؟ (امریکہ کے لئے پریشان کن سوالات ہیں اور اب امریکہ) ہمیشہ سے زیادہ قرضوں کے بوجھ تلے (وبا ہوا ہے) چٹا چٹا آج آپ کو اس قوم کی انتہائی شکستہ (اور نازک) حالت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہاں اعداد و شکل میں امریکی قرضوں پر ایک نظر

- (۱) ۹.۵ (پانچ اعشاریہ نو) کھرب ڈالر ۷ فروری تک وفاقی حکومت کے قرضے۔
- (۲) ۱۹۹۹ء میں قرضوں کی یہ تعداد بڑھ کر ۱۳۰ بلین (دس کھرب) تک پہنچ گئی۔
- (۳) ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء کے بعد ۲۰۰۰ء کے مالی سال میں ۳۷ بلین ڈالر کے قرضے مزید چڑھ گئے۔

اگر امریکی بجٹ واقعی متوازن ہو جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں تو وفاقی حکومت کے قرضوں میں یہ ہوش رہا اشانہ نہ ہوتا رہتا۔ اور موجودہ امریکی معاشی صورتحال اگلے دس سال کے لئے بنائے جانے والے بجٹ کے خاکے کے مطابق نہیں جا رہی ہے۔

- (۴) امریکی حکومت ہر گھنٹے میں ۳۱ بلین ڈالر کی خطیر رقم سود کے طور پر ادا کرتی ہے اور اس طرح ایک دن کے ۲۴ گھنٹوں اور ہفتے کے سات دنوں میں یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

- (۵) ۳۳ کھرب ڈالر کی خطیر رقم امریکی حکومت پچھلے گیارہ سالوں میں صرف قرضوں پر عائد ہونے والے سود کے طور پر ادا کر پائی ہے۔

- (۶) حکومت کا کل قرضہ ۲۵ کھرب ڈالر ہے۔

لیکن اس میں سوشل سیکورٹی فرسٹ فنڈ (معاشرتی فلاح و بہبود کا فنڈ) حکومتی پنشن (وتلفیے) اور طبی سہولتوں کے قرضے شامل نہیں۔ بلکہ اس میں درج ذیل تفصیل ہے۔ وفاقی حکومت کے مجموعی قرضے، ریاستی اور صوبائی حکومتوں کے قرضے، غیر ملکی قرضے، نجی ذرائع سے حاصل ہونے والے قرضے، کاروباری اور معاشی ذرائع سے عائد ہونے والے قرضے۔



چنانچہ آج ہر امریکی مرد و عورت اور بچہ ملکی ترسنے میں او۔ ٹا۔ دس ہزار ڈالر کا حصہ دار ہے۔

(۳) مسیحا کے ظہور کی تیسری علامت عالمی جنگ عظیم ہے جس کو عربی میں ”حرب التین“ اور انگریزی میں armageddou کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیحا اس وقت ظاہر ہوگا جب ایک عالمی جنگ عظیم چھڑ جائے گی اور اس میں سکھان عالم تقریباً دو تہائی ہلاک ہو جائیں گے۔

ظہور مسیحا کی اس علامت کو پورا کرنے کے لئے ہر جنگ میں پس پردہ رو کر یہودیوں نے اپنا کردار ضرور ادا کیا ہے چنانچہ قتل ازیں ہونے والی دونوں جنگ عظیموں میں یہودیوں کا کردار ایک واضح چیز ہے اور موجودہ عراقی ایرانی یا امریکی اور عراقی جنگ میں یہ چیز اور کھل کر سامنے آگئی ہے اور یہودی تیسری جنگ عظیم کے لئے جو تدبیریں اور چالیں سوچ رہے ہیں اور ان کو اپنے تیار کردہ خاکے اور خطوط کے مطابق رونما کرنے والے ہیں، وہ ایک ہولناک داستان ہے اور اس کا نتیجہ ایسے خوفناک حالات کی صورت میں ظاہر ہوگا کہ تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہوگی چنانچہ ”تلمود“ میں لکھا ہے۔

”باقی تمام امتوں پر بالآخر یہودیوں کو غالب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جنگ اپنے قدم اور پنڈلی کے بل کھڑی ہو جائے (خوب بھڑک اٹھے) اور دو تہائی دنیا فنا ہو جائے، بعض اوقات اس جنگ کو ”حرب تین“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں جانی نقصان بہت ہوگا، اس جنگ کے بعد یہودی سات سال اس حال میں گزاریں گے کہ فتح و نصرت ملنے کے بعد حاصل ہونے والے اسلحہ کو جلا دیا کریں گے اور اس جنگ کے فوراً بعد ہی مسیح کا ظہور ہو جائے گا، اور تمام سرزمین اس کے تابع فرمان ہو جائے گی اور اس طرح عالمی یہودی حکومت کا قیام عمل میں آئے

گا۔“

لیکن کیا ہم ایسے حالات سے دہشت زدہ ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات سے ہمیں کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے ہمیں یہودیوں کے منطقی انجام سے خوب خبردار فرمایا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ قتل دجال کے بعد اگر کوئی یہودی کسی درخت یا پتھر کی ادھ لپٹا جائے گا تو وہ پتھر و حجر پکڑیں گے کہ اے بندہ مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے آکر اس کو قتل کر۔

لیکن یہ بھی اللہ کی حکمت ہے کہ ہر درخت اور پتھر تو مسلمانوں کے ساتھ تعاون کا فریضہ انجام دے رہا ہوگا جب کہ ایک درخت مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے جائے پناہ اور ٹھکانا بنا ہوا ہوگا اور اس کا نام ”غرقد“ ہوگا۔

اسی وجہ سے یہودیوں کے علماء و اخبار فلسطین میں اس درخت کے اگانے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں تاکہ یہ آڑے وقت میں کام آسکے۔

### ایک قابل توجہ امر

اس موقع پر ایک قابل توجہ پہلو کی طرف ہم آپ کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ آخر جب یہودیوں کو اس بات کا علم ہے کہ دجال کا ظہور ہوگا اور ایک مخصوص مدت تک ایک بے ڈھب سے حکومت قائم ہو جائے گی لیکن بالآخر دجال بھی جہنم رسید ہوگا اور اس کی ذریت یہود بھی اس کی تابعداری کریں گے، فلسطین میں یہودی علماء نے ”غرقد“ نامی درخت کثرت سے لگانے کی ترغیب بھی خوب دی لیکن کسی یہودی کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں آئی کہ ہمیں اتنے جھنجھٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ شجر کاری کی اس مہم میں حصہ لیتے پھریں، بے گناہ مسلمانوں کے خون سے زمین کو رنگیں اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتے رہیں، اس علاقے کو ہی چھوڑ دیں۔ کہیں اور جا کر بس جائیں، یہ بھی بہت ہے کہ ہم نے سینیں مرنا ہے اور اسی جگہ کی بود و باش بھی اختیار کر رکھی ہے بلکہ اب تو ایک قدم بڑھ کر اپنے مسیحائے استقبال کے لئے ”باب لد“ پرائیز پورٹ بھی تعمیر کر لیا گیا



ہے، شاید ایئر پورٹ اور اس کی عمارت انہیں اور ان کے مسیحا کو حفاظت کے معاملے میں کام دے سکے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ ایسا ہونے سے گناہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ خروج و جال سے قبل اس سائنسی دنیا کا ہی اختتام ہو جائے اور حالات لوٹ پلٹ کر پھر اسی تیر و تفنگ کی طرف واپس ہو جائیں جہاں سے وہ نکلے تھے۔

گوکہ اب بھی اس ایئر پورٹ کا نام ”لد“ ہی رکھا گیا ہے لیکن عین ممکن ہے کہ اس وقت تک یہ اپنی اس کیفیت پر برقرار نہ رہ سکے، تاہم یہ بات غور طلب ضرور ہے کہ یہودی اب تک اس سوال کو حل کرنے کے لئے متوجہ کیوں نہیں ہوئے۔

### یہودی عزائم

یہود پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے جا فرمائش کرنے کی وجہ سے ”ضربت علیہم الذلۃ و المسکنۃ“ کی مہر بہت پہلے لگ چکی تھی، یہود نے اپنی اس خفت کو مٹانے کے لئے ہمیشہ جوڑ توڑ اور تانے بانے بننے کا کام دیا ہے اور آج تک یہودی عزائم میں ”وسیع اسرائیل“ کا نظریہ موجود ہے گوکہ ایک انگریز مصنف بن گورین اپنی کتاب بیک ان ۱۹۱۹ء میں لکھتا ہے۔

Back in 1919 Ben-Gurion wrote: "It is neither desirable nor conceivable to expropriate the country's present inhabitants... That is not the purpose of Zionism." A decade later, he made the same point more lyrically: "According to my moral outlook we do not have the right to dispossess a single Arab child, even if we should achieve everything we wish for by virtue of such dispossession."

”اس کی کبھی بھی خواہش نہیں کی گئی اور نہ ہی یہ بات قابل فہم تھی کہ ملک کے موجودہ باشندوں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا

جائے اور نہ ہی Zionism کا یہ ارادہ اور مقصد تھا“

تقریباً دس سال بعد بین گورین نے یہ نکتہ مزید وضاحت سے پیش کرتے ہوئے لکھا کہ ”میرے اخلاقی نظریے کے مطابق ہمیں کسی ایک عربی بچے کو بھی اس کے حقوق سے محروم کرنے کا حق نہیں تھا، اگر ہم یہ سب کچھ کرنے میں کامیاب ہوتے تو ہم لوگوں کو اس قسم کی محرومی سے دو چار کرنے کی نیکی ضرور کرتے۔“

ماضی قریب میں دو شخص اسرائیلی نقشہ پیش کرنے کے اعتبار سے زیادہ شہرت کے حامل ہوئے اور انگریز مصنفین کی کتابوں میں ان دونوں کا تذکرہ ملتا ہے چنانچہ ۱۹۰۳ء میں ”ٹیوڈور حرزی کا اسرائیل“ نامی نظریہ مشہور ہوا، اور ۱۹۳۷ء میں ”ربی ٹیمین کا اسرائیل“ نامی نظریہ زیادہ شہرت کا حامل ہوا۔

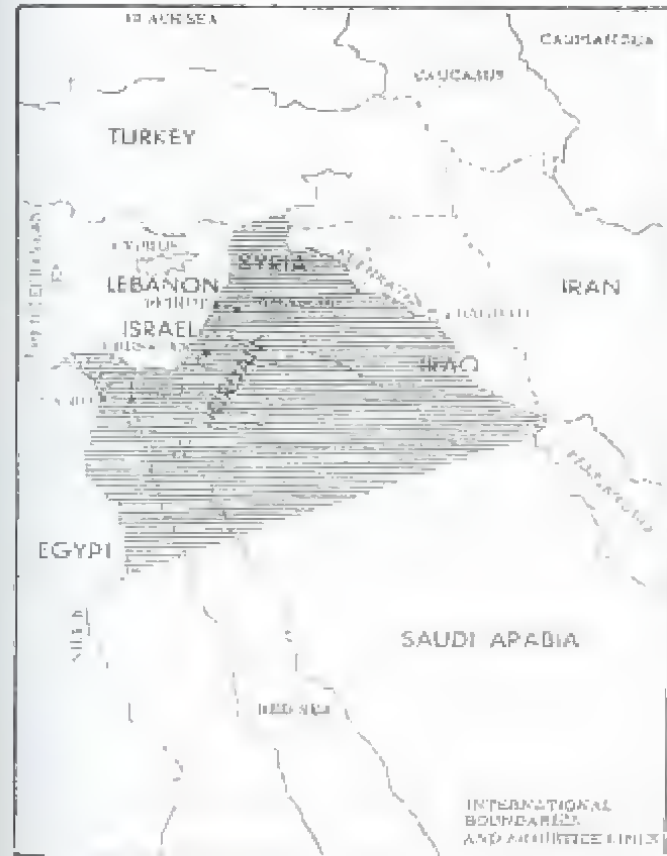
اصل میں ٹیوڈور حرزی جو زمین ازم کا بانی بھی تھا، اس نے اپنا ایک مکمل روزنامہ لکھا تھا جس میں اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ ”یہودی ریاست کا رقبہ دریائے مصر سے لے کر دریائے فرات تک پھیلا ہوا ہے۔“

جب کہ ربی ٹیمین فلسطین کی ایک یہودی تنظیم کا کارکن ہے۔ اقوام متحدہ کی ”خصوصی تحقیقاتی تنظیم“ کے لئے ۹ جولائی ۱۹۳۷ء کو اپنی ایک شہادت کی وضاحت میں لکھتا ہے کہ ”وعدہ دریائے مصر سے لے کر دریائے فرات تک کی زمین کا ہے اور اس میں شام و لبنان کے حصے بھی شامل ہیں“ چنانچہ ذیل کی عبارت اس کی واضح ترین دلیل ہے۔

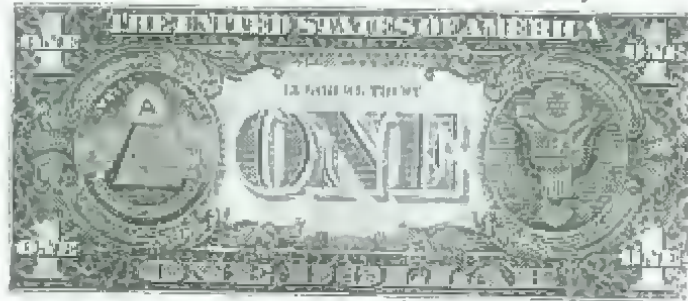
In his Complete Diaries, Vol. II. P. 711, Theodore Harri, the founder of Zionism, says that the area of the Jewish State stretches: "From the Brook of Egypt to the Euphrates."

Rabbi Fischmann, member of the Jewish Agency for Palestine, declared in his testimony to the U.N. Special Committee of Enquiry on 9 July 1947: "The Promised Land extends from the River Egypt up to the Euphrates. It includes parts of Syria and Lebanon."

حرزی اور فچمن کے نظریات کے مطابق یہودی حکومت کا نقشہ اپنے اندر تمام اہم ممالک بشمول سعودی عرب کو سموائے ہوئے ہے چنانچہ ذیل کے نقشے میں "سعودی عرب" کا نام بہت واضح طور پر موجود ہے۔



ہندی تر اسرائیل اور ملاقت کے مظہر مسیح و جہاں کے منتظر یہودیوں نے اپنے عزائم کا اظہار مختلف صورتوں میں کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سب سے واضح ترین صورت "امریکی ڈالر" ہے جس کے ایک ایک شوشے سے یہودیت اور مسیحیت بنتی ہے۔



(امریکی ڈالر کی تصویر)

اصل میں یہ امریکہ کی سب سے بڑی میر ہے جسے ڈالر پر کندہ کر دیا گیا ہے اور یہ ڈالر Freemasons (خفیہ برادرانہ جماعت کا شریک) کے بہت سے واضح اصولوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

ڈالر کا چہرے والا رخ عزت اور عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور واضح طور پر ایک مہیو اور دیوتا کا تصور دے رہا ہے، اس کے نیچے ایک عقاب دکھایا گیا ہے جو کہ بہادری اور دلیری کی دلیل اور علامت ہوتا ہے اسی طرح اس پر مندرجہ ذیل چیزیں دکھائی گئی ہیں۔

- (۱) اسن و امان کا سرسبز پتھر۔
- (۲) جنگ میں استعمال ہونے والے تیر۔
- (۳) عقاب کے بازو اس چیز کی علامت ہیں کہ وہ حکومت کی باگ دوڑ تھامے ہوئے ہیں۔

امریکی ڈالر کی دوسری جانب تین چیزوں کو خوب واضح کر رہی ہے۔

- (۱) تیزی سے ترقی کرتی ہوئی حکومت۔
- (۲) اپنی نوعیت کا ایک عجیب وغریب مینار۔



(۳) درمیان میں ایک آنکھ جو ان سب کا منبع اور سرچشمہ ہے جس سے امریکہ کا سیکولر ہونا واضح ہوتا ہے۔

دنیا میں جاری سکوں کے درمیان ایک انفرادیت کا حامل ملک اپنے اندر اتنے زبردست عقائد رکھتا ہے اور زبان حال اپنے پیردکاروں کو اپنے آنے والے مسیحا کی یاد دلانا رہتا ہے، ڈالر پر بنی ہوئی یہ آنکھ دیکھ کر آپ کو وہ ارشاد نبوی یاد آ جانا چاہئے جو گزشتہ صفحات میں بار بار ذکر کیا جاتا رہا ہے کہ دجال کا نام ہوگا اور امریکی ڈالر کا یہ رخ ارشاد نبوی کا کھلا شاہد اور واضح ترین دلیل ہے اور یہود و نصاریٰ کی طرف سے اس پر بے ساختہ اعتماد۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امریکی حکومت نے ڈالر کو اپنی سرکاری کرنسی قرار دے رکھا ہے اور اس ڈالر پر یہود کے مذہبی شعائر پر دلالت کرنے والے مناظر کی بڑی پرکشش اور جاذب نظر تصویر کشی بھی کر دی لیکن خود انگریز مصنفین کا اعتراف ہے کہ "Dajjal the antichrist" دجال عیسائی مذہب کا مخالف ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کے پس پردہ کچھ اور باتھ ہیں جو خفیہ طور پر کام کر رہے ہیں اور امریکہ ان کی ہر بات ماننے پر مجبور ہے۔ اور اب انہوں نے "یورڈ" کے نام سے اپنی الگ کرنسی بھی بنالی ہے جس پر عقاب کی تصویر مذکورہ مقاصد پر دلالت کر رہی ہے۔

ملک اور بیرون ملک مصروف عمل اداروں میں "یزناس" ایک مشہور ادارہ ہے جس کے متعلق تفصیلی تحریر مابینامہ "الاحراز" کے شمارہ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ اسی کے آخر میں امریکی ڈالر اور اس کے مندرجات پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

### امریکی ڈالر پر دجالی ہرم اور اس کی آنکھ کا نشان

اوپر ایک ڈالر کے نوٹ کا جو ٹکس دیا گیا ہے اس پر دو علامتیں بنی ہوئی ہیں ایک عقاب کی اور دوسری مثلث نما دجالی ہرم کی۔ دجالی ہرم کا نشان بائیں جانب بنا ہوا

ہے۔ مثلث نما ہرم اور اس کے بالائی حصہ پر ایک آنکھ ہے۔ ہرم کی عمارت کے نیچے کی جانب اختتامی حصہ پر چند پر اسرار الفاظ اور لاطینی نمبر درج ہیں۔ جب کہ ہرم (مثلث) کے اوپر گولائی میں اور نیچے رہن نمائی میں بھی چند غیر مانوس الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ آئیے اب ان عبارات کا مفہوم اور لاطینی ہندسوں کا راز جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) امریکی ڈالر پر ہرم اور اس کے اوپر بنی ہوئی آنکھ اور اوپر نیچے لکھے ہوئے نامانوس الفاظ کیا ہیں؟ یہ آنکھ دجال کی ایک آنکھ کی علامت کے طور پر لی گئی ہے اور یہودی تحریک فری میسن کا Symbol نشان ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی دجال کی ایک آنکھ روشن ہونے کا تذکرہ صراحت کے ساتھ موجود ہے، جو سفاکی، درندگی اور وحشت کی مظہر ہوگی۔ بعض روایات کے مطابق دجال کی یہ آنکھ پیشانی کے وسط میں ہوگی۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس تصویر میں بھی یہ دجالی آنکھ ہرم کے بالکل اوپر یعنی "سر" کے قریب ہی بنائی گئی ہے اور اس میں سے جھلکتا سرد مہری اور سفاکی کا تاثر بھی انتہائی واضح ہے۔ احادیث مبارکہ میں دجال کی اس آنکھ کے بارے میں ایک اور پیش گوئی یہ بھی موجود ہے کہ وہ اپنی اس آنکھ سے صرف سامنے ہی دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتا ہوگا بلکہ اپنے پیچھے کے منظر بھی بہ آسانی دیکھ سکے گا۔ جب کہ یہود کا تیار کردہ نیا عالمی مالیاتی نظام اور سماجی (سیکولر) نظام بھی اس سے مراد لیا جاتا ہے، جو اپنے آگے پیچھے کے تمام نظاموں کو تباہی سے دوچار کرے گا۔ حتیٰ کہ اس کی سنگینی و ہلاکت سے دنیا کے یحیٰ و یسار بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ آپ دیکھ لیجئے کہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔

مثلث نما ہرم کی علامت دراصل فرعونیت کی علامت ہے، فراعنہ مصر قوم بنی اسرائیل میں سے تھے۔ فراعنہ مصر کے تعمیر کردہ اہرام جو عجائبات عالم کی صورت میں اب بھی موجود ہیں بطور ثبوت پیش کئے جاسکتے ہیں۔ دور دجال کی پہچان کے لئے بائبل میں آگ کی اس مثلث نما بھٹی کی علامت استعمال ہوئی ہے جو خرد ملی یعنی اہرام کی شکل کی ہوگی بائبل میں لکھا ہے۔



تم اس پہاڑ کے پاس نہیں آئے جس کو چھونا ممکن تھا اور وہ آگ سے جلتا تھا۔  
(انجیل مقدس۔ مہرانیوں کے نام خط۔ آیت ۱۹، ۱۸ صفحہ ۹۸ شائع کردہ: پرنس ایڈ کارن ہائس  
سوسائٹی، لاہور)

(The New Testament in Urdu 1953) جب کہ آتش فشاں  
پہاڑ کی شکل بھی اس سے مماثلت رکھتی ہے۔ اس نشان کا خفیہ متعدد بھی (جواب  
آشکارا ہو چکا ہے) صرف اور صرف بتا ہی ہے۔ یہودی اصطلاح میں گویم (یعنی  
عوام) اس آتشیں بجھتی یا آتش فشاں کا ایدھمن نہیں گئے یا بنائے جائیں گے۔  
چنانچہ آپ دیکھ لیجئے کہ جدید مالیاتی نظام دنیا بھر کے عوام کو اس بجھتی میں جو  
درحقیقت سودی نظام کی بجھتی ہے جلا کر جسم کر رہا ہے۔

(۳) ہرم اور اس میں بنی آنکھ کے اوپر لکھے ہوئے الفاظ Annuitcoeptis کے معنی  
Crowned with success یا دوسرے الفاظ میں کامیابی سے ہمکنار ہونا  
اور مزید وضاحت کے ساتھ کہا جائے تو یہ کہ ”ہماری سازش نے کامیابی کا تاج  
پہن لیا۔“ ان الفاظ کے معنی حالیہ دنوں جس قدر حقیقت کے روپ میں واضح  
دکھائی دے رہے ہیں اس سے یہودی عزائم اور ان کی منظم بین الاقوامی سازش کا  
اندازہ کیا جاسکتا ہے جو گزشتہ تین صدیوں سے مرحلہ وار رونما ہونے والے  
انقلابات عالم کی صورت میں ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔

(۴) ہرم کے مٹلٹی نشان کے آخری حصہ میں چند الفاظ درج ہیں MDCCLXXVI  
یہ مختصر عبارت یکم مئی ۱۷۷۶ء کی تاریخ ظاہر کرتی ہے جو یہودیوں کے آرڈر آف  
ایلیو مینٹائی (Order of Illuminati) کے قیام کا دن ظاہر کرتی ہے۔  
۱۷۷۶ء امریکہ کی آزادی کا سال بھی ہے تاہم اعلان آزادی ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو  
ہوا۔ لیکن امریکی عوام اب بھی اس لاطینی نمبر کو ۴ جولائی ۱۷۷۶ء ہی سمجھتے ہیں۔  
اس حقیقت سے بے خبر کہ یہ دراصل ایلیو مینٹائیوں (یہودیوں) کے آرڈر آف ایلیو  
مینٹائی کے اعلان کا سال ہے۔

(۵) سب سے نیچے رہنما نشان کے اندر عبرانی ”قبیوم کے ساتھ لکھی ہوئی عبارت  
Novus Ordose colorum کے معنی نیا معاشرتی نظام ہے۔ یعنی  
یہودی سازش کی اصلیت اور مقصد اور ان الفاظ کے نئے عالمی نظام یعنی New  
World Order کے ساتھ مماثلت حیران کن ہی نہیں بلکہ معنی خیز بھی ہے۔  
نیو ورلڈ آرڈر کے مکمل تعارف کی یہاں گنجائش نہیں ورنہ تفصیل سے اس کے اہم  
لکات قارئین کی خدمت میں پیش کر دیئے جاتے۔

(۴) مسیا کے ظہور کی چوتھی اور اہم علامت یہ ہے کہ ظہور مسیا کیلئے ”بیکل  
سلیمانی“ کی تعمیر ضروری ہے۔ جب تک بیکل سلیمانی کی تعمیر نہ ہوگی اس وقت تک مسیا  
کا ظہور نہ ہوگا۔

یہودی اس علامت کی تکمیل کے لئے شب و روز مسجد اقصیٰ کے انہدام کی  
ناپاک ترین کوششوں میں مصروف ہیں کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ بیکل سلیمانی کی تعمیر  
بنیادیں ”قبصرہ“ کے نیچے واقع ہوں گی چنانچہ اپنے اس ارادے کی تکمیل میں انہوں  
نے سخی ملین عیسائیوں کو اپنے ساتھ شامل کر رکھا ہے اور مسجد اقصیٰ کے انہدام اور بیکل  
سلیمانی کی تعمیر کے لئے سینکڑوں ملین ڈالر کی رقم مختص کر رکھی ہے اس لئے کہ تورات  
کے عہد نامہ قدیم اور تلمود کی تعلیمات سے ظہور مسیا کی اس علامت کا ثبوت ملتا ہے۔

موجودہ حالات میں مسجد اقصیٰ کے انہدام کی یہودی سازشوں اور مشاورتوں  
کی تفصیلی خبریں روزانہ اخبارات میں شائع ہورہی ہیں لیکن عالم اسلام اس سے مس نہیں  
ہوتا، اس کے کان پر جوں تک نہیں رشتی اور وہ اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت یہ  
سوچنے کے لئے نہیں نکال سکتا کہ آخر فلسطین کے ساتھ یہودیوں کی اس دلچسپی کا کیا راز  
ہے؟ اس بلاوجہ طویل لڑائی اور جنگ کو بلاوجہ کبنا صحیح ہے یا اس کے پس پردہ کچھ عزائم  
ہیں؟ یہ تو اللہ کی قدرت ہے کہ فلسطینی بے مبادین اب تک ان کے سامنے سینہ سپر رہے  
ہیں ورنہ بظاہر اسباب کی دنیا میں مسجد اقصیٰ کی مہدم ہو چکی تھی۔

## ﴿دجال کو خواب میں دیکھنے پر اس کی تعبیر﴾

دجال سے متعلق لکھی جانے والی کتابوں میں اس عنوان کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے، اس لئے اپنی ذمیت کا یہ منفرد عنوان ہے جس کے متعلق گو کہ اب تک کوئی سوال سامنے نہیں آیا لیکن اگر آجائے تو اس کا حل بھی ہونا چاہئے اس لئے یہاں فن تعبیر کے مشہور امام علامہ نابلسی کی کتاب ”تطویر الانام فی تعبیر المنام“ سے متعلقہ حصہ درج کیا جا رہا ہے۔

(۱) ”اس کی تعبیر ایسے وعدہ خلاف، دھوکہ باز حکمران سے کی جاتی ہے جس کے پیروکار کہیں قسم کے لوگ ہوں۔ خواب میں دجال کو دیکھنا دشمن کے مسلط ہونے اور زمین میں خون ریزی اور فتنہ و فساد پھیلانے پر دلالت کرتا ہے۔“

(۲) مسافر کیلئے یہی خواب ڈاکوؤں کے ہاتھ لگنے کا اشارہ ہے اور کبھی اس کی روایت کفار کے شہروں میں سے کسی شہر میں فح ہونے کی دلیل ہے۔

(۳) خواب میں دجال کی رفاقت یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ متعصب ہونا جھوٹ اور فتنے میں مبتلا ہونے کی علامت ہے۔

(۴) کبھی ظہور دجال سے یہود کی حالت کی درستگی کے بعد ان کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور خواب میں دجال جن جن مقامات سے گزرے، ان مقامات میں پریشانی، غم، ظلم، پیداوار اور املاک کی ہلاکت یا بارانِ رحمت وغیرہ کی بندش کی دلیل ہے۔“ (خواب اور تعبیر ص ۳۲۱، ۳۲۲)

ممكن ہے کہ کسی صاحب کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ خواب دیکھنے والے کو کیا پتہ کہ اس نے دجال کو دیکھا ہے یا کسی اور کو؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کو خواب ہی میں اس متعلقہ چیز کا ضروری علم حاصل ہو جاتا ہے جس کو وہ دیکھ رہا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات آکر خواب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا ہے یا حضور ﷺ کی زیارت کی ہے حالانکہ بیداری میں تو دیکھا نہیں ہوتا لیکن اس کا دعویٰ ہوتا ہے کہ میں نے ان کو دیکھا ہے، اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

## باب ہشتم

### دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث

۶۰ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مرویات جن میں ۳ خلفائے راشدینؓ، ۱۳ ازواج مطہراتؓ اور دیگر ۵۴ حضرات صحابہؓ کی روایات شامل ہیں۔

## ﴿ دجال سے متعلق وارد شدہ احادیث ﴾

احادیث و دجال کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے ہیں اب یہاں اسی ترتیب سے روایات اور ان کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت

### خروج دجال کہاں سے ہوگا؟

(الف) ﴿عن ابی بکر الصدیق قال: حدثنا رسول اللہ ﷺ قال: الدجال يخرج من ارض بالمشرق يقال لها خراسان يتبعه اقوام كان وجوههم المصجان المطرقة﴾  
(ترمذی: ۲۲۴۵۔ ابن ماجہ: ۴۰۷۳)

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا، دجال ایک مشرقی زمین سے نکلے گا جس کا نام ”خراسان“ ہوگا، اس کی بیروی کرنے والے ایسے لوگ ہوں گے گویا کہ ان کے چہرے چمٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔“

کیا میلہ کذاب دجال تھا؟

(ب) ﴿عن ابی بکر قال اکثر الناس فی مسیلمة قبل ان یقول رسول اللہ ﷺ فیہ شیئا، فقام النبی ﷺ خطیبا، فقال: اما بعد! ففی شان هذا الرجل قد اکثرتم فیہ و انه لكذاب من ثلاثین کذابین یخرجون بین یدی المسیح، و انه لیس من بلدة الایلة عیبا رعب المسیح، الا المدینة

على كل نقب من انصابنا ملكان يذبان عنها رعب  
المسيح ﴿٣٢٨﴾ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۱ بحوالہ الشیخ ص ۳۲۸)

”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے بارے میں قبل اس کے کہ حضور ﷺ کچھ ارشاد فرمائیں، لوگوں میں کثرت سے چہ میگوئیاں ہونے لگیں، اس لئے ایک دن آپ ﷺ اتر کر کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد و صلوات کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے معاملے میں تم لوگ بہت چہ میگوئیاں کر رہے ہو، حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی انہی میں کذابوں میں سے ایک ہے جو مسیح و جال سے پہلے نکلیں گے، کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجال کا رعب نہ پہنچے، موائے مدینہ منورہ کے، کہ اس کے ہر درہ پر دو فرشتے موجود ہوں گے جو مدینہ سے اس کے رعب کو دور کریں گے۔“

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت

کیا ابن صیاد دجال تھا؟

﴿قال عبد الله بن عمران عمر بن الخطاب انطلق مع رسول الله ﷺ في رهط قبل ابن صياد حتى وجده يلعب مع الصبيان عند اطم بن مغالة وقد قارب ابن صياد يومئذ الحلم فلم يشعر حتى ضرب رسول الله ﷺ ظهره بيده ثم قال رسول الله ﷺ لابن صياد انت هذاني رسول الله؟ فنظر اليه ابن صياد فقال اشهد انك رسول الاميين فقال ابن صياد لرسول الله ﷺ انت هذاني رسول الله؟ فرفضه رسول الله ﷺ﴾

فقال انت باالله و برسله ثم قال له رسول الله ﷺ ماذا ترى؟ قال ابن صياد ياتيني صادق و كاذب فقال له رسول الله ﷺ خلط عليك الامر ثم قال له رسول الله ﷺ اخمأ قلن تعد و قدرك فقال عمر بن الخطاب ذرني يا رسول الله! احارب عنقه فقال له رسول الله ﷺ ان يكنه فلن تسلط عليه و ان لم يكنه فلا خير لك في قتله ﴿٣٢٩﴾

(صحیح مسلم ج ۳ ص ۷۵، بخاری ج ۵ ص ۳۰۵، ابوداؤد ج ۳ ص ۲۲۹، ترمذی ج ۲ ص ۲۲۹)

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں حضور ﷺ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے ابن صیاد کی طرف یہاں تک کہ انہوں نے ابن صیاد کو بنی مغالہ کے قلعہ کے پاس کھینچے ہوئے پا لیا۔ ان دنوں ابن صیاد قریب البلوغ تھا، اس کو حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ آنے کا پتہ نہیں چل سکا یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی کمر پر مارا اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں، پھر ابن صیاد نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺ نے اس بات کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ پھر اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تجھ پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور فرمایا کہ دور ہو! تو اپنے



مرتبہ سے ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں! آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ دجال ہی ہو تو تم کو اس پر مسلط نہیں کیا گیا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں۔

فائدہ:

یہ روایت اصل میں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لیکن چونکہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے اور اس حدیث کے آخر میں انہوں نے "ابن سیاد" کو دجال سمجھ کر حضور ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت بھی مانگی ہے اس لئے اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت شمار کیا گیا ہے۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایات

دجال کے پیروکار کون ہوں گے؟

(الف) ﴿عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فی قصة الدجال قال: الا وان اکثر اتباعه اولاد الزنا، لابسو النیجان و هم البیہود علیہم لعنة اللہ، یاکل و یشرب، له حمار احمر طوله ستون خطوة مد بصره، اعور العين، و ان ربکم عز وجل لیس باعور، صمد لا یطعم فیشمل البلاد البلاء، و یقیم الدجال اربعین یوما، اول یوم کسنة، و الثانی کافل، فلا تزال تصغر و تنقص حتی تکن آخر ایامہ کلیلة یوم من ایامکم هذه، یطأ الارض کلها الامکة و المدینة و بیت المقدس﴾

(تقدیر درص ۳۳۸)

”قصہ دجال کے سلسلے میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آگاہ رہو! دجال کے اکثر پیروکار زنا کی پیداوار اور تاج پوشی لوگ یعنی یہود، عیسیم، نصاریٰ، ہون گے، دجال کھائے پیئے گا۔ اس کی سواری سرخ رنگ کا گدھا ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی اور اس کا ایک قدم تاحدنگاہ پڑے گا، دجال کی آنکھ کافی ہوگی، تمہارا رب کا نام نہیں وہ تو بے نیاز ہے اور کچھ کھاتا پیتا بھی نہیں، الغرض! دجال کے زمانہ میں تمام شہر مضارب کی لپیٹ میں آجائیں گے، دجال چالیس دن تک زمین پر رہے گا، اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا اس سے کم اس طرح کم ہوتے ہوتے وہ اتارا جائے گا جتنا تمہارے عام دنوں کی ایک رات ہوتی ہے، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے علاوہ پوری زمین کو روند ڈالے گا۔“

فائدہ

اس روایت میں تین ایسے مقامات ذکر کئے گئے ہیں جہاں دجال داخل نہ ہو سکے گا۔ (۱) مکہ مکرمہ (۲) مدینہ منورہ (۳) بیت المقدس۔ جب کہ مسند احمد کی روایت میں چار مقامات کا ذکر ہے اور اس میں طور پہاڑ کا بھی ذکر ہے۔ اس کی توجیہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ دجال کا داخلہ حرمین میں تو مکمل طور پر بند ہوگا البتہ دیگر مقامات میں صرف مسجد اقصیٰ اور طور پہاڑ اس کے فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن سکیں گے، اردگرد کا علاقہ اس میں داخل نہیں۔

دجال کے علاوہ ایک اور چیز اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے

(ب) ﴿عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال ذکرنا

الدجال عند رسول اللہ ﷺ و هو قائم فاستفظ  
محمرًا لونه فقال غير ذلك اخوف لي عليكم ﴿﴾

(مسند احمد ج ۱ ص ۹۸ بحوالہ انصاری ص ۸۵)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور ﷺ کی موجودگی میں دجال کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے، دوران گفتگو آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا، فرمایا کہ تمہارے حق میں مجھے دجال کے علاوہ دوسری چیزوں سے زیادہ خوف محسوس ہوتا ہے۔“

### فائدہ

مطلب یہ ہے کہ دجال تو اپنے وقت پر ہی نکلے گا، مجھے تمہارے بارے میں دجال سے اتنا خوف محسوس نہیں ہوتا جتنا دنیا اور اس کی زیبائش سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے اپنے آپ کو دنیا کے فتنہ سے بچاؤ۔

### دجال کی تصدیق کرنے والا شقی ہوگا

(ج) ﴿عن النزال بن سبرة قال خطبنا علي بن ابي طالب رضي الله عنه على المنبر، فحمد الله و اتلى عليه، ثم قال: ايها الناس! سلوني قبل ان تفقدوني، قالها ثلاث مرات، فقام اليه الاصمغ بن نباتة فقال من الدجال يا امير المؤمنين؟ فقال يا اصمغ الدجال الصافي بن الصائد، الشقي من صدقه و السعيد من كذبه﴾

(مقدار درم ص ۳۵۳)

”نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

منبر پر ہمیں خطبہ دیا، اللہ کی تعریف اور ثناء کے بعد تین مرتبہ فرمایا، اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے مجھ کو گم کر دو یعنی میری وفات سے قبل جو پوچھنا چاہتے ہو، مجھ سے پوچھ لو۔ اصمغ بن نباتہ نامی ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا امیر المؤمنین! دجال کون ہوگا؟ فرمایا اے اصمغ! دجال کا نام صافی بن صائد ہوگا، اس کی تصدیق کرنے والا بد بخت اور اس کی تکذیب کرنے والا نیک بخت ہوگا۔“

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت

### فتنہ دجال سے پناہ مانگئے!

(الف) ﴿عن مسعب قال كان سعد يا مربخمس، ويذكرهن عن النبي ﷺ انه كان يا مربهن: اللعنه اني اعوذ بك من البخل، و اعوذ بك من السجين، و اعوذ بك ان ارد الى ارضي العمر، و اعوذ بك من فتنه الدنيا، يعني فتنه الدجال و اعوذ بك من عذاب القبر﴾  
(صحیح البخاری: ۶۳۶۵)

”مسعب کہتے ہیں کہ حضرت سعد پانچ چیزوں کا حکم دیتے تھے اور حضور ﷺ کے حوالے سے اس کو ذکر فرماتے تھے کہ نبی علیہ السلام بھی ان کا حکم فرماتے تھے اے اللہ! میں بخل سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور بزدلی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور گھٹیا عمر کی طرف لوٹ جانے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور دنیا کے فتنہ سے یعنی دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اور عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔“

## ہر نبی نے فتنہ دجال سے آگاہ کیا

(ب) ﴿عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا وَصَفَ الدَّجَالَ لَأَمْتِهِ، وَلَا صَفَنَهُ صَفَةً لَمْ يَصِفْهَا أَحَدٌ كَانَ قَبْلِي إِنَّهُ اعْبُورُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِاعْبُورٍ﴾

(مسند احمد ج ۱ ص ۷۶، بحوالہ النہایہ ص ۸۶، ۸۵)

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کے سامنے دجال کے اوصاف بیان نہ کئے ہوں البتہ میں تمہارے سامنے اس کی ایسی صفت بیان کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی ہوگی اور وہ یہ کہ دجال کا نام ہوگا، خدا کا نام نہیں ہے۔“

(۵) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت

## کیا کوئی صحابی دجال کے زمانے میں ہوگا؟

﴿عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ الدَّجَالَ قَوْمَهُ وَأَنِّي أَنْذَرُكُمْوه، فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ لَعَلَّهُ سَيَدْرِكُهُ مَنْ قَدَرَانِي وَسَمِعَ كَلَامِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ، امْتَلِهَا الْيَوْمُ، قَالَ أَوْخِرُ﴾

(ابوداؤد ۴۷۵۶، ترمذی ۲۲۳۳)

”حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ

السلام کے بعد جو نبی بھی آیا اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی نہیں اس سے ڈراتا ہوں، پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے اس کی صفات بیان فرمائیں اور فرمایا کہ ممکن ہے کہ مجھے دیکھنے والا اور میرے کلام کو سننے والا کوئی شخص بھی اس کو پالے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ کیا اسی طرح ہوں گے جیسے آج ہیں؟ فرمایا بلکہ اس سے بھی بہتر حالت پر ہوں گے۔“

(۶) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت

## دجال کی آنکھ

﴿..... سَمِعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خُبَابٍ ابْنُ أَبِي يَحْدُثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ: أَحْدَى عَيْنَيْهِ كَمَا نَهَا زُجَاجَةً خَضِرَاءَ، وَتَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾

(مسند احمد ج ۵ ص ۱۲۳، بحوالہ النہایہ ص ۸۷)

”عبداللہ بن خباب نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا اس کی ایک آنکھ بزریشے کی طرح ہوگی اوگو! اللہ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو۔“

## فائدہ

گذشتہ صفحات میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جو روایت ”ابن صیاد“ کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے اسی سے ملتی جلتی ایک روایت مسلم شریف ہی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، تطویل سے بچنے کے لئے اس کو نقل نہیں کیا

جابر البتہ "تخمون" دونوں کا ایک ہی ہے، اہل علم حضرات مسلم شریف کی حدیث نمبر ۷۳۵۵ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

## (۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایات

### خروج و جال سے قبل کے حالات

(الف) ﴿عن یسیر بن جابر قال: هاجت ریح حمراء بالكوفة، فجاء رجل ليس له هجيرى الا، يا عبد الله بن مسعود! جاءت الساعة، قال: فقعد و كان متكئا فقال ان الساعة لا تقوم، حتى لا يقسم ميراث، ولا يفرح بغنيمة، ثم قال بيده هكذا و نحاها نحو الشام فقال عدو يجمعون لاهل الاسلام و يجمع لهم اهل الاسلام، قلت الروم تعني؟ قال: نعم، قال و يكون عند ذاكم القتال ردة شديدة فيشترط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة، فيقتلون حتى يحجز بينهم الليل، فيفنى هؤلاء و هؤلاء، كل غير غالب، و تفنى الشرطة، ثم يشترط المسلمون شرطة للموت، لا ترجع الا غالبة، فيقتلون حتى يحجز بينهم الليل، فيفنى هؤلاء و هؤلاء، كل غير غالب، و تفنى الشرطة، ثم يشترط المسلمون شرطة للموت، لا ترجع الا غالبة، فيقتلون حتى يمسيوا، فيفنى هؤلاء و هؤلاء، كل غير غالب، و تفنى الشرطة، فاذا كان يوم الرابع، نهى اليهم بقية اهل الاسلام، فيجعل الله الدائرة عليهم، فيقتلون مقتلة.

اما قال: لا يبرى مثلها، و اما قال لم ير مثلها، حتى ان الطائر ليسر بجناياتهم، فما يخلقهم حتى يخرميتا. فيعاد بنو الاب، كانوا مائة، فلا يجدونه بقى منهم الا الرجل الواحد، فباى غنيمة يفرح؟ اراى ميراث يقاسم؟ فيناهم كذلك اذ سمعوا ببأس، هو اكبر من ذلك، فجاءهم الصريخ ان الدجال قد خلقهم فى ذرايعهم، فيرفضون ما فى ايديهم، و يقبلون، فيعتلون عشر فوارس طليعة، قال رسول الله ﷺ انى لا عرف اسماء هم و اسماء آبائهم، و الوان خيولهم، هم خير فوارس على ظهر الارض يومئذ او من خير فوارس على ظهر الارض يومئذ﴾ (مسلم: ۷۳۸۱)

”یسیر بن جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوفہ میں سرخ آنندھی آئی۔ ایک آدمی یہ شور مچاتا ہوا آیا کہ یا عبداللہ بن مسعود! قیامت آگئی۔ آپ تکلیف لگا کر بیٹھے تھے، ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ (ایسا وقت نہ آجائے کہ) میراث تقسیم نہیں ہوگی اور مال غنیمت سے خوشی نہیں ہوگی (کیونکہ جب کوئی وارث ہی نہیں رہے گا تو ترکہ کون ہائے گا؟ اور جب کوئی لڑائی سے زندہ ہی نہیں بچے گا تو مال غنیمت کی کیا خوشی ہوگی؟) پھر اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دشمن اہل اسلام سے لڑنے کے لئے جمع ہوں گے، مسلمان بھی ان سے لڑنے کے لئے اکٹھے ہوں گے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا دشمنوں سے مراد رومی ہیں؟ فرمایا ہاں! اور اس موقع پر شدید لڑائی ہوگی۔



مسلمانوں کی ایک جماعت یہ شرط لگا کر لڑنے کے لئے اُٹھ گئی کہ غالب ہوئے بغیر واپس نہیں آئیں گے (یا پھر مرجائیں گے) چنانچہ وہ لڑیں گے تا آنکہ رات، دن کے درمیان حائل ہو جائے گی اور دونوں فوجیں بارجمیت کے فیصلہ کے بغیر واپس ہو جائیں گی اور اسلامی دستہ مکمل شہید ہو جائے گا، تین دن تک ایک ایک دستہ اس طرح جاتا اور شہید ہوتا رہے گا۔

چوتھے دن بقیہ تمام مسلمان حملہ کے ارادے سے بڑھیں گے، اللہ تعالیٰ اس دن کافروں کو شکست دے دیں گے اور ایسی زبردست جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے نہ دیکھی گئی ہوگی (اور لاشوں کا اس قدر انبار لگ جائے گا کہ) ایک پرندہ ان پر سے اڑ کر گذرنا چاہے گا لیکن (شدت تغفن یا طول مسافت کی وجہ سے) اس میدان کو عبور کرنے سے پہلے گر کر مر جائے گا، اس کے بعد جب مردم شاری کی جائے گی تو اگر کسی آدمی کے سو بیٹے تھے، ان میں سے صرف ایک زندہ بچا ہوگا، باقی سب شہید ہو چکے ہوں گے، ایسی حالت میں کون سے مال غنیمت سے خوشی ہوگی؟ یا کون سی وراثت تقسیم ہوگی؟

ابھی مسلمان اسی حال میں ہوں گے کہ اس سے بڑی آفت کی خبر سنیں گے چنانچہ ایک شخص جج کر کہے گا کہ دجال ان کے پیچھے ان کے بچوں میں آگھسا ہے، مسلمان یہ خبر سنتے ہی اپنے پاس موجود تمام چیزوں کو چھوڑ چھاڑ کر اس کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور (تحقیق حال کیلئے) مقدمۃ الحیش یا ہراول کے طور پر دس سواروں کا ایک دستہ بھیجیں گے جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام اور

ان کے گھوڑوں کے رنگوں تک کو جانتا ہوں، وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین شہسواروں میں سے ہوں گے۔

### انبیاء کرام علیہم السلام کا دجال کے بارے میں مذاکرہ

(ب) ﴿عن عبد اللہ بن مسعود قال: لما كان ليلة اسرى برسول اللہ ﷺ، لقى ابراهيم وموسى وعيسى عليهم السلام. فلما كروا الساعة، فبدأوا بابراهيم، فسالوه عنها، فلم يكن عنده منها علم، ثم سالوا موسى، فلم يكن عنده منها علم، فرد الحديث الى عيسى ابن مريم، فقال: قد عهد الي فيما دون وجبتها، فاما وجبتها فلا يعلمها الا الله، فلذكر خروج الدجال، قال: فانزل فاقبله، فارجع الناس الى بلادهم، فيسئقيلهم ياجوج و ماجوج وهم من كل حذب ينسلون اليه﴾ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۸۱)

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات حضور ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کی ملاقات حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، اسی اثناء میں قیامت کا تذکرہ شروع ہو گیا، ان حضرات نے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کب آئے گی؟) ان کو اس کا علم نہ تھا، اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا لیکن ان کو بھی اس کا علم نہ تھا، پھر گفتگو کا رخ حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف پھیر دیا گیا، تو وہ فرمانے لگے کہ وقوع قیامت سے پہلے کے وقت میں مجھ سے ایک عبد لیا گیا ہے تاہم صحیح وقت اللہ

کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خروج دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتر کر اس کو قتل کروں گا اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو لوٹ جائیں گے۔

کچھ عرصہ کے بعد یاجوج ماجوج ان کے سامنے نکل آئیں گے اور وہ ہر بلندی سے پھسلے ہوئے دکھائی دیں گے۔“

### فائدہ

یہی حدیث مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵ پر بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے البتہ اس میں کچھ اضافہ ہے اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ دجال کا خروج ہوگا اور میرے پاس دو شہنشاہ ہوں گی، جب وہ مجھے دیکھے گا تو اس طرح پٹھلنا شروع ہو جائے گا جیسے سیدہ پٹھلتا ہے چنانچہ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ اس کو مجھ سے ہلاک کر دے گا اس وقت شجر و حجر بھی بولیں گے کہ اے مسلم! میرے نیچے کا فر چھپا ہوا ہے، آکر اس کو قتل کر۔

اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ابتدائی صفحات میں ”ابن صیاد“ کے دجال ہونے کی بابت قسم کمانے والی حدیث بھی گزر چکی ہے جو کہ مسند ابویعلیٰ الموصلی ج ۹ ص ۱۳۲ پر موجود ہے۔

### خروج دجال کے وقت لوگوں کی جماعتیں

(ج) ﴿عن ابن مسعود قال: يفترق الناس عند خروج الدجال ثلاث فرق، فرقة تبغوه و فرقة تلحق بارض آباءها بماء الشيح، و فرقة تاخذ بشط الفرات يقتلهم و يقتلونه حتى يجتمع المؤمنون بقرى الشام، و يبعثون طليعة، فيهم فارس، فرس اشقرا و ابلق، فيقتلون فلا

يرجع منبجهم بشر﴾ (النهاية ص ۱۱۷)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خروج دجال کے وقت لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ (۱) ایک گروہ دجال کی پیروی کرے گا۔ (۲) ایک گروہ اپنے آباء اجداد کی زمین میں دیہات چلا جائے گا۔ (۳) اور ایک گروہ نہر فرات کے کنارے جا کر دجال سے لڑے گا، دجال ان کا مقابلہ کرے گا یہاں تک کہ تمام مؤمنین شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور فوج کا ایک دستہ ہراول کے طور پر دجال کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجیں گے۔

ان میں سے ایک شخص مجبورے یا چستکبرے گھوڑے پر سوار ہوگا، یہ سب قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں بچے گا۔“

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات

### مدینہ منورہ کی فضیلت

(الف) ﴿عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا یدخل المدینۃ المسیح ولا الطاعون﴾

(صحیح البخاری: ۵۷۳۱، ۱۸۸۰، ۷۱۳۳، بخاری مالک ص ۱۶۸)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ میں دجال اور طاعون داخل نہ ہو سکے گا۔“

### دجال کے ساتھ جنت اور جہنم

(ب) ﴿عن ابی سلمۃ قال: سمعت ابی ہریرۃ قال: قال

رسول اللہ ﷺ: الا اخبركم عن الدجال حديثا ما حدثته نبي قومه؟ انه اعور، و انديجي معه مثل الجنة و النار، فالتى يقول انها الجنة هي النار، و التي اندوتكم به كما انذر به نوح قومه ﴿٤٢: ٤٣﴾ (مسلم: ۷۳۷۲)

”ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دجال سے متعلق ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے ذکر نہ کی ہو؟ بے شک دجال کا تا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور جہنم جیسی (وادیوں) ہوں گی، جس کو وہ جنت کہے گا، و درحقیقت وہ جہنم ہوگی اور میں تمہیں دجال سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔“

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کا قتل

(ج) ﴿عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال: لیس بینی و بینہ یعنی عیسی علیہ السلام، نبی، و انه نازل، فاذا رايتموه فاعرفوه: رجل مربع الى الحمرة و البياض بين مصرتين، كان راسه يقطر و ان لم يصبه بلل، فيقاتل الناس على الاسلام، فيدق الصليب، و يقتل الخنزير، و يضع الجزية، و يهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام، و يهلك المسيح الدجال، فيمكت في الارض اربعين سنة ثم يتولى فيصلي عليه المسلمون﴾ (ابوداؤد: ۴۴۲۵)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے

نے ارشاد فرمایا: میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا، غفریب وہ نازل ہوں گے، جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ درمیانہ قد اور سرخ و سفید رنگ کے آدمی ہوں گے، بلکے زرد رنگ کے دو کپڑے زیب تن کئے ہوں گے، سر کے بال اگرچہ گیلے نہ ہوں لیکن اس سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے محسوس ہوں گے، اسلام کے لئے لوگوں سے قتال کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ لینا بند کر دیں گے، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ختم کر دیں گے، اور انہی کے ذریعے مسیح دجال کو ہلاک فرمائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے، پھر وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔“

### فرشتوں کا پہرہ داری کرنا

(د) ﴿عن ابی ہریرۃ ان رسول الله ﷺ قال: الايمان بمان، و الكفر من قبل المشرق، و السكينة لاهل الغنم، و الفخر و الرياء في الفدادين اهل الخيل و اهل الوبر، ياتى المسيح اى الدجال اذا جاء دبر احد صرفت الملائكة و جهد قبل الشام و هنالك يهلك﴾ (ترمذی: ۲۲۳۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایمان یعنی ہے اور کفر مشرق کی طرف سے آئے گا، بکریوں والے اطمینان میں ہیں اور ندادین یعنی گھوڑوں اور

اونٹوں کے مالک نضر اور ریا میں ہیں، (یاد رکھو!) دجال آئے گا، جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا تو ملائکہ اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہ وہیں ہلاک ہوگا۔

### فتنہ دجال سے پناہ مانگنے کی تلقین

(۵) ﴿عن ابی ہریرۃ انہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّفَرِ، وَ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ﴾ (نسائی: ۵۵۰۷)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں عذاب جہنم سے، اور عذاب قبر سے، اور مسیح دجال کے شر سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ کے شر سے۔“

### یہودیوں کا درخت

(۶) ﴿عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال: لا تقروم الساعة حتى يقاتل المسلمون اليهود، فيقتلهم المسلمون حتى يختبئ اليهودي من وراء الحجر والشجر، فيقول الحجر او الشجر: يا مسلم! يا عبد الله! هذا اليهودي من خلفي فتعال فاقتله الا الغرقى فانه من شجر اليهود﴾

(مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۷ بحوالہ النہای ص ۱۲۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے قتال نہ کر لیں، چنانچہ مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپنا چاہے گا تو وہ پتھر یا درخت پکار کر کہے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے پس تو آکر اس کو قتل کر، سوائے غرقہ کے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے (اس لئے وہ کچھ نہیں بولے گا۔)

### فائدہ

گذشتہ صفحات میں یہ بات گذر چکی ہے کہ دجال کے لئے ”یوتیم“ انتہائی کڑوا گھونٹ ثابت ہوں گے اور اس سے خوب جم کر لڑیں گے۔ بخاری اور مسلم کی یہ روایت بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔ اس کا متن اور ترجمہ صفحہ نمبر پر ملاحظہ کیجئے۔

(۷) ﴿عن ابی ہریرۃ قال: احدثكم ما سمعت عن رسول الله ﷺ الصادق المصدوق: ان الاعور الدجال مسيح الضلالة يخرج من قبل المشرق في زمن اختلاف الناس، و فرقة، فيبلغ ما شاء الله ان يبلغ من الارض في اربعين يوما، الله اعلم ما مقدارها [مرتین] و ينزل عيسى بن مريم فيؤمهم، فاذا رفع راسه من الركعة قال: سمع الله لمن حمده، قتل الله الدجال و اظهر المؤمنين﴾ (ابن حبان فی صحیح الاحسان ج ۸ ص ۲۸۶)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تم سے حضور ﷺ کے حوالے سے سنی ہوئی ایک حدیث ذکر کرتا ہوں کہ کاتا



دجال جو کہ "صبح الضلالتہ" ہوگا، لوگوں کے درمیان اختلاف اور افتراق کے زمانے میں مشرق کی طرف سے نکلے گا اور جہاں تک اللہ کو منظور ہوگا، وہ چالیس دنوں میں پوری زمین پر چھا جائے گا اور اللہ ہی اس کی مقدار جانتے ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا (اور وہ پہلی نماز چھوڑ کر باقی نمازوں میں) مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے، جب رکوع سے سر اٹھائیں گے تو یہ جملہ ارشاد فرمائیں گے۔

"سمع اللہ لمن حمدہ،

قتل اللہ الدجال، و اظهر المؤمنين"

(۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کی عاجزی اور درماندگی

(الف) عن ابی سعید الخدری قال: حدثنا رسول اللہ ﷺ حديثاً طويلاً عن الدجال فكان فيما حدثنا به ان قال: يأتي الدجال، وهو محرم عليه ان يدخل نقاب المدينة. ينزل بعض السباح التي تلي بالمدينة، فيخرج اليه يومئذ رجل هو خير الناس او من خير الناس، فيقول: اشهد انك الدجال الذي حدثنا عنك رسول الله ﷺ حديثه، فيقول الدجال: ارايت ان قتلته هذا ثم احياه، هل تشكون في الامر؟ فيقولون: لا، فيقتله ثم يحييه فيقول حين يحييه: والله ما كنت قط اشد بسيرة مني اليوم، فيقول الدجال: اقله، فلا يسلط عليه ﴿ (بخاری: ۲۸۸۴-۴۱۳۲-۷۳۷۵)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے دجال سے متعلق ایک طویل حدیث ذکر فرمائی، ان میں سے چند باتیں یہ بھی تھیں کہ دجال آئے گا۔ حالانکہ اس پر مدینہ کے ہر درے میں سے داخل ہونا حرام ہے۔ اور مدینہ منورہ کے ساتھ متصل ایک کھاری زمین پر پڑاؤ ڈالے گا، اس کے آنے کی خبر سن کر اس کی طرف ایک آدمی جائے گا جو اس وقت لوگوں میں سب سے بہترین ہوگا اور کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی تھی، دجال (لوگوں سے مخاطب ہو کر) کہے گا کہ اچھا یہ بتاؤ! اگر میں اس کو قتل کر کے زندہ کروں تو کیا پھر بھی تم (میری ربوبیت کے) معاملے میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں! چنانچہ وہ اس کو قتل کر کے زندہ کرے گا۔ وہ شخص زندہ ہونے کے بعد کہے گا کہ بخدا! آج سے پہلے مجھے تیرے معاملے میں اتنی زیادہ بصیرت حاصل نہیں ہوئی تھی، دجال چاہے گا کہ میں اس کو دوبارہ قتل کر دوں لیکن اس کو اس پر قدرت نہیں دی جائے گی۔"

دجال اور ایک مرد مؤمن

(ب) عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج الدجال فيتوجه قبله رجل من المؤمنين، فتلقاه المسالحة، مسالحة الدجال، فيقولون له: اين نعمد؟ فيقول: اعمد الي هذا الذي خرج، قال: فيقولون له: او ما تؤمن برئنا؟ فيقول: ما برئنا خفاء، فيقولون:

افصلوہ: فيقول بعضهم لبعض: اليس فذلناكم ربكم ان تقتلوا احدا دونہ، قال: فيطلقون به الى الدجال، فاذا راه المؤمن قال: يا ايها الناس! هذا الدجال الذي ذكر رسول الله ﷺ، قال: فبا مر الدجال به فيشبع، فيقول: خذوه و شجوه، فيوسع ظهروه و بطنه ضربا، قال: —: فيقول: اما تؤمن بي؟ قال: فيقول: انت المسيح الكذاب، قال: فيزمر به فيز شربا لمنشار من مفرقه حتى يفرق بين رجليه، قال: ثم يمشي الدجال بين القطعتين، ثم يقول له: قم، فيستوي قائما، قال: ثم يقول له: اتؤمن بي؟ فيقول: ما ازددت فيك الا بصيرة، قال: ثم يقول: يا ايها الناس! انه لا بتعل بعدى يا حدمن الناس، قال: فياخذه الدجال ليذبحه، فيجعل مابين رقبته الى ترقوته نحاسا، فلا يستطيع اليه سبيلا، قال: فياخذه بيديه ورجليه فيقتل به، فيحسب الناس انما قذفه الى النار، و انما القى في الجنة ﴿﴾

(مسلم: ۷۳۷۷)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب دجال کا خروج ہو چکے گا تو ایک مسلمان اس کی طرف روانہ ہوگا، راستے میں اس کو دجال کے مسلح افراد ملیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ کدھر کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا کہ میرا ارادہ اس شخص کے پاس جانے کا ہے جس کا خروج ہوا ہے، وہ کہیں گے کہ کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب کو پہچاننے میں کوئی پشیدگی نہیں، یہ سن کر وہ

کہیں گے کہ اس کو قتل کر ڈالو، پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہیں تمہارے رب نے منع نہیں کیا تھا کہ اس کی موجودگی کے بغیر کسی کو قتل نہ کرنا چنانچہ وہ اس کو دجال کی خدمت میں لے کر روانہ ہو جائیں گے۔

وہ مرد مؤمن دجال کو دیکھتے ہی کہے گا کہ اے لوگو! یہ تو وہی دجال ہے جس کا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ دجال اس کے متعلق حکم دے گا کہ اس کو کھینچا جائے، پھر کہے گا کہ اس کو پکڑ کر اس کا سر زخمی کر دو، چنانچہ اس کی کمر اور پیٹ پر بہت مار لگائی جائے گی پھر دجال اس سے کہے گا کہ کیا اب بھی تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ لیکن اس کا جواب یہی ہوگا کہ تو وہی مسیح کذاب ہے، پھر دجال آ رہے منگوا کر اس کے ذریعے اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں پاؤں الگ کر دے گا اور جسم کے ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر اس کو کھلم دے گا کھڑا ہو جا! وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال پھر اس سے پوچھے گا کہ اب مجھ پر ایمان لاتا ہے یا نہیں؟ وہ کہے گا کہ میرے بارے میں میری بصیرت اور بڑھ گئی ہے۔

پھر کہے گا کہ اے لوگو! میرے بعد اب کسی کے ساتھ دجال ایسا سلوک نہیں کر سکے گا۔ دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا لیکن اس مرد مؤمن کی گردن سے ہنسی تک کا حصہ تانبے کا بنا دیا جائے گا اور دجال اس کو قتل کرنے کی کوئی سہیل نہ پائے گا، (غصے میں آ کر) اس کو ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر پھینکے گا، لوگ یہ سمجھیں گے کہ اس کو آگ میں پھینکا ہے حالانکہ وہ جنت میں پہنچ چکا ہوگا۔“

## فائدہ

گزشتہ صفحات میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث گذر چکی ہے جس میں ان کے اور ابن مسعود کے درمیان ایک مکالمہ کا ذکر ہے تفصیلات کے لئے گزشتہ صفحات اور حوالہ کے لیے مسلم شریف حدیث نمبر ۴۳۲۸ تا ۴۳۵۰ ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح حافظ ابن کثیرؒ نے النہایہ ص ۸۸ پر مسند احمد کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت درج کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اس لئے یہاں اس کو ذکر نہیں کیا گیا۔

## (۱۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایات

## مدینہ منورہ میں تین زلزلے

(الف) ﴿حدثني انس بن مالك عن النبي ﷺ قال: ليس من بلد الا سيطره الدجال الا مكة والمدينة، ليس له من نقابها نقب الا عليه الملكة صافين يحرسونها، ثم ترجف المدينة باهلها ثلاث رجفات، فيخرج الله كل كافر و منافق﴾

(بخاری ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی کہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں ہے جس کو دجال اپنے پاؤں تلے نہ روندے، کہ اس کے ہر درے پر صرف بت فرشتے پہرہ داری کر رہے ہوں گے، پھر مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جن کے ذریعے اللہ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے باہر نکال دیں گے۔“

## فائدہ

یہ حدیث مسند احمد ج ۳ ص ۹۱ پر بھی مروی ہے اور مسلم میں ۴۳۹۰ پر۔

## دجال کی آنکھیں

(ب) ﴿حدثنا انس بن مالك ان نبي الله ﷺ قال: الدجال مكتوب بين عينيه ك. ف. ر. اي كافر﴾  
(صحیح مسلم ۴۳۶۳۔ مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۵)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی کہ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر لکھا ہوگا یعنی کافر۔“

## فائدہ

یہی حدیث معمولی فرق کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ابوداؤد شریف میں بھی مروی ہے۔ حدیث نمبر ۴۳۱۶۔  
اسی طرح یہی حدیث ترمذی شریف میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۲۳۲، ۲۲۳۵۔

## حضور ﷺ کا معمول

(ج) ﴿عن انس قال: كان رسول الله ﷺ يتعوذ بهؤلاء الكلمات كان يقول: اللهم اني اعوذ بك من الكسل، والهرم، والجبن، والبخل، وسوء الكبر، وفطنة الدجال، وعذاب القبر﴾ (نسائی ۵۳۹۷)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ان کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ میں آتے تھے کہ اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، بزدلی، بخل، بری عمر، فتنہ، دجال اور عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

### چھ چیزوں سے قبل نیک اعمال کرلو!

(د) ﴿عن انس بن مالک عن رسول الله ﷺ قال: بادروا بالأعمال ستا: طلوع الشمس من مغربها، والدخان، وذابة الارض، والدجال، وخويرة احدكم، و امر العامة﴾ (الترمذیہ: ۳۰۵۶)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال کی طرف سبقت کرلو۔ (۱) ”غرب سے طلوع آفتاب۔ (۲) دھواں (۳) ذابۃ الارض (۴) دجال (۵) خاص فتنہ جو تم میں سے کسی کسی کو پیش آئے (۶) عام فتنہ جو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔“

### مکان خروج دجال

(۵) ﴿عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ: يخرج الدجال من يهودية اصبهان معه سبعون الفا من اليهود عليهم السجبان﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۳ کذا فی النہایہ ص ۹۰)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کا خروج اصبہان کے علاقہ ”یہودیہ“ سے ہوگا، اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن پر عمدہ اور

قیمتی چادریں ہوں گی۔“

(و) ﴿عن انس بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ: ان امام الدجال سنين خداعة يصدق فيها الكاذب، و يكذب فيها الصادق، و يخون فيها الامين و يؤتمن فيها الخائن، و يتكلم فيها الرويضة، قيل: وما الرويضة؟ قال: الفويسق يتكلم في امر العامة﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۰)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: دجال سے پہلے کچھ دھوکے اور فریب کے سال ہوں گے، جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا، امین کو خائن اور خائن کو امین قرار دیا جائے گا اور اس میں ”رویضہ“ کلام کرے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ رویضہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ فاسق آدمی بھی امور عامہ میں رائے زنی کرنے لگے گا۔“

(۱۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایات

### خروج دجال برحق ہے

(الف) ﴿عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله ﷺ: عمران بيت المقدس خراب يثرب، و خراب يثرب خروج الملحمة، و خروج الملحمة فتح القسطنطينية، و فتح قسطنطينية خروج الدجال، ثم ضرب بيده على فخذه الذي حدثه او منكبه، ثم قال: ان هذا الحق كما انك ههنا او كما انك فاعده يعني معاذ بن جبل﴾

(ابرواؤر: ۳۲۹۳)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور



ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کا آباد ہونا دراصل ”شرب“ کی ویرانی ہے اور ”شرب“ کا ویران ہونا درحقیقت جنگوں کا ظہور ہے اور جنگوں کا ظہور فتح قسطنطنیہ کا پیش خیر ہے اور فتح قسطنطنیہ درحقیقت خروج دجال کی علامت ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس شخص کی ران یا کندھے پر مارا جس سے آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی اور فرمایا کہ جس طرح تمہارا یہاں بیٹھا ہونا برحق ہے اسی طرح یہ بھی برحق ہے۔ مراد اس شخص سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔“

### جنگ عظیم اور خروج دجال

(ب) ﴿عن ابی سحرۃ صاحب معاذ بن جبل عن النبی ﷺ قال: الملحمة العظمی و فتح القسطنطنیة و خروج الدجال فی سبعة اشهر﴾ (ترمذی: ۲۲۳۸)

”حضرت معاذ بن جبل کے شاگرد ابو سحر یہ ان کے حوالے سے، حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال سات مہینوں کے اندر سب کچھ ہو جائے گا۔“

فائدہ

یہی حدیث سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث

نمبر ۳۰۹۲۔

### فتنہ و جال کی اہمیت

(ج) ﴿عن جنادة ابن ابی امیة ان قوما دخلوا علی معاذ بن

جبل، و هو مریض، فقالوا له: حدثنا حديثنا سمعته من رسول الله ﷺ له تسعة، فقال: اجلسوني فاخذ بعض القوم بيده، و جلس بعضهم خلفه، فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ما من نبي الا وقد حذر امته الدجال الخ﴾ (بخاری: ۴۳۰۰)

”جناد بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ لوگوں کی ایک جماعت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ بیمار تھے، لوگوں نے درخواست کی کہ کوئی ایسی حدیث حضور ﷺ کے حوالے سے ہمیں سنائیے جو آپ بھولے نہ ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو! لوگوں نے اٹھا کر بٹھا دیا، آپ رضی اللہ عنہ ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئے (تاکہ گر نہ جائیں) اور آپ کو سہارا دینے کے لئے پیچھے بھی ایک آدمی بیٹھ گیا۔“

پھر آپ رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو فتنہ و جال سے ڈرایا ہے۔ میں بھی تمہیں اس کے فتنہ سے ڈراتا ہوں۔“

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات

### دجال کا طواف کعبہ کرنا

(الف) ﴿عن نافع، قال عبد الله: ذكر النبي ﷺ يوما بين ظهري الناس المصبح المصبح الدجال فقال: ان الله ليس باعور، الا ان المسيح الدجال اعور العين اليمنى كان عينه عتبة طافية و ارانى الليلة عند الكعبة في المنام فاذا

رجل آدم کا حسن عابری من ادم الرجال، تضرب لثمہ  
بین مکنیہ، رجل الشعر یقطر راسہ ماء، واضعاً یدیه  
علی مکنی رجلین وهو یطوف بالبيت فقلت: من هذا؟  
فقالوا هذا المسیح ابن مریم، ثم رایت رجلاً وراءه  
جعلاً قسطاً اعور العین الیمنی کاشبه من رایت باہن  
قطن، واضعاً یدیه علی مکنی رجل یطوف بالبيت  
فقلت: من هذا؟ فقالوا المسیح الدجال ﴿﴾

(بخاری، ۳۳۳۹، ۳۳۴۰، ۳۳۴۱)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور  
ﷺ نے لوگوں کے سامنے مسیح دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے  
فرمایا، خدا کا نام نہیں ہو سکتا، مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا گویا  
کہ اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہوگی۔

آج رات مجھے خواب میں خانہ کعبہ کے پاس دکھایا گیا  
کہ ایک گندمی رنگ کا آدمی، جو مردوں میں سب سے زیادہ  
خوابسور گندمی رنگ ہو سکتا ہے، اس کے بال دونوں کندھے  
کے درمیان تک لٹکے ہوئے ہیں، بلکہ گھونگھریالے بال اور ان  
سے پانی ٹپک رہا تھا، اس نے اپنے ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں  
پر رکھے ہوئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے  
پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں۔  
پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جو اس کے پیچھے پیچھے تھا، انتہائی  
گھونگھریالے بال، دائیں آنکھ سے کانا، اس کے سب سے زیادہ  
مشابہہ جس کو میں نے دیکھا ہے وہ عبدالعزیٰ بن قطن ہے۔ اس  
نے اپنے ہاتھ ایک آدمی کے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے اور بیت

اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے  
بتایا کہ یہ مسیح دجال ہے۔“

### فائدہ

اس حدیث کا ابتدائی حصہ مسلم شریف میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ  
ہو حدیث نمبر ۷۳۶۱ اسی طرح، مؤطا مالک ص ۱۲ پر بھی یہ مکمل حدیث مروی ہے۔

### کچھ فتنوں کا ذکر

(ب) ﴿﴾ عن عبداللہ بن عمر یقول: کنا فعدوا عند رسول  
اللہ ﷺ فذكر الفتن فاکثر فی ذکرها حتی ذکر فتنة  
الاحلاس، فقال قائل: یا رسول اللہ! وما فتنة الاحلاس؟  
قال: هی حرب و حرب، ثم فتنة السراء دخنہا من  
تحت قدمی رجل من اهل بیتي، یزعم انه منی و لیس  
منی، و انما اولیائی المتقون، ثم یصطلح الناس علی  
رجل کورک علی ضلع، ثم فتنة الدھماء: لاتدع  
احدا من هذه الامة الا لطمته لطمه، فاذا قیل انقضت  
تمادت، یصبح الرجل فیها مؤمنا و یمسی کافرا، حتی  
یصیر الناس الی فسطاطین: فسطاط ایمان لانفاق فیہ،  
و فسطاط نفاق لا ایمان فیہ، فاذا کان ذاکم فانظروا  
الدجال من یومہ او من غدہ ﴿﴾ (ابوداؤد، ۴۲۴۲)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم  
حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے  
فتنوں کا ذکر شروع فرمادیا اور بہت سارے فتنوں کو بیان کیا، یہاں

تک کہ ”فتنہء احلاس“ کا ذکر فرمایا، ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ”فتنہء احلاس“ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: بیگانہ اور لڑنا ہوگا۔

پھر سراء کا فتنہ ہوگا جس کی تاریخ اس شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گی جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا، اور اس کا گمان یہ ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا، میرے دوست تو ”محقق“ ہیں، پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو پہلی پرکوبے کی مانند ہوگا۔

پھر ”فتنہء دھیما“ ہوگا جو اس امت کے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑے گا جس کو اس نے نہ تجھڑا ہو، جب لوگ کہیں گے کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا ہے تو وہ پھر بھڑک اٹھے گا، اس فتنے میں آدمی صبح کے وقت مسلمان اور شام کو کافر ہوگا تا آنکہ لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک خیمہ ایمان کا ہوگا جس میں نفاق بالکل نہ ہوگا اور ایک خیمہ نفاق کا ہوگا جس میں ایمان بالکل نہ ہوگا۔ جب تم پر ایسے حالات آجائیں تو اسی دن یا اس سے اگلے دن خروج دجال کے منتظر رہنا۔“

### فائدہ

اس حدیث میں چند فتنوں کی پیشین گوئی فرمائی گئی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کی مختصر سی وضاحت نقل کر دی جائے۔

### فتنہء احلاس

اصل میں ”احلاس“ جمع ہے ”حلس“ کی جس کا معنی ہے ٹاٹ۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ٹاٹ ایک طویل عرصے تک زمین پر بچھا رہتا ہے اس طرح آخر زمانے

میں ایک فتنہ لوگوں پر غرض دراز تک قائم رہے گا جس کی وجہ سے لوگ مشکلات اور مصائب کا شکار رہیں گے۔ اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ لوگ ایک دوسرے کا مال زبردستی چھین لیا کریں گے، لوٹ مار کا بازار گرم ہوگا اور آپس میں دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔

حدیث کا یہ ٹکڑا ہمارے لئے ایک ”تاریخہء عبرت“ ہے، ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ کیا حالات ایسے ہی نہیں ہیں؟ بھائی بھائی میں اتنی عداوت ہے کہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں، باپ بیٹے کے درمیان نفرت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ ایک دوسرے کا مال ناحق ہڑپ کرنے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے، دن و رات بھرے بازار میں ایک شریف آدمی کو لوٹ لیا جاتا ہے کوئی فریاد رس نہیں پہنچتا، جنگ و جدال اس قدر کہ الامان والحفیظ ہمیں اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ کہیں ہم اس فتنے کا حصہ تو نہیں بن رہے؟

### فتنہء سراء

اس کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانے میں اسلام کے کچھ ایسے دعویدار پیدا ہو جائیں گے جو اندر ہی اندر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر ڈالیں گے اور سازشوں کا جال پھیلا کر مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دیں گے اور بعض حضرات نے اس سے ”واقعہء حرہ“ مراد لیا ہے جس کی تفصیلات کتب حدیث میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

”پہلی کے اوپر کوبے کی مانند ہوگا“ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کوبے کی ہڈی کو پہلی کی ہڈی پر چڑھا دینے سے کولہا اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا اور پہلی کی ہڈی کے ساتھ اس کا جوڑ نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح وہ شخص حکومت کے قابل نہیں ہوگا۔

### فتنہء دھیما

”دھیما“ کا لفظ ”دھیما“ سے نکلا ہے جس کا معنی ہے سیاہ اور تاریک۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح رات کی سیاہی اور تاریکی ہر شخص کو اندھیرے میں مبتلا کر دیتی ہے اسی طرح اس فتنہ کی ظلمت ہر شخص کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوگی اور ہر ایک کے قوائے فکر و عمل پر تاریک سایہ بن کر چھا جائے گی۔

### تنبیہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ترمذی شریف میں دجال کے کانا ہونے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اس کے فتنے سے ڈرانا مذکور ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۲۳۵۔

### مسلمانوں کا دجال پر تسلط

(ج) ﴿عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَنْزِلُ الدَّجَالُ فِي هَذِهِ السَّبْحَةِ بِمَرْقَنَاءَ، فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ، حَتَّىٰ أَنْ الرَّجُلَ لِيَرْجِعَ إِلَىٰ حَمِيمَةٍ، وَ إِلَىٰ أُمَةٍ، وَ ابْنَتِهِ، وَ اخْتَهُ، وَ عَمَتَهُ، فَيُوثِقُهَا بِرِبَاطٍ مَخَافَةٍ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ، ثُمَّ يَسْلُطُ اللَّهُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ، فَيَقْتُلُونَهُ، وَ يَقْتُلُونَ شِيعَتَهُ حَتَّىٰ أَنْ الْيَهُودَ لِيَخْتَبِيَنَّ تَحْتَ الشَّجَرَةِ أَوْ الْحَجَرِ، فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوْ الشَّجَرَةُ لِلْمَسْلُومِ: هَذَا يَهُودِيٌّ تَحْتِي فَاقْتُلُوهُ﴾ (مسند احمد ج ۲ ص ۶۷ بحوالہ النہای ص ۱۰۲)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال اس کھادی زمین میں ”مرقناۃ“ کے پاس پڑاؤ ڈالے گا۔ اس کے پاس ”عورتیں“ سب سے زیادہ جانے والی ہوں گی یہاں تک کہ ایک آدمی اپنی بیوی، ماں، بیٹی، بہن اور پھوپھی کے پاس آکر ان کو رسی سے باندھ دے گا اس ڈر سے کہ

کہیں یہ دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دجال پر غلبہ عطا فرمادیں گے اور وہ اس کو قتل کر ڈالیں گے اور اس کے تمام ہمنواؤں کو بھی۔ حتیٰ کہ ایک یہودی کسی درخت یا پتھر کے نیچے چھپنا چاہے گا تو وہ شجر یا حجر مسلمان کو پکار کر کہے گا کہ یہ یہودی میرے نیچے چھپا ہوا ہے آکر اس کو قتل کر۔“

### فائدہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ایک روایت مروی ہے جس کا مضمون تو کئی مرتبہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے لیکن اس کی تمہید بڑی عجیب ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ”حجۃ الوداع“ کی باتیں کیا کرتے تھے، ہمیں کیا خبر تھی کہ اب حضور ﷺ ہی رخصت ہونے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے اس ”حجۃ الوداع“ میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں ”ذکر دجال“ بھی تفصیل و اطناب سے فرمایا۔

راقم کا خیال تھا کہ شاید سند کے اعتبار سے یہ روایت ضعیف ہو لیکن اس حدیث کے جتنے راوی ہیں ان سب سے امام بخاریؒ نے اپنی کتاب ”صحیح بخاری“ میں روایت نقل کی ہے اس لئے سند کے اعتبار سے اس حدیث پر کوئی حرف شک نہیں اٹھایا جاسکتا۔ اب قابل افسوس یہ بات ہے کہ ہمیں خطبہ، حجۃ الوداع کی وہ تاریخی و استواریز دستیاب نہیں ہو سکی جس میں دیگر احکام کے ساتھ ساتھ فتنوں کی اس ”جز“ کا بھی تذکرہ ملتا ہو۔

(د) ﴿إِسْأَلْ رَجُلًا ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَتْعَةِ. مَتْعَةُ النِّسَاءِ. وَ أَمَّا عَنْدَهُ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا كُنَّا عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَانِينَ وَلَا سَافِحِينَ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لِيَكُونَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ الْمَسِيحُ



الدجال، و کذابون ثلاثون او اکثر ﴿﴾ (مسند احمد ج ۲ ص ۹۵)  
 ”راوی کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں ایک شخص نے حضرت  
 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کا  
 مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا بخدا! ہم حضور ﷺ کے  
 زمانے میں بھی بدکار اور شہوت ران نہ تھے، پھر فرمایا بخدا! میں  
 نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے مسیح  
 و جال ضرور آئے گا، اسی طرح تمیں یا زیادہ کذاب بھی آئیں  
 گے۔“

### (۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات

#### نماز میں پڑھی جانے والی دعاء

(الف) ﴿عن عائشة رضي الله عنها ان النبي ﷺ كان  
 يقول: اللهم اني اعوذ بك من الكسل و الهرم،  
 و المائم و المغمرم، و من فتنة القبر و عذاب القبر، و من  
 فتنة النار و عذاب النار، و من شر فتنة الغنى، و  
 اعوذ بك من فتنة الفقر، و اعوذ بك من فتنة المسيح  
 الدجال الخ﴾ (صحیح البخاری: ۶۳۶۸)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ دعا  
 کرتے ہوئے فرماتے تھے، اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے،  
 گناہوں، قرضوں، فتنہ قبر، عذاب قبر، فتنہ نار، عذاب جہنم،  
 مالداروں کے فتنہ کے شر سے، فقر و فاقہ کے فتنہ سے تیری پناہ میں  
 آتا ہوں اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح و جال کے فتنہ سے۔“

### فائدہ

یہ حدیث بخاری شریف میں آئمہ جگہ پر مروی ہے۔ جن میں سے ایک کے  
 اندر یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضور ﷺ دوران نماز فتنہ و جال سے پناہ مانگا کرتے تھے۔  
 اسی وجہ سے امام بخاری نے اس حدیث سے پہلے باب باندھا ”باب الدعاء قبل  
 السلام“ یعنی نماز کا سلام پھیرنے سے پہلے پڑھی جانے والی دعاء۔ اس کی مزید تفصیل  
 آگے آئے گی۔ انشاء اللہ

### تنبیہ

یہی حدیث مسلم شریف میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔  
 حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۱۳۲۳۔ اسی طرح ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۲۸۔  
 (ب) نسائی شریف میں نماز کسوف سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
 کی ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں کسوف شمس کے موقع پر حضور ﷺ کی نماز کا  
 طریقہ مذکور ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔

﴿فلما انصرف قعد على المنبر فقال فيما يقول: ان  
 الناس يفتنون في قبورهم كفتنة الدجال الخ﴾  
 (نسائی: ۱۳۷۶)

”جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو منبر پر تشریف فرما  
 ہوئے اور تہجد ارشادات کے ایک بات یہ بھی فرمائی کہ لوگوں کو  
 ان کی قبروں میں اسی طرح فتنہ میں مبتلا کیا جاتا ہے جس طرح  
 فتنہ و جال میں مبتلا کیا جائے گا۔“

### فائدہ

مطلب یہ ہے کہ جس طرح فتنہ و جال کا ظہور برحق ہے اسی طرح عذاب قبر

نہجِ برحق ہے۔

## زمانہ دجال میں بہترین مال

(ج) ﴿عن عائشة ان رسول الله ﷺ ذكر جهنما بين يدي الدجال، فقالوا: اي المال خير يومئذ؟ قال: غلام شديد يمسق اهلہ المال، و اما الطعام فليس، قالوا: فما طعام المؤمنين يومئذ؟ قال: التسيح و التكبير، و التحميد، و التهليل، قالت عائشة: فاین العرب يومئذ؟ قال: العرب يومئذ قبل﴾ (مسند احمد ج ۶ ص ۵۷ بحوالہ انہی ص ۱۰۹)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے قبل از دجال پیش آنے والے شدائد کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اس دن کون سا مال بہترین ہوگا؟ فرمایا وہ طاقتور غلام جو اپنے گھر والوں کو پانی لا کر پلا سکے۔ باقی کھانا، تو وہ ہوگا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ پھر مؤمنین کی غذا کیا ہوگی؟ فرمایا تسیح و تکبیر اور تحمید و تہلیل۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اس وقت اہل عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا اس وقت اہل عرب تعداد میں تھوڑے ہوں گے۔

## مقتل دجال باب لد

(د) ﴿قالت عائشة: دخل على رسول الله ﷺ وانا ابكى، فقال لى: مايكبك؟ قلت: يا رسول الله! ذكوت الدجال فيكيت، فقال رسول الله ﷺ: ان يخرج الدجال وانا حي كفبك موه، ان يخرج بعدى فان ربكم

ليس باعير، انه يخرج في يهودية اصفيان حتى ياتي المدينة فينزل ناحيتها، ولها يومئذ مبعة ابواب على كل نقب منها ملكان فيخرج اليه شوارا هلهما حتى ياتي الشام مدينة بفسطين بباب لد، فينزل عيسى ابن مريم فيقتله، ثم يمسك عيسى في الارض اربعين سنة اما ما عادلا و حكما مقسطا﴾ (مسند احمد ج ۶ ص ۵۷ بحوالہ انہی ص ۱۱۰)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے دجال کا تذکرہ فرمایا اس سے مجھے رونا آگیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دجال میری زندگی میں نکل آیا تو میں تمہاری طرف سے کفایت کروں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو یاد رکھو کہ تمہارا رب کا نام نہیں۔

دجال اصفيان کے علاقہ ”یہودیہ“ سے خروج کرے گا اور قطع مسافت کرتا ہوا مدینہ منورہ پہنچے گا اور اس کی ایک جانب میں پڑاؤ ڈال لے گا۔ مدینہ کے اس وقت سات دروازے ہوں گے جن میں سے ہر ایک پر دو فرشتے موجود ہوں گے، مدینہ کے شریر لوگ نکل کر اس کی طرف چلے جائیں گے یہاں تک کہ دجال شام میں فلسطین کے شہر میں ”باب لد“ پر آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اس کو قتل کریں گے اور زمین میں چالیس سال کی مدت تک ٹھہرے رہیں گے امام عادل اور انصاف پسند حاکم کی حیثیت سے۔“

## (۱۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتنہ دجال سے خوف

﴿قَالَتْ ام سلمة: ذكرت المسيح الدجال ليلة فلم ياتني النوم، فلما اصبحت دخلت على رسول الله ﷺ فاخبرته، فقال: لا تغفلي فانه ان يخرج وانا فيكم يكفيكم الله بي، و ان يخرج بعد ان اموت يكفيكم الله بالصالحين﴾ (انحاشہ ص ۱۱۲)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے ”دجال“ یاد آگیا تو مجھے ساری رات نیند نہیں آئی، صبح کے وقت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا واقعہ عرض کیا، آپ ﷺ نے مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، اس لئے کہ اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو اللہ تعالیٰ میرے ذریعے تمہاری کفایت فرمائیں گے اور اگر میرے انتقال کے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ذریعے تمہاری کفایت فرمائیں گے۔“

## (۱۵) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت

## سبب خروج دجال

﴿عن نافع قال: لقي ابن عمر ابن صياد في بعض طرق المدينة، فقال له قولا اغضبه، فانتفخ حتى ملا السكة، فدخل ابن عمر على حفصة و قد بلغها، فقالت له: وحمك الله! ما اودت من ابن صياد؟ اما علمت ان

رسول الله ﷺ قال: انما يخرج من غضبة يغضبها﴾ (صحیح مسلم: ۷۳۵۹)

”حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ کے کسی راستے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات ابن صیاد سے ہوگئی، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے اسے غصہ آگیا اور وہ اتنا پھولا کہ پوری گلی کو بھر دیا، اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پہنچے تو انہیں اس کی خبر مل چکی تھی، وہ فرمانے لگیں کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، تو ابن صیاد سے کیا چاہتا ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے ”دجال کسی بات پر غصہ ناک ہو کر نکل آئے گا۔“

## (۱۶) حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت

## دجال کا قد و قامت

﴿عن عباد بن الصامت انه حدثهم، ان رسول الله ﷺ قال: اني قد حدثكم عن الدجال حتى خشيت ان لا تعقلوا، ان مسيح الدجال رجل قصير، افحج، جعد، اعور، مطموس العين، ليس بناتنة ولا جحرأء، فان البس عليكم فاعلموا ان ربكم ليس باعور﴾

(الرواد: ۴۳۲۰)

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو یہ حدیث سنائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے دجال سے متعلق تم سے اتنی حدیثیں بیان کی ہیں کہ مجھے خدشہ ہو گیا ہے کہ کہیں تم سمجھ نہ سکو (اور التباس کا شکار ہو جاؤ)۔ دجال پست قد، پچھا،

انتجائی گھوٹکھریالے بالوں والا، ایک آنکھ سے کانا اور دوسری بائیں سپاٹ جو نہ ابھری ہوگی اور نہ وحشی ہوگی، اب بھی اگر تم التباس کا شکار ہو تو یہ جان لو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔"

(۱۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت

### اللہ کے نزدیک دجال کی حیثیت

حدثنی قیس قال: قال لی المغيرة بن شعبه: ما سال احد النبی ﷺ عن الدجال ما سالت، وانه قال لی: ما بضرک منه؟ قلت لانهم یقولون: ان معہ جبل خبز و نهر ماء، قال: بل هو اھون علی اللہ من ذلک

(بخاری: ۷۱۲۲۔ مسلم: ۷۳۷۸۔ ابن ماجہ: ۳۰۷۳)

"قیس کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ذکر فرمایا کہ دجال سے متعلق جتنے سوالات میں نے حضور ﷺ سے پوچھے ہیں، کسی اور نے نہیں پوچھے، حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے یہ پوچھ ہی لیا کہ تمہیں اس کی کس بات سے نقصان کا اندیشہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ اس سے کم ہے۔"

(۱۸) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی روایات

### دجال کے ساتھ دو نہریں ہوں گی

(الف) عن حذيفة عن النبی ﷺ قال فی الدجال: ان معہ ماء و نارا فمارہ ماء بارد و ماؤہ نار

(صحیح البخاری: ۷۱۳۰۔ صحیح مسلم: ۷۳۶۸)

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دجال کے متعلق فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، اس کی آگ درحقیقت ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی آگ ہوگی۔"

### فائدہ

یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ البتہ شروع میں دجال کا بائیں آنکھ سے کانا ہونا اور گھنجان بالوں والا ہونا مذکور ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۳۰۷۷۔

### واقعاتی تناظر و ترتیب

(ب) عن سبيع بن خالد قال: اتيت الكوفة في زمن فتحت تخر اجلب منها بغالا، فدخلت المسجد فاذا صدع من الرجال، واذا رجل جالس تعرف، اذا رايتہ انه من رجال اهل الحجاز، قال: قلت: من هذا؟ فتجھمني القوم و قالوا: اما تعرف هذا؟ هذا حذيفة بن اليمان صاحب رسول اللہ ﷺ، فقال حذيفة: ان الناس كانوا يسالون رسول اللہ ﷺ عن الخير و كنت اساله عن الشر فاحدقه القوم ببصارهم، فقال: انی قداری الذی تنكرون، انی قلت: یا رسول اللہ! ارایت هذا الخیر الذی اعطانا اللہ تعالیٰ ایكون بعدہ شر کما کان قبلہ؟ قال: نعم، قلت: فما العصمة من ذلک؟ قال: السیف! قلت یا رسول اللہ! ثم ماذا یكون؟ قال: ان کان للہ تعالیٰ خلیفة فی الارض، فضرِبَ ظہرک و اُخذ مالک



فأطعده والافمت وانت عاض بجذل شجرة، قلت: ثم ماذا؟ قال: ثم يخرج الدجال معه نهر و نار، فمن وقع في ناره و جب اجره و حط و زره، و من وقع في نهره و جب و زره و حط اجره، قال قلت: ثم ماذا؟ قال: ثم هي قيام الساعة ﴿٢٢٢٣﴾ (البقرہ: ۲۲۲۳)

”سنبل بن خالد کہتے ہیں کہ جس زمانے میں تشریف فرما ہوا، میں کوئی آیا تھا، مجھے منافع میں کچھ نفع ملے تھے، میں مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں کا ایک جتنا دیکھا جس کے درمیان ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کو دیکھ کر ہی آپ پہچان لیں کہ یہ اہل تجار میں سے ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگ ہجوم کر کے میرے پاس آ گئے اور کہا کہ کیا تم ان کو نہیں جانتے یہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں (اتنے میں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ لوگ حضور ﷺ سے ”خیر“ کے متعلق سوالات کرتے تھے اور میں ”شر“ کے متعلق سوال کرتا تھا۔

یہ سن کر لوگ اپنی آنکھوں کے حلقے گھمانے لگے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کو ناپسند سمجھ رہے ہو، میں نے تو یہ عرض کیا تھا یا رسول اللہ! کیا یہ خیر جو اللہ نے ہم کو عطا فرمائی ہے، اس کے بعد ”شر“ بھی ہوگا جیسے پہلے تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں نے پوچھا کہ پھر اس سے حفاظت کا ذریعہ کیا ہوگا؟ فرمایا، کھوار! میں نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا اگر زمین میں اللہ کا کوئی خلیفہ ہو اور وہ تیری پشت پر مارے اور تیرا مال چھین لے تب بھی اس کی اطاعت کرنا ورنہ ایک درخت کی جڑ میں پناہ پکڑے ہونے کی حالت میں مر

جانا، میں نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر دجال نکل آئے گا جس کے ماتھے ایک نہر اور آگ ہوگی، جو شخص اس کی آگ میں چلا گیا تو اس کا اجر ثابت اور گناہ محو ہو گئے اور جو شخص اس کی نہر میں داخل ہو گیا، اس کے گناہ ثابت اور اجر محو ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر وہی قیام قیامت۔

(ج) ﴿٢٢٢٤﴾ عن حذيفة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: سيكون في امتي كذابون دجالون: سبعة و عشرون، منهم اربعة نوسة، و اني خاتم النبيين، لا نبي بعدى ﴿٢٢٢٥﴾ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۶)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں ستائیس کذاب و دجال ہوں گے جن میں سے چار عورتیں بھی ہوں گی، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔“

(۱۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایات

### دجال سے دور رہنے کی تاکید

(الف) ﴿٢٢٢٦﴾ عن ابي الدهماء قال: سمعت عمران بن حصين يحدث قال: قال رسول الله ﷺ: من سمع بالدجال فليتنا عنه، فوالله ان الرجل لياتيه و هو يحسب انه مؤمن، فيتبعه مما يبعث به من الشبهات، اولما يبعث به من الشبهات، هكذا قال ﴿٢٢٢٧﴾ (البقرہ: ۲۲۱۹)

”ابو الدھما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص خروج

دجال کی خبر سنے، اسے چاہئے کہ دجال سے دور رہی رہے، کیونکہ  
بھدا! ایک آدمی دجال کے پاس آئے گا، وہ اپنے آپ کو مؤمن  
سمجھے گا لیکن درحقیقت اس کے ساتھ وہ شبہات لگ جائیں گے جو  
دجال کو دیئے جائیں گے۔“

### فائدہ

یہی روایت مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۱ پر بھی مروی ہے۔

### دجال خدا کیسے ہو سکتا ہے؟

(ب) ﴿عن عمران بن حصین قال: قال رسول الله  
ﷺ: لقد اكمل الطعام، و مشى في الاسواق، يعني  
الدجال﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۲، کذا فی اضمحاض ص ۱۲۶)  
”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور  
ﷺ نے فرمایا یقیناً دجال کھانا بھی کھائے گا اور بازاروں میں بھی  
چلے پھرے گا (پھر وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟)“

(ج) ﴿عن عمران بن حصین قال: قال رسول الله  
ﷺ: لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق،  
ظاهرين على من ناواهم، حتى يقاتل آخرهم المسيح  
الدجال﴾ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۳)

”حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے  
فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لوگوں سے قتال کرتا  
رہے گا، اور اپنے سے کنارہ کشی کرنے والوں پر غالب رہے گا  
تا آنکہ انہیں کے پچھلے مسیح دجال سے قتال کریں گے۔“

(۲۰) حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی روایت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذاکرہ قیامت

﴿عن حذيفة بن اسيد الغفاري قال: اطلع النبي ﷺ  
علينا ونحن نتذاكر، فقال: ماذا تكرون؟ قالوا: نذكر  
الساعة، قال: انها لن تقوم حتى ترون قبلها عشر آيات،  
فذكر الدخان، والدجال، والداية، و طلوع الشمس من  
مغربها، ونزول عيسى ابن مريم عليه السلام، و  
ياجوج ماجوج، و ثلاثة خسوف، خسف بالمشرق و  
خسف بالمغرب، و خسف بجزيرة العرب، و آخر  
ذلك نار تخرج من اليمن، تطرد الناس الى  
محشرهم﴾ (مسلم ج ۷ ص ۷۸۵)

”حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک  
دن ہم کچھ مذاکرہ کر رہے تھے کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے،  
آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا  
کہ قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں، فرمایا جب تک دس نشانیاں نہ  
دیکھ لو، اس سے پہلے قیامت ہرگز نہیں آئے گی، پھر آپ ﷺ  
نے ان کو گنوایا۔ (۱) دھواں (۲) دجال (۳) داۃ الارض (۴)  
مغرب سے طلوع آفتاب۔ (۵) نزول عیسیٰ علیہ السلام (۶) خروج  
یا جوج ماجوج (۷، ۸، ۹) تین مرتبہ زمین میں دھنسنے کا واقعہ، ایک  
مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔ (۱۰) اور  
سب سے آخر میں ایک آگ ہوگی جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو  
ہانک کر ان کے محشر (شام) کی طرف لے جائے گی۔“

## فائدہ

یہی روایت سنن ابی داؤد میں بھی مروی ہے، حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔  
حدیث نمبر ۳۳۱۱  
نیز یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو۔ حدیث  
نمبر ۳۰۵۵۔

نیز یہی روایت سنن ترمذی میں بھی کچھ فرق کے ساتھ مروی ہے۔ حوالہ کے  
لئے ملاحظہ ہو۔ حدیث نمبر ۲۱۸۳۔

(۹۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات

## قرآن کی سورت کی طرح دعاء

(الف) ﴿عن ابن عباس: ان رسول اللہ ﷺ كان يعلمهم هذا الدعاء، كما يعلمهم السورة من القرآن، يقول: قلوا: اللهم! انا نعوذ بك من عذاب جهنم، و اعوذ بك من عذاب القبر، و اعوذ بك من فتنة المسيح الدجال، و اعوذ بك من فتنة المحييا والممات﴾ (مسلم ۱۳۳۳)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کو درج ذیل دعا قرآن کی سورت کی طرح سکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یوں کہا کرو اے اللہ! ہم عذاب جہنم، عذاب قبر، فتنہ مسیح و جال اور فتنہ زلیست و موت سے آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔“

## فائدہ

اس سے ملتی جلتی ایک روایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بھی گزر چکی ہے، جس سے فتنہ و جال کی اہمیت کی طرف اشارہ ہوتا ہے نیز یہ کہ حضور ﷺ کس قدر اہتمام سے اس دعا کی تلقین فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے منافقین کے یہاں نماز میں اس دعا کو پڑھنے کا شدید اہتمام کیا جاتا تھا جیسا کہ خود حضور ﷺ سے ثابت ہے۔  
امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکور و صدر روایت نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

﴿قال مسلم: بلغني ان طاؤسا قال لابنه: ادعوت بيا

لسي صلاتك؟ فقال: لا، قال: اعد صلوتك، لان

طاؤسا رواه عن ثلاثة او اربعة او كما قال﴾

”مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ طاؤس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تم نے نماز میں یہ دعا کی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا اپنی نماز کو لوٹا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طاؤس نے اس حدیث کو تین یا چار صحابہ سے نقل کیا ہے۔“

گویا طاؤس نے اس اہتمام کو دیکھتے ہوئے نماز میں اس دعا کا پڑھنا واجب قرار دیا جب ہی تو اپنے بیٹے کو اعادہ صلوٰۃ کا حکم دیا، اسی وجہ سے حافظ ابن حزم ظاہری نے اپنی کتاب المغلی ج ۳ ص ۲۷۱ پر تشبہ سے فراغت کے بعد اس دعا کو پڑھنا فرض اور ضروری قرار دیا ہے اور دلیل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو نقل کیا ہے جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں بدیں الفاظ نقل کیا ہے۔

﴿عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا فرغ

احدکم من التشیّد الآخر، فليتعوذ باللّٰه من اربع الی﴾

(مسلم ۱۳۲۶)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جاؤ تو ان چار چیزوں سے اللہ کی پناہ حاصل کیا کرو“ (بجز مذکورہ چار چیزوں کا ذکر ہے۔)

اب اس حدیث میں یہ دعا کرنے کا حکم ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اس حکم کو پورا کرنا ضروری ہے لیکن ذہن میں رہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں، زیادہ سے زیادہ اس کو ”مستحب“ کا درجہ دیا گیا ہے، چنانچہ علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں۔

﴿فيه التصريح باستحبابه في التشهد الاخير والاشارة الى انه لا يستحب في الاول وهكذا الحكم لان الاول مبني على التخفيف، قوله: ان رسول الله ﷺ كان يعلمهم هذا الدعاء كما يعلمهم السورة من القرآن ان طأوسا رحمه الله تعالى امر ابنه حين لم يدع بهذا الدعاء فيها باعادة الصلوة هذا كله يدل على تأكيد هذا الدعاء و التعمد و الحث الشديد عليه، و ظاهر كلام طأوس رحمه الله تعالى انه حمل الامر به على الوجوب فاوجب اعادة الصلوة لقواته، و جمهور العلماء على انه منسحب ليس بواجب و لعل طأوسا اراد تاديب ابنه و تأكيد هذا الدعاء عنده لا انه يعتقد وجوبه والله اعلم﴾ (ماشیح مسلم ج ۱ ص ۲۱۸)

”اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ آخری تشہد میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے تشہد میں یہ مستحب نہیں ہے اور حکم بھی یہی ہے کیونکہ پہلے تشہد میں تو تخفیف ہوتی ہے۔ باقی حضور ﷺ کا اس دعا کی تعلیم میں

اجتمام اور طاؤس کا اپنے بیٹے کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم دینا جب کہ اس نے نماز میں یہ دعا نہیں کی، یہ سب چیزیں اس دعا کی تاکید، اس کے ذریعے تعوذ اور اس کی انتہائی ترغیب پر دلالت کرتی ہیں۔

طاؤس کا کلام بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے ”امر“ کو ”وجوب“ پر محمول کیا ہے اور اس کے فوت ہونے پر اعادہ صلوٰۃ کو واجب قرار دیا ہے لیکن جمہور علماء کرام کا مذہب یہی ہے کہ یہ صرف مستحب ہے، واجب نہیں، ممکن ہے کہ طاؤس نے اس طرح اپنے بیٹے کو ادب سکھانے اور اس کے دل میں اس دعا کی تاکید بٹھانے کا ارادہ کیا ہو، یہ نہیں کہ وہ اس کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے۔“

### تنبیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی روایت نسائی شریف میں بھی مروی ہے، حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۵۱۳۔

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۳۸۴۵۔

### دجال کا مشابہہ عبدالعزی

(ب) ﴿عن ابن عباس عن النبی ﷺ انه قال في الدجال: اعور هجنان ازهر، كان رأسه اصلا، شبه الناس بعبد العزی بن قطن فاما هلك الفلک فان ربكم تعالی ليس باعور﴾ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۰ کذا فی التہذیب ص ۱۰۰)



”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دجال سے متعلق فرمایا کہ وہ کاٹا ہوگا، انتہائی سفید رنگ ہوگا، اس کا سر سانپ کی طرح ہوگا، میں عبدالحزی بن قطن سے اس کو تشبیہ دیتا ہوں، پس اگر ہڈاک ہونے والے اس کے بارے میں ہڈاک ہونے لگیں تو تم سمجھو کہ تمہارا رب کا نام نہیں۔“

### فائدہ

اسی طرح کی ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۳ پر بھی کچھ اختلاف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

(۲۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت

### دجال کی مدت قیام

(الف) (جاء رجل الى عبد الله بن عمرو، فقال: ما هذا الحديث الذي تحدث به؟ تقول: ان الساعة تقوم الى كذا وكذا، فقال: سبحان الله! لا اله الا الله. او كلمة نحوها. لقد هممت ان لا احدث احدا شيئا ابداء انما قات: انكم سترون بعد قليل امرا عظيما، يحرق البيت، ويكون، ويكون، ثم قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج الدجال في امتي فيمكث اربعين لا ادرى: اربعين يوما، او اربعين شهرا، او اربعين عاما، فيبعث الله عيسى ابن مريم كانه عروة بن مسعود، فيطلبه فيهلكه ثم يمكث الناس سبع سنين، ليس بين اثنين عداوة، ثم يرسل الله ريحا باردة من قبل الشام، فلا

يبقى على وجه الارض احد في قلبه مثقال ذرة من خير او ايمان الا قبضته، حتى لو ان احداكم دخل في كبد جبل لدخلته عليه، حتى نقبضه اليك (مسلم: ۷۳۸۱)

”ایک دن ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ یہ کیا حدیث بیان کرتے رہتے ہیں کہ قیامت قائم ہوگی فلاں فلاں واقعہ پیش آئے گا، آپ رضی اللہ عنہ نے سبحان اللہ یا لا اله الا اللہ یا اس جیسا کوئی اور کلمہ کہنے کے بعد فرمایا، میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ آج کے بعد کوئی حدیث نہیں سناؤں گا، میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ تم کچھ عرصے کے بعد ایک ”امر عظیم“ دیکھو گے جو لوگوں کے گھروں کو جلا دے گا اور ایسا ایسا واقعہ پیش آئے گا۔“

پھر فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری امت میں دجال کا خروج ہوگا، وہ چالیس..... تک رہے گا، مجھے نہیں معلوم کہ آپ ﷺ نے چالیس دن فرمایا، یا چالیس مہینے یا چالیس سال، پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجیں گے جو حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوں گے، وہ اس کو تلاش کر کے قتل کر دیں گے، پھر سات سال تک لوگ اس حال میں رہیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان دشمنی نہ رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو روئے زمین پر کوئی ایسا شخص جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اس کی روح قبض کئے بغیر نہ چھوڑے گی حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کی کھوہ میں داخل ہو جائے تو وہ وہاں بھی پہنچ کر اس کی روح قبض کر لے گی۔“

## فائدہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث روایت کی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی نسائی شریف میں مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ حدیث نمبر ۵۴۹۲

## دجال خوارج کی طرح کا ایک فرد ہوگا

(ب) عَنْ شَيْهَرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ تَابِيعَةُ يَزِيدَ بْنِ مَعَاوِيَةَ، قَدِمَتِ الشَّامُ فَاخْبَرَتْ بِمَقَامِ يَقُومُهُ نُوفٌ، فَجَنَّتْ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاشْتَدَّ النَّاسُ، عَلَيْهِ خُمَيْصَةٌ، وَ إِذَا هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، فَلَمَّا رَأَى نُوفَ امْسَكَ عَنْ الْكَلَامِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّمَا سَتَكُونُ هَجْرَةٌ بَعْدَ هَجْرَةٍ يَنْحَاذُ النَّاسُ إِلَيْهَا جَرِ اِبْرَاهِيمَ، لَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ إِلَّا شَرُّ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوهُمْ، تَقْدِرُوهُمْ نَفْسُ الرَّحْمَنِ تَحْشَرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقَرْدَةِ، وَ الْخَنَازِيرِ، تَبِيتَ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوا وَ ثَقِيلَ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا، وَ تَاكُلُ مِنْ تَخْلَفٍ، قَالَ: وَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: سَيُخْرِجُ النَّاسُ مِنْ أَمْتِي مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَ حَتَّى عِلْمًا زِيَادَةً عَلَى عَشْرِ مَرَاتٍ كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّجَالُ فِي بَقِيَّتِهِمْ) (مسند احمد ۲ ص ۱۹۸، كذا في الترمذی ص ۱۰۵)

”شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ جب ہمیں یزید کی بیعت کی خبر ملی تو

میں شام آیا، مجھے ”نوف“ کے کھڑے ہونے کی جگہ بتائی گئی، میں اس کے پاس پہنچا تو ایک آدمی آیا جس کی وجہ سے اوگ تلخ میں پڑ گئے جس نے ایک اونٹنی کپڑا پہن رکھا تھا، دیکھنے پر پتہ چلا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں ”نوف“ نے جوں ہی انہیں دیکھا اپنی بات ختم کر دی اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ گویا ہوئے کہ

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب اس ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی جس میں اوگ ہجرت گاہ ابراہیم (شام) کی طرف مائل ہوں گے، زمین میں شریر لوگوں کے علاوہ کوئی نہ رہے گا جن کو زمین اٹل دے گی اور وہ اللہ کو ناپسند ہوں گے، ایک آگ ان کو بندروں اور خزیروں سمیت گھیر کر جمع کر دے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے وہیں وہ آگ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہیں وہ بھی قیلولہ کرے گی اور پیچھے رہنے والوں کو کھا جائے گی۔

اور میں نے حضور ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب مشرق کی طرف سے میری امت میں کچھ ایسے لوگوں کا خروخ ہوگا جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، جب بھی ان کی کوئی جماعت اٹکے گی، اس کو ختم کر دیا جائے گا، اس جملے کو آپ ﷺ نے دس مرتبہ سے زیادہ تعداد میں دہرایا، یہاں تک کہ ان کے باقی ماندہ افراد میں دجال نکل آئے گا۔“

## فائدہ

اس حدیث سے متعلق چند باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) اس حدیث کا ابتدائی حصہ سنن ابوداؤد میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو۔  
حدیث نمبر ۲۳۸۲۔

(۲) "نوف" اس شخص کا نام ہے جو یزید کی طرف سے بیعت لینے پر مامور تھا۔

(۳) اس حدیث میں جس "جماعت" کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، محدثین نے اس سے "خوارج" کا گروہ مراد لیا ہے کہ یہ ختم ہوتے رہیں گے اور ابھرتے رہیں گے، اور خروج دجال تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا چنانچہ آج بھی کراچی میں خوارج کی ایک جماعت موجود ہے اور اپنے افکار و نظریات کی اشاعت میں مصروف کار ہے۔

(۴) اس جماعت کی سب سے نمایاں صفت یہ بیان کی گئی کہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، قطع نظر اس سے کہ حضرات محدثین نے اس کو "خوارج" پر محمول کیا ہے۔ نام مسلمانوں کا حال تو دور رہا، آج تو خواص کا بھی یہی حال نظر آتا ہے کہ زبان پر قرآن کے الفاظ تو ہیں لیکن صورت و سیرت، اخلاق و کردار میں اس کا دور دور تک کوئی اثر نظر نہیں آتا، "قرآن" کے نام پر لوگوں کو انو بنانے کا سلسلہ روز افزوں ہے، عوام تک صحیح بات پہنچانے والے افراد "معتقا" ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ کی مان کر چلنے والے نادر نہیں، اندر ہوتے جا رہے ہیں، قرآن کے ذریعے اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کرنے والے افراد انگلیوں پر گنتے جاسکتے ہیں۔ کیا یہ حدیث ہمارے لئے تازیانہ و عبرت نہیں؟

تنبیہ

دجال کے ایک مرد مؤمن کو قتل کر کے زندہ کرنے کی جو روایت ہے وہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو۔

(انحایہ ص ۱۰۶، ۱۰۷)

(۲۳) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی روایت

### خروج دجال سے قبل کے تین سال

عن اسماء بنت یزید الانصاریة قالت: کان رسول اللہ ﷺ فی یتی فل ذکر الدجال فقال: ان بین یدید ثلاث سنین، سنة تمسک السماء ثلث قطرها، والارض ثلث نباتها، والثانیة: تمسک السماء ثلثی قطرها، والارض ثلثی نباتها، والثالثة: تمسک السماء قطرها کله، والارض نباتها کله، فلایبقی ذات خرس، ولا ذات ظلف من البہائم الاہلکت۔ قالت: ثم عرج رسول اللہ ﷺ لحاجة ورجع، والقوم فی اہتمام وغم مما حدثہم بہ، قالت: فاضل بلجمتی الباب، وقال: مہیہ اسماء؟ قالت: قلت: یا رسول اللہ: قد خلعت افئدتنا بذکر الدجال! قال: فان یخرج وانا حی فانا حبیجہ، والا فان ربی خلیفتی علی کل مؤمن، قالت اسماء: یا رسول اللہ! واللہ انا لنعجن عجیننا فما نختبرہا حتی نجوع فکیف بالمؤمنین یومئذ؟ قال رسول اللہ ﷺ: یجزئہم ما یجزی اہل السماء من التسبیح والتقدیس۔

(مسند احمد ج ۶ ص ۳۵۳۔ کذا فی انحایہ ص ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹

(ایسے) دن کے پہلے سال میں آسمان ایک تہائی بارش اور زمین ایک تہائی پیداوار کو روک لے گی، دوسرے سال میں آسمان دو تہائی بارش اور زمین دو تہائی پیداوار روک لے گی اور تیسرے سال میں آسمان مکمل بارش اور زمین مکمل پیداوار روک لے گی اور کوئی ڈاڑھ والا یا سم دار جانور نہ بچے گا، سب ہلاک ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور ﷺ اپنے کسی کام سے باہر تشریف لے گئے، واپس آئے تو دیکھا کہ لوگ دجال سے متعلق آپ کی بیان کردہ حدیث سے کافی غمگین نظر آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دروازے کے دونوں کواڑ پکڑ کر فرمایا۔ اے اسماء! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دجال کا ذکر کر کے تو آپ ﷺ نے ہمارے دل کھینچ لئے ہیں (اور ہمیں بہت خوف محسوس ہو رہا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں اس سے مقابلہ کروں گا ورنہ ہر مسلمان پر اللہ میری طرف سے محافظ ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا! ہم تو آنا گوندھتے ہیں، روٹی پکا کر کھانے نہیں پاتے کہ بھوک لگ جاتی ہے اس وقت مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا کہ ان کو آسمان والوں (فرشتوں) کی طرح تسبیح و تقدیس ہی کافی ہوگی۔“

فائدہ

مسند احمد ہی کی ایک اور روایت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ”دجال“ کا کانا ہونا بھی مروی ہے۔ اس سے پہلے آنحضرت ﷺ نے اس حدیث کی تبلیغ کی وصیت بھی فرمائی تھی جیسا کہ ذیل کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

﴿فَمَنْ حَضَرَ مَجْلِسِي، وَ سَمِعَ قَوْلِي، فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدَ مِنْكَ الْغَائِبَ﴾  
 ”پس جو شخص میری مجلس میں حاضر ہو اور میری بات سنے تو اس حاضر کو چاہئے کہ غائب تک اس کو پہنچا دے۔“

(۲۴) حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی روایت  
خروج دجال کے وقت عرب کہاں ہوں گے؟

﴿عَنْ ام شَرِيكٍ اَنْهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَيُفْرَنَ النَّاسُ مِنَ الدِّجَالِ فِي الْجِبَالِ؟ قَالَتْ ام شَرِيكٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَاَيْنَ الْعَرَبِ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: هُمْ قَلِيلٌ﴾  
 (مسلم: ۷۸۹۳)

”حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے، ام شریک نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔“

(۲۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت

فتنہ دجال سے حفاظت کا طریقہ

﴿عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنْ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُورَةِ الْكَافِي، عَصَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدِّجَالِ﴾  
 (مسلم: ۱۸۸۳)

”حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ



نے فرمایا جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کر لے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

### فائدہ

یہی حدیث حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنن ابی داؤد میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۳۲۳

نیز یہی حدیث حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنن ترمذی میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۸۸۶۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ ترمذی کی روایت میں ”سورہ کہف کی ابتدائی تین آیات“ کا ذکر ہے جب کہ اول الذکر دونوں روایتوں میں ”دس آیتوں“ کا ذکر ہے۔

### (۲۶) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی روایت

#### دجال کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے

عن سفینة مولى رسول الله ﷺ قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال: الا انه لم يكن نبى قبلى الا قد حذر الدجال امته، هو اعور عينه اليسرى، بعينه اليمنى ظفيرة غليظة، مكتوب بين عينيه ”كافر“ يخرج معه واديان احدهما جنة والاخر نار، فناره جنة و جنته نار، معه ملكان من الملائكة يشبهان نبيين من الانبياء لوشت ان اسميهما باسمائهما و اسماء آبائهما، واحد منهما عن يمينه، والاخر عن شماله، و ذلك فتنة فيقول الدجال: الست بربكم، الست احيى واميت، فيقول له احد الملكين: كذبت، ما يسمعه احد من الناس الا صاحبه

فيقول له: صدقت، فيسمعه الناس فيظنون انه انما يصدق الدجال، و ذلك فتنة، ثم يسير حتى يدخل المدينة فلا يزدن له فيها فيقول: هذه قرية ذاك الرجل، ثم يسير حتى ياتي الشام فيهلكه الله عند عقبة افيق) (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۱ کذا فی التلخیص ص ۹۲)

”حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آگاہ رہو! مجھ سے پہلے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے وہ بائیں آنکھ سے کانٹا ہوگا اور اس کی دائیں آنکھ پر موٹا ناخن ہوگا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا، وہ اس حال میں خروج کرے گا کہ اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی ایک جنت اور دوسری جہنم، اس کی جہنم دراصل جنت ہوگی اور جنت دراصل جہنم ہوگی۔

اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو وہ نبیوں کے مشابہ ہوں گے، اگر میں چاہوں تو ان دونوں اور ان کے والدین کے نام بھی ذکر کر سکتا ہوں، ان میں سے ایک دجال کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب ہوگا اور یہ ایک آزمائش ہوگی کہ دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں؟ کیا میں موت و زندگی نہیں دیتا، ان میں سے ایک فرشتہ کہے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے لیکن یہ بات اس کے ساتھی کے علاوہ کوئی اور نہ سن سکے گا، اس کا ساتھی کہے گا تو جحبتا ہے (کہ یہ جھوٹا ہے) لوگ اس کو سن لیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ یہ دجال کی تصدیق کر رہا ہے، اور یہ ایک فتنہ ہوگا، پھر دجال روانہ ہو کر مدینہ پہنچے گا لیکن اس کو وہاں داخلہ

کی اجازت نہ ملے گی اور وہ کہے گا کہ یہ اس آدمی کی ہستی ہے  
(یعنی حضور ﷺ کی) پھر چلتا ہوا شام پہنچے گا، اور وہاں اللہ  
تعالیٰ اسے "افیق" نامی گھٹائی کے قریب ہلاک کر دے گا۔

### فائدہ

اس حدیث کی تخریج امام قرطبی نے بھی اپنی کتاب "الحدیث فی احوال المواتی و  
امور الآخرة" ص ۵۳۹، ۵۴۰ پر ابوداؤد طیالسی اور ابوالقاسم بغوی کی مختصر المعجم کے حوالے  
سے کی ہے اور اس کے بعد ابن برجان کی کتاب الارشاد کے حوالے سے ان کا یہ قول  
نقل کیا ہے کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ ان دو فرشتوں کی مشابہت جن نبیوں سے ہوگی  
وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ ہوں گے لیکن ہمیں اس سے اتفاق نہیں کیونکہ  
اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت ایک فرشتے پر ڈال دی جائے تو اس سے یہ لازم  
آئے گا کہ عیسیٰ ہی قاتل ہوں اور عیسیٰ ہی مصدق ہوں گو بظاہر سہی، پھر سب سے بڑی  
بات یہ ہے کہ خود حضور ﷺ نے ان نبیوں کے اسمائے گرامی ذکر نہیں فرمائے اور اس  
سے ہمارا کوئی عمل بھی وابستہ نہیں اس لئے اس کی کریم میں پڑنے کی بھی ضرورت نہیں،  
اجمالی طور پر اتنا معلوم ہونا ہی کافی ہے کہ وہ فرشتے دو نبیوں کے مشابہہ ہوں گے۔

رہی حضور ﷺ کی مشابہت تو وہ عقل و قیاس کی کسی میزان پر پوری نہیں  
اترتی اس لئے کہ جس نبی صادق و مصدق ﷺ کی خواب میں زیارت ہونے پر حقیقی  
زیارت کا مژدہ سنایا گیا ہے، جن کو سراپا ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اگر انہیں کی مشابہت  
ڈال دی جائے تو اس حدیث کا مضمون مشکوک ہو جائے گا جس میں آپ ﷺ نے  
فرمایا:

﴿من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل

بہی﴾ (بخاری، ۶۹۹۳)

اس لئے اندھیرے میں تیر چلانے سے بہتر یہ ہے کہ اس کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے اور

خود اسماعیلی علم پر اکتفاء کر لیا جائے۔ واللہ اعلم

(۲۷) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

مدینہ منورہ کے سات دروازے

(الف) ﴿عن ابی بکرۃ عن النبی ﷺ قال: لا یدخل  
المدينة رعب المسیح الدجال، لیس یومئذ سبعة ابواب،  
علی کل باب ملکان﴾ (بخاری: ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱، ۲۸۴۲، ۲۸۴۳، ۲۸۴۴، ۲۸۴۵، ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۸۴۸، ۲۸۴۹، ۲۸۵۰، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۳، ۲۸۵۴، ۲۸۵۵، ۲۸۵۶، ۲۸۵۷، ۲۸۵۸، ۲۸۵۹، ۲۸۶۰، ۲۸۶۱، ۲۸۶۲، ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، ۲۸۶۵، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۵، ۲۸۷۶، ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۱، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، ۲۹۰۱، ۲۹۰۲، ۲۹۰۳، ۲۹۰۴، ۲۹۰۵، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۰۸، ۲۹۰۹، ۲۹۱۰، ۲۹۱۱، ۲۹۱۲، ۲۹۱۳، ۲۹۱۴، ۲۹۱۵، ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸، ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۲۶، ۲۹۲۷، ۲۹۲۸، ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، ۲۹۳۱، ۲۹۳۲، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۳۶، ۲۹۳۷، ۲۹۳۸، ۲۹۳۹، ۲۹۴۰، ۲۹۴۱، ۲۹۴۲، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۴۶، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۲۹۵۱، ۲۹۵۲، ۲۹۵۳، ۲۹۵۴، ۲۹۵۵، ۲۹۵۶، ۲۹۵۷، ۲۹۵۸، ۲۹۵۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶۱، ۲۹۶۲، ۲۹۶۳، ۲۹۶۴، ۲۹۶۵، ۲۹۶۶، ۲۹۶۷، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۲۹۷۰، ۲۹۷۱، ۲۹۷۲، ۲۹۷۳، ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۶، ۲۹۷۷، ۲۹۷۸، ۲۹۷۹، ۲۹۸۰، ۲۹۸۱، ۲۹۸۲، ۲۹۸۳، ۲۹۸۴، ۲۹

کی آنکھیں تو سونیں گی لیکن دل نہیں سوئے گا، پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے اس کے والدین کا حلیہ بیان فرمایا کہ اس کے باپ کا قد لمبا، چہرہ بڑا بدن، لمبے کی چونچ کی طرح ناک ہوگی اور اس کی ماں پر گوشت اور بڑی چھاتیوں والی عورت ہوگی۔"

(۲۸) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت

### کیا ابن صیاد دجال ہے؟

﴿عن ابی ذر انہ قال: لان احلف عشر مرات ان ابن الصائد هو الدجال احب الی من ان احلف مرة واحدة انه لیس هو الخ﴾

(مسند احمد، کذا فی المسیح الدجال للطبرانی ص ۲۵)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے دس مرتبہ ابن صائد کے "دجال" ہونے کی قسم کھانا زیادہ پسند ہے یہ نسبت اس کے کہ میں ایک مرتبہ اس کے "دجال" نہ ہونے کی قسم کھاؤں۔"

### فائدہ

ابن صیاد کے متعلق مکمل تفصیلات گزرتی ہیں۔ یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ "دجال" سے متعلق حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے جن کی سادگی اور ایمانی عظمت صحابہ میں بھی مسلم تھی۔

(۲۹) حضرت نواس بن سمان الکلابی رضی اللہ عنہ کی روایت

### دجال کا حلیہ اور حالات

﴿عن النواس بن سمان قال: ذکر رسول اللہ ﷺ

الدجال ذات غداة فخفض فید و رفع، حتی ظنناہ فی طائفة النخل، فلما رحنا الیہ عرف ذلك فینا، فقال: ما شانکم؟ قلنا: یا رسول اللہ! ذکرت الدجال غداة فخفضت فیہ و رفعت، حتی ظنناہ فی طائفة النخل، فقال: غیر الدجال اخوفنی علیکم، ان یخرج و انا فیکم، فاننا حبیجہ درتکم، و ان یخرج و لست فیکم، فامرؤ حبیج نفسه، واللہ خلیفتی علی کل مسلم، انه شاب قطط، عینہ طافئة، کانن اشبهه بعبد العزی بن قطن، فمن ادر کہ منکم فلیقرأ علیہ فواتح سورة الکہف، انه خارج حلة بین الشام و العراق، فعات یمینا و عات شمالا، یا عباد اللہ! فاثبوا، قلنا: یا رسول اللہ! وما لیک فی الارض؟ قال: اربعون یوما، یوم کسنة، و یوم کثیر، و یوم کجمعة، و سائر ايامہ کایامکم، قلنا: یا رسول اللہ! فذلک الیوم الذی کسنة، اتکفینا فیہ صلوۃ یوم؟ قال: لا، اقدروا له قدرہ، قلنا: یا رسول اللہ! وما اسرعه فی الارض؟ قال: کالغیث استدیرتہ الريح، فباتی علی القوم فیدعوہم، فیزمنون بہ و یتسحبون لہ، فیامر السماء فتمطر، و الارض فتنبث، فتروح علیہم سارحتہم، اطول ما کانت ذری، و اسفہ ضروعا، و امده خواصر، ثم یاتی القوم، فیدعوہم فیردون علیہ قولہ، فینصرف عنہم، فیصبحون مسحین، لیس بایدیہم شی من اموالہم، و یمرب بالخربة فیقول لہا: اخرجی کنوزک، فتنبعہ

کنوزها کيعا سبب النحل، ثم يدعو رجلا معتلنا شباها،  
 فيضربه بالسيف فيقطعها جزأتين ومية الغرض، ثم  
 يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه وبتضحك، فينما هو  
 كذلك اذبعث الله المسيح ابن مريم عليه السلام.  
 فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق، بين  
 ميمر وذتين، واضعا كفيه على اجنحة ملكين، اذا طأطا  
 راسه قطر، و اذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ، فلا يحل  
 لكافر بجدر يح نفسه الامات، و نفسه ينتهي حيث  
 ينتهي طرفه، فيطلبه حتى يدركه بباب لد، فيقتله، ثم  
 ياتي عيسى قوم قد عصمهم الله منه، فيمسح عن  
 وجوههم و يحدتهم بدرجاتهم في الجنة، فينما هو  
 كذلك اذ اوحى الله الي عيسى عليه السلام. اني قد  
 اخرجت عبادا لي، لا يدان لاحد بقتالهم، فحز عبادي  
 الى الطور، و يبعث الله ياجوج ماجوج ﴿٤٢﴾  
 (مسلم: ۴۳۷۳)

”حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن صبح کے وقت حضور ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور ہمیں اس کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا۔ جس کی وجہ سے ہم یہ سمجھے کہ شاید دجال قرہی نخلستان میں ہو، جب ہم شام کے وقت دوبارہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمارے چہروں کی کیفیت کو بھانپ کر فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے صبح کے وقت دجال کا جو تذکرہ فرمایا تھا اور ہمیں اس کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا تھا تو ہمیں ایسا لگا کہ جیسے وہ قریب

نہی نخلستان میں موجود ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے متعلق دیال کے علاوہ دوسری چیز (گمراہ لیڈروں اور سربراہوں) کے سلسلے میں زیادہ خوف محسوس ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر وہ میری غیر موجودگی میں نکلا تو ہر مومن اپنا دفاع خود کر لے، اللہ ہر مسلمان کا میری طرف سے محافظ ہے، یاد رکھو! کہ دجال نوجوان، انتہائی گھونگھریالے بالوں والا، بے نور آنکھ والا ہوگا، میرے خیال میں وہ عبدالعزی بن قطن کے مشابہ ہوگا، تم میں سے جو شخص اس کو پائے وہ اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ دے، اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر ہوگا اور وہ دائیں بائیں فساد پھیلاتا پھرے گا اس لئے اے بندگان خدا! ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! زمین میں وہ کتنا عرصہ رہے گا؟ فرمایا چالیس دن جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن مہینے کے برابر، ایک دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو دن پورے سال کے برابر ہوگا، کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں، بلکہ تم اس کیلئے اندازہ کرنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تیز رفتاری کیسی ہوگی؟ فرمایا اس بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا بانک رہی ہو، چنانچہ (وہ اسی رفتار سے) ایک قوم کے پاس آکر انہیں دعوت دے گا، وہ اس کی بات مان کر اس پر ایمان لے آئیں گے، پھر



دجال آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا، اور زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی پیداوار اگائے گی اور ان کے جانور شام کے وقت اس حال میں واپس آیا کریں گے کہ ان کے گویاں خوب اونچے، تھن خوب لبریز اور کھیں خوب بھری ہوئی ہوں گی۔ پھر ایک جماعت کے پاس جا کر انہیں دعوت دے گا، وہ اس کی دعوت رد کر دیں گے اور دجال واپس چلا جائے گا لیکن یہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ میں ان کا کوئی مال باقی نہ رہے گا۔ پھر دجال ایک ویرانے پر گنڈرے گا اور اس سے کہے گا کہ "اپنے خزانے نکال" چنانچہ زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکیاں اپنی ملکہ مکھی کے پیچھے چلتی ہیں۔

پھر دجال ایک پر شباب نوجوان کو بلائے گا اور اسے کموار مار کر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے گا اور ان ٹکڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے گا جتنا تیر مارنے والے اور اس کے نشانے کے درمیان ہوتا ہے، پھر اس کو آواز دے گا تو وہ زندہ ہو کر ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ہستا ہوا اس کے سامنے آجائے گا، اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیج دے گا اور وہ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں کو زیب تن کئے ہوئے دمشق کے مشرقی جانب سفید مینارے پر نزول فرمائیں گے، دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے، جب سر جھکائیں گے تو اس سے پانی کے قطرے نکلیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے چاندی کے دانوں اور موتیوں کی طرح قطرے ڈھلیں گے، جس کا فر کو آپ کے سانس کی دوا پہنچے گی وہیں مرجائے گا، اور آپ کا

سانس تاحد لگام پہنچے گا، پھر آپ دجال کو تلاش کریں گے تا آنکہ اسے "لذہ" نامی دروازے پر چالیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگوں کی وہ جماعت آئے گی جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ فرمایا ہوگا، آپ ان کے چہروں کو صاف کریں گے اور جنت میں ان کے درجات گنوائیں گے، انہی حالات میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجیں گے کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں اس لئے آپ میرے بندوں کو طور پہاڑ پر جمع کر لیں پھر اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو بھیج دیں گے۔

### فائدہ

صحیح مسلم کی اس روایت کے متعلق چند امور قابل غور ہیں۔

(۱) یہ روایت بخاری اور نسائی کے علاوہ باقی تمام اصحاب صحاح نے نقل کی ہے ابو داؤد نے ۳۳۲۱ پر، ترمذی نے ۲۲۴۰ پر اور ابن ماجہ نے ۴۰۷۵ پر اس کی تخریج کی ہے۔

(۲) پوری روایت بہت طویل ہے گو کہ دیگر محققین نے اس مکمل حدیث کو "ذکر الدجال" کے تحت نقل کیا ہے لیکن ہم نے اختصار کے پیش نظر یہاں متعلقہ حصہ ذکر کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

(۳) حدیث کے مندرجات پر تو مختلف موضوعات اور عنوانات کے تحت تفصیلات ذکر کی جا چکیں، یہاں یہ ذکر کرنا مقصود ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت نو اس بن سمان کلابی رضی اللہ عنہ شاید اس حیثیت سے سب سے زیادہ مظلوم ہیں کہ تحقیق کے نام پر گمراہی پھیلانے والے، اصلاح کے نام پر افساد کے

ماہرین، پروفیسرین کے روح رواں حضرات نے اس نام کے کسی صحابی کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور انتہائی زور شور سے دعویٰ تراشا ہے کہ فہرست صحابہ میں اس نام کے کسی صحابی کا تذکرہ نہیں ملتا، چنانچہ ”سیر الصحابہ“ کے نام سے اردو زبان و ادب میں جو عظیم الشان نوختیں جلدوں پر مشتمل ایک انسائیکلو پیڈیا چھپا ہوا ہے اس میں بھی ان کے حالات تو درکنار نام تک مذکور نہیں۔

در اصل اس کے پس پردہ ”انکار حدیث“ کی جو روح کار فرما ہے وہ اصحاب بعیرت کو کھلی آنکھوں دکھائی دیتی ہے اور اہل علم کے نزدیک اس لچر اعتراض کی جو وقعت ہو سکتی ہے وہ بھی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں، کیا ”سیر الصحابہ“ میں کسی صحابی کا تذکرہ نہ ہونا اس صحابی کے عدم وجود کی دلیل ہو سکتی ہے؟ کیا کسی محقق کو دوران تحقیق ان کے حالات دستیاب نہ ہونے سے ان کے ”فرضی شخصیت“ ہونے کا فتویٰ صادر کرنا صحیح ہو سکتا ہے؟ یقیناً ہر عقلمند کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا، اور راقم الحروف کا جواب بھی ”نفی“ میں ہے۔ حضرت نواس بن سمرعان کے حالات سے متعلق یہاں صرف ایک دو حوالے ہدیہ قارئین کرنا مقصود ہیں تاکہ اس ”فرضی شخصیت“ کے حالات سے پردہ اٹھایا جاسکے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی مشہور کتاب ”تقریب التہذیب“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

والنَّوَّاسُ، بِتَشْدِيدِ الْوَاوِ ثَمَّ مِهْمَلَةٍ، ابْنُ سَمْعَانَ بْنِ خَالِدِ الْكَلَابِيِّ أَوْ الْإِنصَارِيِّ، صَحَابِيُّ مَشْهُورٌ سَكَنَ بِالشَّامِ (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۰۸)

اور علامہ ابن اثیرؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”اسد الغابہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

نَوَّاسُ بْنُ سَمْعَانَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ قُرْطُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ كَلَّابٍ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَامِرٍ بْنِ

صَعْبَةُ الْعَامِرِيِّ الْكَلَابِيِّ، مَعْدُوْدٌ فِي الشَّامِيِّينَ، يُقَالُ ابْنُ أَبِي سَمْعَانَ بْنِ خَالِدٍ وَفَدَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَا لَهُ، وَاهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَعْلَيْنِ فَقَبِلَهُمَا، زَوْجَ اخْتِهَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ نَعُوذَتْ مِنْهُ فَتَرَكَهَا وَهِيَ الْكَلَابِيَّةُ وَقَدْ اخْتَلَفُوا فِي الْمَتَعُوذَةِ كَثِيرًا (اسد الغابہ ج ۲ ص ۵۱۵)

”حضرت نواس بن سمرعان بن خالد بن عمرو بن قرط بن عبد اللہ بن ابی بکر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری الکلابی کا شمار شاہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے والد سمرعان بن خالد حضور ﷺ کی خدمت میں ایک وفد لے کر آئے تھے، حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا بھی فرمائی تھی اور انہوں نے حضور ﷺ کو دو جوتیاں پیش کی تھیں جو آپ ﷺ نے قبول فرمائی تھیں، انہوں نے اپنی بہن کی شادی حضور ﷺ سے کر دی تھی لیکن جب وہ آپ کے گھر میں گئیں تو آپ ﷺ سے پناہ مانگنے لگیں جس پر آنحضرت ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ معذوہ (پناہ مانگنے والی خاتون) کے بارے میں علماء کرام کے درمیان بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔

اور مولانا سعید انصاری سیر الصحابہ ج ۶ حصہ دواز دہم ص ۱۹۹ پر ان کے والد کے حالات لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

”صاحب اصابع نے ان کے تذکرہ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ بنو قرظہ سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی اور ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔

صاحب تحریر نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ ان سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں جو ان کی اولاد کے پاس موجود ہیں۔“

(۳۰) حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی روایت

### خروج و جال فتح روم کے بعد ہوگا

عن نافع بن عتبة قال: كنا مع رسول الله ﷺ في غزوة قال: فأتى النبي ﷺ قوم من قبل المغرب، عليهم لباب الصوف، فوالفقوه عند اكمة، فانهم لقيام و رسول الله ﷺ قاعد، قال: قالت نفسي: انهم فقم بينهم وبينه، لا يغتالونه قال: ثم قلت: لعله نجى معهم، فاتيتهم فقلت بينهم وبينه، قال: فحفظت منه اربع كلمات، اعدمن في يدي، قال: تغزون جزيرة العرب، فيفتحها الله، ثم فارس، فيفتحها الله، ثم تغزون الروم فيفتحها الله، ثم تغزون الدجال فيفتحها الله، قال: فقال نافع: يا جابر الانرى الدجال يخرج حتى يفتح الروم (مسلم ۷۸۳)

”حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے، آپ کے پاس مغرب کی طرف سے لوگوں کی ایک جماعت اونی کپڑوں میں لمبوس آئی، ان کی ملاقات حضور ﷺ سے ایک جھڑپی کے پاس ہوئی جب کہ وہ کھڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ چل، ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان جا کر کھڑا ہو جا، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کے ساتھ کوئی دھوکہ کر دیں

بھر میں نے سوچا کہ ممکن ہے کہ آپ ان کے ساتھ آہستہ آواز سے باتیں کر رہے ہوں، بہر حال میں چلتا ہوا ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا، میں نے آپ کی زبان سے نکلنے والے چار کلمات محفوظ کر لئے جن کو میں اپنے ہاتھ پر شمار کر رہا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم جزیرہ عرب میں جہاد کرو گے، اللہ اس کو فتح کروادیں گے، پھر فارس والوں سے جہاد کرو گے اللہ اسے بھی فتح کروادیں گے، پھر روم سے جہاد کرو گے اور اللہ اس پر بھی فتح عطا فرمائیں گے، پھر دجال سے جہاد کرو گے اور اللہ اس پر بھی فتح یابی نصیب فرمائے گا۔“

راوی کہتے ہیں کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے جابر! اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ دجال کا خروج اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک روم فتح نہ ہو جائے۔“

### فائدہ

یہی روایت اختصار کے ساتھ سنن ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۳۰۹۱۔

(۳۱) حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت

### باب لد اور دجال کا قتل

عن مجمع بن جارية الانصاري قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: يقتل ابن مريم الدجال بباب لد (الجامع للترمذی ۲۲۳۳)

”حضرت یحییٰ بن جابر یہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و جال کو ”باب لہ“ پر قتل کریں گے۔“

### (۳۲) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت

ان سے مروی روایت کے عربی الفاظ اور ترجمہ وغیرہ آپ گذشتہ صفحات میں ”جزیرہ و جال کا ایک انوکھا سفر“ کے عنوان کے تحت پڑھ چکے ہیں۔ چونکہ روایت طویل ہے اس لئے تکرار سے بچنے کے لئے یہاں دوبارہ اس کو ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

### (۳۳) حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی روایت

#### خطبہ نبوی ﷺ

عن ابی امامۃ الباہلی قال: خطبنا رسول اللہ ﷺ فكان اکثر خطبته حديثا حدثنا عن الدجال و حذرنا، فكان من قوله ان قال: انه لم تكن فتنة في الارض، منذ ذرأ الله ذرية آدم، اعظم من فتنة الدجال، و ان الله لم يبعث نبيا الا حذرا منه الدجال، و انا آخر الانبياء و اتم آخر الامم، و هو خارج فيكم لامحالة و ان يخرج و انا بين ظهرانيكم، فانا حجيح لكل مسلم، و ان يخرج من بعدى لكل امرئ حجيح نفسه، والله خليفني على كل مسلم، و انه يخرج من خلة بين الشام و العراق، فيبعث يمينا و يبعث شمالا، يا عباد الله! فاثبتوا، فاني ساصغه لكم صفة لم يصفها اياه نبي قبلي، انه يبدأ فيقول: انا نبي، و لا نبي بعدى، ثم يثني فيقول: انا

ربكم، و لا ترون ربكم حتى تموتوا، و انه اعور و ان ربكم ليس باعور، و انه مكتوب بين عينيه كافر، يقرأ كل مؤمن، كاتب او غير كاتب، و ان من فتنته ان معه جنة و نار، فناره جنة و جنته نار، فمن ابلى بناره فليست بالله و ليقرأ فواتح الكيف، فتكون عليه بردا و سلاما كما كانت النار على ابراهيم، و ان من فتنته ان يقول لا عرابي: ارايت ان بعثت لك اباك و امك، اتشهد اني ربك؟ فيقول: نعم، فيتمثل له شيطانان في صورة ابيه و امه فيقولان: يا بني اتبعه فانه ربك.

و ان من فتنته ان يسلط على نفس واحدة، فيقتلها، و ينشرها بالمنشار، حتى يلقي شقين، ثم يقول: انظروا الي عبدي هذا، فاني ابعثه الآن، ثم يزعم ان له ربا غيري، فيعنه الله و يقول له الخبيث، من ربك؟ فيقول: ربي الله، و انت عدو الله، انت الدجال، والله ما كنت بعد اشد بصيرة بك مني اليوم. قال ابو الحسن الطنطاقي: فحدثنا المحاربی..... عن ابی سعید قال: قال رسول الله ﷺ: ذلك الرجل ارفع امنی درجة في الجنة.

قال: قال ابو سعید: والله! ما كنا نرى ذلك الرجل الا عمر بن الخطاب حتى مضى لسبيله.

قال المحاربی: ثم رجعنا الى حديث ابی رافع، قال: و ان من فتنته ان يامر السماء ان تمطر فتعطر، و يامر الارض ان تثبت فتثبت، و ان من فتنته ان



یسر بالحي فيكذبونه، فلا تبقى لهم سائمة الا هلكت،  
وان من فتنة ان يمر بالحي فيصد قوته، فيامر السماء  
ان تمطر فتطر، ويامر الارض ان تثبت فتثبت، حتى  
تروح مواشيهم من يومهم ذلك، اسمن ما كانت  
واعظمه، وامده خواصر، وادره ضروعا، وانه لا يبقى  
شي من الارض الا وطنه وظهر عليه الامكة والمدينة،  
لا ياتيها من نقب من تشابها الا لقبته الملائكة  
بالسيوف صلتة، حتى ينزل عند الظرب الاحمر، عند  
منقطع السبخة، فترجف المدينة باهلها ثلاث رجفات،  
فلا يبقى متافق ولا منافقة الا خرج اليه، فتغنى الخبث  
منها كما ينفي الكبر خبث الحديد، ويدعى ذلك  
اليوم يوم الخلاص.

فما لت ام شريك بنت ابي العكر: يا رسول  
الله فابن العرب يومئذ؟ قال: هم يومئذ قليل، وجلهم  
بيت المقدس، واما منهم رجل صالح، فينما امامهم  
قد تقدم يصلي بهم الصبح، اذنزل عليهم عيسى ابن  
مريم الصبح، فرجع ذلك الامام ينكمس، يمشي  
القهقري، ليتقدم عيسى يصلي بالناس، فبضع عيسى  
يده بين كتفيه، ثم يقول له: تقدم فصل، فانها لك  
اقيمت، فيصلي بهم امامهم، فاذا انصرف قال: عيسى  
عليه السلام: افتحوا الباب، فيفتح، ووراءه الدجال  
معه سبعون الف يهودي، كلهم ذو سيف محلي وساج،  
فاذا نظر اليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء،

وينطلق هاربا، ويقول عيسى عليه السلام: ان لي فيك  
ضربة لن تسبقني بها، فيدركه عند باب اللد الشرقي  
فيقتله، فيهزم الله اليهود، فلا يبقى شي مما خلق الله  
يشواري به يهودي الا انطق الله ذلك الشيء، لا  
حجرو ولا شجرو ولا حائط ولا دابة. الا الفرقة، فانها من  
شجرهم لا تنطق. الا قال: يا عبد الله المسلم هذا  
يهودي، فتعال اقبله.

قال رسول الله ﷺ: وان ايامه اربعون سنة،  
السنة ك نصف السنة، والسنة كالشهر، والشهر  
كالجمعة، و آخر ايامه كالشجرة، يصبح احدكم على  
باب المدينة فلا يبلغ بابها الاخر حتى يمسي، فقيل له:  
يا رسول الله! كيف تصلي في تلك الايام القصار؟ قال:  
تقدرون فيها الصلوة كما تقدرونها في هذه الايام  
الطوال، ثم صلوا.

قال رسول الله ﷺ: فيكون عيسى ابن مريم  
عليه السلام في امتي حكما عدلا، و اماما مقسطا  
..... وان قبل خروج الدجال  
ثلاث سنوات شداد، يصيب الناس فيها جوع شديد،  
يامر الله السماء في السنة الاولى ان تحبس ثلث  
مطرها، ويامر الارض فتحبس ثلث نباتها، ثم يامر  
السماء في الثانية فتحبس ثلثي مطرها، ويامر الارض  
فتحبس ثلثي نباتها، ثم يامر الله السماء في السنة  
الثالثة، فتحبس مطرها كله، فلا تقطر قطرة، ويامر

الارض، فنجس نباتها كله فلا تبت خضراء، فلا تبقى ذات ظلف الا هلكت، الا ما شاء الله قيل: فما يعیش الناس فی ذلك الزمان؟ قال: التهليل والتكبير والتسبيح والتحميد، ويجري ذلك عليهم مجرى الطعام.

قال ابو عبد الله: سمعت ابا الحسن الطنابسي يقول: سمعت عبد الرحمن المحاربي يقول: ينبغي ان يدفع هذا الحديث الى المؤدب، حتى يعلمه الصبيان في الكتاب ﴿السنن لابن ماجه: ۳۰۷۷﴾

”حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس کا اکثر حصہ حدیث دجال اور اس سے ڈرانے پر مشتمل تھا چنانچہ اسی سلسلے میں آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب سے اللہ نے اولاد آدم کو پیدا کیا ہے، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا، اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو فتنہ دجال سے ڈرایا ہے، اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت اس لئے لا محالہ اس کا خروج تم ہی میں ہوگا۔

اگر وہ میری موجودگی میں نکل آیا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے میں موجود ہوں اور اگر اس کا خروج میرے بعد ہوا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کر لے گا اور اللہ میری طرف سے ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ وہ شام اور عراق کے درمیان ایک راستہ سے خروج کرے گا اور دائیں بائیں فساد پھیلاتا پھرے گا، اس لئے اے بندگان خدا! تم اس وقت ثابت

قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی ایسی علامات بیان کیے دیتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے ذکر نہیں کیں۔

ابتداء میں وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، بعد میں وہ ربوبیت کا مدعی ہوگا حالانکہ مرنے سے پہلے تم اپنے رب کو دیکھ نہیں سکتے، پھر وہ کانا بھی ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان، خواہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ، پڑھ لے گا۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہوگی، حقیقت میں اس کی جہنم، جنت ہوگی اور جنت دراصل جہنم ہوگی، لہذا جو شخص اس کی جہنم میں گرفتار ہوا اسے چاہئے کہ اللہ سے مدد کا طلب گار رہے اور اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ دے، اس کی برکت سے وہ آگ اس کے لئے نار ابراہیم علیہ السلام کی طرح ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جائے گی۔

اس کا دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا دیکھ! اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو میرے رب ہونے کی گواہی دے گا؟ وہ اقرار کر لے گا چنانچہ دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں متشکل ہو کر اس کے سامنے آجائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ بیٹا! اس کی پیروی کر، یہ تمہارا رب ہے۔

اس کا تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اسے ایک شخص پر قدرت دی جائے گی اور وہ اس کو قتل کر کے آدھ کے ذریعے چیر کر دو ٹکڑے کر دے گا اور انہیں الگ الگ ڈال کر کہے گا کہ میرے اس

ہندے کو دیکھو کہ میں اسے زندہ کرنے لگا ہوں۔ اس کے باوجود یہ سمجھتا ہے کہ اس کا رب میرے علاوہ کوئی اور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ فرمادیں گے اور وہ خبیث اس سے پھر پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اور تو دشمن خدا "دجال" ہے، بخدا! مجھے تیرے معاملے میں آج سے زیادہ بصیرت کبھی حاصل نہیں ہوئی۔

ابوالحسن الطائفی سلسلہ مند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ شخص جنت میں درجہ کے اعتبار سے میرا سب سے اونچا امتی ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا! ہم سمجھتے تھے کہ یہ شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے تا آنکہ ان کا انتقال ہو گیا۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو وہ بارش برسا نہیں گے، زمین کو اپنی پیداوار اگانے کا حکم دے گا تو وہ قیام کرے گی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ اس کا گزر ایک بستی پر ہوگا، اہل قریہ اس کی تکذیب کریں گے جس کی وجہ سے ان کا کوئی جانور بھی باکت سے نہ بچ سکے گا، اور ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ ایک اور بستی پر اس کا گزر ہوگا، وہ اس کی تصدیق کریں گے تو دجال خوش ہو کر ان کے لئے آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار اگانے کا حکم دے گا، آسمان و زمین قیام کریں گے حتیٰ کہ شام کے وقت اسی دن جب ان کے جانور چر کر واپس آئیں گے تو وہ خوب موئے اور فربہ ہوں گے۔ ان کی کوکھیں بھری ہوئی اور تھن لبریز ہوں گے۔

حرمین شریفین کے علاوہ زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوگا جو اس نے اپنے پاؤں تلے نہ روندنا ہو اور اس پر اس کا غلبہ نہ ہو، البتہ حرمین کے اندر وہ جس درے سے بھی آنا چاہے گا، اس کے سامنے فرشتے نگلیں کھاریں سونتے ہوئے آجائیں گے تا آنکہ وہ کھاری زمین کے کنارے سرخ نیلے پر (جس کا نام "ظریب اتر" ہی ہے) پڑاؤ کرے گا۔

پھر مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس سے گھبرا کر تمام منافق مرد اور عورتیں مدینہ سے نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے، اس طرح مدینہ اپنے سے گندگی کو ایسے ہی دور کر دے گا جیسے اوبار کی بھٹی لوہے کے میل کیل کو دور کر دیتی ہے اور اسی وجہ سے اس دن کو "یوم الخلاء" نجات کا دن کہا جائے گا۔

حضرت ام شریک بنت ابی الکدر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا کہ وہ تمغزے ہوں گے اور ان میں سے بھی اکثر بیت المقدس میں ہوں گے جہاں ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا، ایک دن ان کا امام نماز فجر پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا۔ یہ دیکھ کر وہ امام اپنے پاؤں چلتا ہوا مصلیٰ امامت چھوڑ کر واپس آنا چاہے گا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دست شفقت رکھیں گے اور فرمائیں گے کہ آگے بڑھ کر تم ہی نماز پڑھاؤ اس لئے کہ اقامت تمہارے لئے ہی ہوئی ہے چنانچہ وہی لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔

نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جائے گا جس کے پیچھے دجال ستر ہزار زیورات سے مزین کلوڑوں اور عمدہ کپڑوں میں ملبوس مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نظر پڑتے ہی دجال اس طرح پھیلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں، اور بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ تیرے لئے میری ایک ضرب تو مقدر ہے اس لئے تو مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتا چنانچہ آپ اس کا پیچھا کرتے ہوئے "لد" کے مشرقی دروازے پر اسے جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔ اس طرح اللہ یہودیوں کو شکست سے دوچار کر دے گا اور اللہ کی مخلوق میں سے غرقہ نامی درخت کے علاوہ جو کہ یہودیوں کا درخت ہے، باقی جس چیز کے پیچھے بھی کوئی یہودی چھپنا چاہے گا اللہ اس کو گویائی عطا فرمائے گا خواہ وہ پتھر ہو یا درخت، دیوار ہو یا دایہ اور ہر چیز پکارے گی کہ اے اللہ کے بندہ مسلم! یہ یہودی ہے، آکر اس کو قتل کر۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ دجال چالیس سال تک رہے گا، اس کا ایک سال چھ مہینوں کے برابر، دوسرا سال ایک مہینے کے برابر، اور مہینہ جمعہ کے برابر ہوگا اور اس کا آخری دن آگ کے انگارے کی طرح ہوگا کہ تم میں سے ایک آدمی صبح کے وقت شہر کے ایک دروازے سے چلے گا، دوسرے دروازے تک پہنچے نہیں پائے گا کہ شام ہو جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ان چھوٹے دنوں میں کیسے نماز پڑھیں؟ فرمایا جیسے ان بڑے دنوں میں اندازے کے ساتھ پڑھو گے۔

ایسے ہی چھوٹے دنوں میں بھی اندازہ کر کے نماز پڑھتے رہنا، اور فرمایا کہ قتل دجال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں عادل حاکم اور انصاف پسند امام کی حیثیت سے رہیں گے۔ ..... یاد رکھو! خروج دجال سے قبل تین سال انتہائی سخت آئیں گے جن میں لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا ہوگا، ان میں سے پہلے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو ایک تہائی بارش اور زمین کو ایک تہائی پیداوار روک لینے کا حکم دیں گے، دوسرے سال آسمان کو دو تہائی بارش اور زمین کو دو تہائی پیداوار روک لینے کا حکم ہوگا اور تیسرے سال آسمان کو مکمل بارش اور زمین کو مکمل پیداوار روک لینے کا حکم ہوگا، چنانچہ آسمان سے ایک قطرہ بھی نہ برے گا اور زمین سے گھاس اگنا بھی بند ہو جائے گی اور ہر سم دار جانور ہلاک ہو جائے گا۔ لا ماشاء اللہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس زمانے میں لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھے گی؟ فرمایا جلیل دیکھو اور تسبیح و تحمید ہی ان کے لئے کھانے کی جگہ کام دیا کرے گی۔

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن الطنفسی کے حوالے سے عبدالرحمن المحاربی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ حدیث استاد کو بتائی چاہئے تاکہ وہ بچوں کو اس کی تعلیم دے اور سکھائے۔

### فائدہ

امام ابو داؤد نے بھی اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔  
ما تخذہ من حدیث نمبر ۴۳۲۲۔



## (۳۴) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ابتداء میں نیسائی تھے، قبول اسلام کے لئے اپنے وطن سے سمندری سفر کر کے خدمت نبوی ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل کیا تھا، دوران سفر "و جال" سے ملاقات کا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا جو ان کے قبول اسلام کے لئے مزید تقویت کا سبب بن گیا، وہ واقعہ انہوں نے خود حضور ﷺ کو سنایا اور آپ ﷺ اس سے سرور ہوئے۔ البتہ کتب حدیث میں یہ واقعہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

واقعہ گو کہ ایک ہی ہے لیکن روایت کرنے والے اور صاحب واقعہ دو الگ الگ فرد ہیں اس لئے ہم نے اس حدیث کا حوالہ دونوں کے تحت الگ الگ درج کیا ہے۔ مکمل حدیث اور اس کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ تاہم حوالہ یہاں بھی درج کیا جاتا ہے تاکہ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

(مسلم ۷، ۷۲۸۶، ابوداؤد ۴۲۲۵، ترمذی ۲۲۵۳، ابن ماجہ ۴۰۷۳)

## (۳۵) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت

## و جال کا محاصرہ اور مسلمانوں کی سرایستگی

عن ثعلبة بن عباد العبدي من اهل البصرة قال: شهدت يوما خطبة لسمره بن جندب، فذكر في خطبته حديثا في صلوة الكسوف ان رسول الله ﷺ خطب بعد صلوة الكسوف فقال فيها: وانه، والله لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابا، آخرهم الاعور الدجال، ممسوح العين اليسرى كأنها عين ابى نحيى [لشيخ حينئذ من الانصار] وانه متى يخرج، او قال:

متى ما يخرج، فانه سوف يزعم انه الله، فمن آمن به و صدقه و اتبعه لم ينفعه صالح من عمله سلف، و من كفر به و كذبه لم يعاقب بشي من عمله، و قال حسن: بسى من عمله سلف، و انه سوف يظهر على الارض كلها الا الحرم، و بيت المقدس، و انه يحصر المؤمنين في بيت المقدس، فيزولون زلزالا شديدا، لم يهلكه الله و جنوده، حتى ان جذم الحائط او قال اصل الشجرة ليسادى: يا مؤمن! هذا يهودى، او قال: هذا كافر فعال فاقضله، و لن يكون ذلك كذلك حتى تروا امورا ينافقهم شانها في انفسكم، فتساء لون بينكم هل كان نبىكم ذكر لكم منها ذكرا؟ و حتى نزول جبال عن مواضعها (مسند احمد ۵ ص ۱۶۰، الكافي ۱ ص ۹۳)

"ثعلبہ بن عباد عبیدی جو کہ اہل البصرہ میں سے ہیں، کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں حاضر ہوا، انہوں نے صلوٰۃ الکسوف سے متعلق حدیث ذکر فرمائی کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ کسوف کے بعد خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا بخدا! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میں کذاب ظاہر نہ ہو جائیں جن میں سب سے آخری کا نام دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ پونچھی ہوئی ہوگی گویا کہ وہ ابوتحیی (ایک انصاری بزرگ) کی آنکھ کی طرح ہوگی، اور جب وہ اٹکے گا تو اس کا گمان یہ ہوگا کہ وہ خدا ہے، سو جو شخص اس پر ایمان لا کر اس کی تصدیق و اتباع کرے گا اس کو ماضی میں کئے ہوئے اعمال صالحہ کچھ نفع نہ دے سکیں گے اور جو شخص اس کا انکار کر کے تکذیب

کرے گا تو اس کے گزشتہ گناہوں پر کوئی سزا نہ ہوگی۔

غفریب حرم اور بیت المقدس کے علاوہ وہ پوری زمین پر غالب آجائے گا اور بیت المقدس میں موجود مسلمانوں کا محاصرہ کر لے گا اور مسلمان تخت آزمائش میں مبتلا ہو جائیں گے پھر اللہ اس کو اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دیں گے حتیٰ کہ دیوار کی تہہ یا درخت کی جڑ بھی نہ رہے لگائے گی کہ اے مؤمن! یہ یہودی ہے آکر اس کو قتل کر۔

اور ایسا اس وقت تک ہرگز نہیں ہوگا جب تک تم کچھ ایسے امور کو نہ دیکھ لو جن کو تم خود دشوار اور مشکل سمجھو گے اور آپس میں سوال کر دو گے کہ کیا تمہارے نبی نے تم سے اس کے متعلق کچھ ذکر کیا تھا؟ اور یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل نہ جائیں (اس وقت تک مذکورہ واقعات پیش نہ آئیں گے۔)

### فائدہ

اسی طرح کی ایک روایت مسند احمد ج ۵ ص ۱۳ اور طبرانی ج ۷ ص ۶۵، ۲۲۱ پر بھی مروی ہے۔ (کذا فی التہام ص ۹۶)

(۳۶) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایات

### حضرت جابرؓ اور عمرؓ کا حلف

عن محمد بن المنکدر قال: رأيت جابر بن عبد الله يحلف بالله ان ابن الصياد الدجال، قلت: تحلف بالله؟ قال: اني سمعت عمر يحلف على ذلك عند النبي ﷺ فلهم ينكره النبي ﷺ (بخاری: ۷۳۵۵، مسلم: ۷۳۵۳)

”محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ ابن صیاد جی کے دجال ہونے کی قسم کھا رہے تھے، میں نے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی موجودگی میں ایسی قسم کھاتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی تکریم نہیں فرمائی۔“

### فائدہ

انہی الفاظ کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ابوداؤد میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو، حدیث نمبر ۴۳۳۱۔  
اور اسی مضمون کی حدیث اختلاف الفاظ کے ساتھ ابوداؤد میں ایک دوسری جگہ بھی آئی ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۴۳۲۸۔

### سرزمین مدینہ کیا خوب ہے؟

(ب) عن جابر بن عبد الله قال: اشرف رسول الله ﷺ على فلق من الفلاق الحرة، ونحن معه، فقال: نعمت الارض المدينة، اذا خرج الدجال على كل نقب من انسابها ملك لا يدخلها، فاذا كان ذلك رجفت المدينة باهلها ثلث رجفات لا يفي منافق ولا منافقة الا خرج اليه، واكثر. يعني من يخرج اليه. النساء، و ذلك يوم التخليص، يوم تنفي المدينة الخبيث كما ينفي الكير خبث الحديد، يكون معه سبعون الفا من اليهود على كل رجل منهم ساج، و سيف محلي

فبضررب وواقه بهذا الضرب الذى عند مجتمع السبيل، ثم قال رسول الله ﷺ: ما كانت فتنة ولا تكون حتى تقوم الساعة اكبر من الدجال، وما من نبى الا وقد حذره الله، ولا خير لكم بشئ ما اخبره الله قبله، ثم وضع يده على عينه، ثم قال: اشهد ان الله ليس باعور ﴿﴾ (مسند احمد ج ۳ ص ۲۹۲ کذا فی التمهيد ص ۹۷)

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حرہ کے نیلوں میں سے ایک نیلے پر تشریف لائے، ہم آپ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ارض مدینہ کیا خوب ہے کہ جب خروج و جال ہوگا تو اس کے ہر درے پر ایک فرشتہ موجود ہوگا جس کی وجہ سے دجال اس میں داخل نہیں ہو سکے گا، جب وہ وقت آئے گا تو مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے اور تمام منافق مرد و عورت نکل کر اس کی طرف چلے جائیں گے اور دجال کے پاس سب سے زیادہ عورتیں جانے والی ہوں گی۔

اس دن کو ”نجات کا دن“ کہا جائے گا جب کہ مدینہ اپنے آپ سے گندگی کو اسی طرح دور کر دے گا جیسے بھیٹی لوہے کے میل و ٹیکل کو دور کر دیتی ہے۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن میں سے ہر ایک کے جسم پر قیمتی چادریں اور مزین تلواریں ہوں گی اور وہ اپنا خیمہ اس جگہ نصب کر دے گا جہاں سیلاب کا پانی آکر اکٹھا ہوتا ہے (”سیال“ مدینہ منورہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے)۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال سے بڑا فتنہ قیام قیامت تک نہ پہلے ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا، ہر نبی نے اپنی

امت کو اس کے فتنے سے آگاہ کیا ہے، ہم میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائی ہوگی، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا (جو اس کے اندھا ہونے یا کم از کم کانٹا ہونے کی طرف اشارہ تھا) اور فرمایا کہ میں اس بات کا چشم دید گواہ ہوں کہ خدا کا نانیہیں۔“

(ج) ﴿﴾ عن جابر انه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: بين يدي الساعة كذابون، منهم صاحب اليمامة، وصاحب صنعاء العنسي، ومنهم صاحب حمير ومنهم الدجال، وهو اعظم فتنة، قال جابر: وبعض اصحابي يقول: قريب من ثلاثين كذابا ﴿﴾

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۴۵)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، قیامت سے پہلے کچھ کذاب ظاہر ہوں گے جیسے یمامہ، صنعاء اور حمیر وغیرہ والے۔ انہیں میں ایک دجال بھی ہوگا جو خلافت انسانی کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بعض دوسرے ساتھی ۳۰ کذابوں کا ذکر کرتے تھے۔“

(۳۷) حضرت هشام بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت

خلق اکبر کون ہے؟

(الف) ﴿﴾ عن حميد بن هلال، عن رھط منهم ابو الدهماء و ابو قتادة قالوا: كنا مع علي بن هشام بن عامر، ناتي عمران بن حصين، فلقا ذات يوم: انكم

لتجاوزوني الى رجال، ما كانوا باحضر لرسول الله  
ﷺ مني، ولا اعلم بحديثه مني، سمعت رسول الله  
ﷺ يقول: ما بين خلق آدم الى قيام الساعة خلق اكبر  
من الدجال (مسلم ٤٠٥٠)

”حمید بن ہلال تابعین کی ایک جماعت جس میں ابوالدھواء اور ابو قتادہ بھی تھے، سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے ہوئے حضرت عمران بن حنین رضی اللہ عنہ کے یہاں جاتے تھے، ایک دن حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو خدمت نبوی میں مجھ سے زیادہ حاضر باش نہ تھے اور نہ ہی مجھ سے زیادہ حدیثیں جانتے ہیں، میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تخلیق آدم سے قیام قیامت تک نذرہ و جال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔“

دجال کا سر پیچھے سے گنجا معلوم ہوگا

(ب) عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
إِنَّ رَأْسَ الدِّجَالِ مِنْ رِوَانِهِ حَيْكٌ حَيْكٌ، فَمَنْ قَالَ أَنْتَ  
رَبِّي افْتَنَ بِهِ وَمَنْ قَالَ كَذَبْتَ رَبِّي اللَّهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ فَلَا  
يُضِرُّهُ أَوْ قَالَ: فَلَا فِتْنَةَ عَلَيْهِ.

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۰ کذا فی التلخیص ص ۱۰۲)

”حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا و جال کا سر پیچھے سے گنجا معلوم ہوگا، جو شخص یہ کہہ لے گا کہ تو میرا رب ہے، وہ قند میں مبتلا ہو جائے گا اور جو شخص اس کی

بکھڑے کر کے کہے گا کہ میرا رب تو اللہ ہے اور میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں تو وہ اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہ فرمایا کہ اس پر کوئی آزمائش نہ آئے گی۔"

(۳۸) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت

## شہادت کی انجام

عن رافع بن خديج عن النبي ﷺ في ذم القدرية، و  
 الهم زنادقة هذه الامة، وفي زمانهم يكون ظلم  
 السلطان، فياله من ظلم و حيف و اثرة، ثم يبعث الله  
 طاعونا فيقتل عاصيهم ثم يكون الخسف لما اقل من  
 يتنجس منهم، المؤمن يومئذ قليل في حه، شديد غمه، ثم  
 يكون المسخ فبمسخ الله عاصيهم قرده و خنازير، ثم  
 يخرج الدجال على اثر ذلك قريبا، ثم بكى رسول  
 الله ﷺ حتى بكينا لبكائه، و قلنا: ما يبكيك؟ قال:  
 رحمة لا اولئك القوم الاشقياء، لان فيهم المقتصد و

فِيهِمُ الْمُجْتَهِدُ (الطبرانی فی الکبیر: ۳۷۷، کنزانی النہای: ص ۱۱۳)

”حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ”قدریہ“ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس امت کے زندقہ ہیں اور ان کے زمانے میں ظلم و ستم، حسرت و ندامت کا دور دورہ اور بادشاہی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ان پر طاعون کو مسلط کر دیں گے جس سے ان کی اکثریت ہلاک ہو جائے گی پھر ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بہت کم لوگ بچ سکیں گے۔

اس وقت مومن خوش کم اور غمگین زیادہ ہوگا۔ پھر



چہروں کو مسخ کر کے اکثر لوگوں کے چہرے بندر اور خنزیر کی طرح کر دیئے جائیں گے پھر اس کے قریبی زمانے میں ہی دجال کا خروج ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر حضور ﷺ رونے لگے، آپ کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے، پھر ہم نے پوچھا کہ آپ کیوں رورہے ہیں؟ فرمایا ان بد بخت لوگوں پر مجھے رحم آ رہا ہے کیونکہ ان میں بعض مسلمانہ رہوں گے اور بعض اپنی رائے پر عمل پیرا ہوں گے۔“

(۳۹) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی روایت

خروج دجال کے وقت مسلمانوں کے تین گروہ

عن ابی نضرۃ قال: اتینا عثمان بن ابی العاص فی یوم جمعة، لتعرض علیہ مصحفنا لنا علی مصحفہ، فلما حضرت الجمعة امرنا فاغتسلنا، ثم اتینا بطیب فتطینا ثم جئنا المسجد، فجللنا الی رجل فحدثنا عن الدجال، ثم جاء عثمان بن ابی العاص فقمنا الیہ فجللنا، فقال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: یكون للمسلمین ثلاثة امصار، مصر بعلتقی البحرین، و مصر بالحیرة، و مصر بالشام، فیفزع الناس ثلاث فزعات، فیخرج الدجال فی اعراض الناس، فیہزم من قبل المشرق فاول مصر یرده المصیر الذی بعلتقی البحرین، فیصیر اهلہ ثلاث فرق، فرقة تقیم تقول: نشامہ ننظر ما هو، و فرقة تلحق بالاعراب، و فرقة تلحق بالمصیر الذی یلبیہم و مع الدجال سبعون الفا علیہم السیجان و اکثر تبعہ الیہود و النساء، ثم یاتی

المصیر الذی یلبیہ، فیصیر اهلہ ثلاث فرق، فرقة تقول: نشامہ، و ننظر ما هو، و فرقة تلحق بالاعراب و فرقة تلحق بالمصیر الذی یلبیہم بغربی الشام، و ینحاز المسلمون الی عقبۃ الفیق، فیبعثون سرحاً لہم، فیصاب سرحہم، فیشتد ذلک علیہم، و تصیبہم مجاعة شدیدة، و جہد شدید حتی ان احدهم لیحرق و تر قوسہ فیما کلہ، فیینماہم کذلک اذ نادى مناد من السحر یا یہا الناس! اتاکم الغوث، ثلاثا، فیقول بعضهم لبعض: ان هذا الصوت لصوت رجل شعبان، و ینزل عیسی ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عند صلوٰۃ الصبح فیقول لہ امیرہم: یا روح اللہ! تقدم، صل، فیقول: هذه الامة امراء بعضهم علی بعض، فیقدم امیرہم فیصلی، فاذا قضی صلوٰۃ اخذ عیسی علیہ السلام حربتہ، فیذهب نحو الدجال، فاذا راہ الدجال ذاب کما یذوب الرصاص فیضع حربتہ بین ثدوتیہ فیقتلہ و ینہزم اصحابہ فلیس یومئذ شیء یواری منهم احدا حتی ان الشجرة لتقول: یا مومن هذا کافر، و یقول الحجر: یا مومن! هذا کافر! (مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۹، کنز الدینی النہایہ ص ۱۱۲)

”ابو خضر کہتے ہیں ہم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس جمعہ کے دن اپنے مصحف کا ان کے مصحف سے مقابلہ کرنے کے لئے آئے (کہ کہیں ہمارے نسخے میں کوئی غلطی تو نہیں) جب جمعہ کا وقت آیا تو انہوں نے ہمیں غسل کرنے کا حکم

دیا، پھر ہمارے پاس خوشبوداری گئی، وہ لگا کر ہم مسجد چلے گئے اور وہاں ایک شخص کے پاس جا کر بیٹھ گئے، اس نے ہمیں دجال سے متعلق ایک حدیث سنائی۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو ہم انھیں ان کے پاس جا بیٹھے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (قیامت کے قریب) مسلمانوں کے تین شہر (قابل ذکر) ہوں گے، ایک شہر دو مسندروں کے سنگم پر واقع ہوگا، دوسرا حیرہ کے مقام پر اور تیسرا شام میں۔

لوگ واقعات اور حالات حاضرہ کی بناء پر تین مرتبہ شدید گھبراہٹ کا شکار ہو چکے ہوں گے پھر لوگوں کے برابر میں دجال نکل آئے گا اور مشرق کے لوگوں کو شکست دے دے گا چنانچہ سب سے پہلے وہ اس شہر میں داخل ہوگا جو دو مسندروں کے سنگم پر واقع ہے، وہاں کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو یہ کہہ کر دیں اقامت گزین رہے گا کہ پتہ تو چلے کہ یہ کون ہے اور اس کے پاس کیا ہے؟ ایک گروہ دیہات کی طرف چلا جائے گا اور ایک گروہ اس سے متصل شہر میں منتقل ہو جائے گا۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار ایسے افراد ہوں گے جن پر قیمتی چادریں ہوں گی اور اس کے اکثر پیروکار یہودی اور عورتیں ہوں گی۔

پھر وہ اس کے ساتھ متصل شہر میں آئے گا اور وہاں کے لوگ بھی اسی طرح کے تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے مسلمان خود تو "ایق" نامی گھائی کی طرف سمت جائیں گے اور

اپنے مویشی چرنے کے لئے بھیج دیں گے لیکن وہ سب ہلاک ہو جائیں گے جس سے مسلمانوں کو شدید نقصان ہوگا اور وہ سخت بھوک اور تکلیف و مشقت کا شکار ہو جائیں گے حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ ہلا کر کھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

مسلمان انہی حالات میں ہوں گے کہ ایک دن محرمی کے وقت ایک شخص تین مرتبہ دعا لگائے گا کہ اے لوگو تمہارے پاس مدد آگئی۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے شخص کی آواز ہے، پھر نماز فجر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا، مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا یا روح اللہ! آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے کہ اس امت کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں چنانچہ مسلمانوں کا امیر ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا، نماز سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ پکڑ کر دجال کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ دجال ان کو دیکھتے ہی راجح کی طرح پھٹنے لگے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا نیزہ اس کی چھاتیوں کے گوشت پر ماریں گے اور اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس کے حواری شکست سے دوچار ہو جائیں گے اور اس دن ان میں سے کسی کو بھی کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھپائے گی، حتیٰ کہ درخت کہے گا اے مؤمن! یہ کافر ہے اور پتھر کہے گا کہ اے مؤمن! یہ کافر ہے۔

(۳۰) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی روایت

جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ

عن عبداللہ بن بسر ان رسول اللہ ﷺ قال: بین

الملحمة و فتح المدينة ست سنين، و يخرج المسيح  
الدجال في السابعة (ابوداؤد: ۴۲۹۱)

”حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور  
ﷺ نے فرمایا: جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ کے درمیان چھ سال  
ہوں گے، ساتویں سال مسیح و جال کا خروج ہو جائے گا۔“

### فائدہ

یہی روایت سنن ابن ماجہ میں بھی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے  
مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۳۰۹۳۔

(۳۱) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت

کوہ عقیق پر چشم تصور میں و جال کے پڑاؤ

عن سلمة بن الأكوع قال: اقبلت مع رسول الله ﷺ  
من قبل العقيق حتى اذا كنا على التربة التي يقال لها تربة  
الحوض بالعقيق، او ما بيده قبل المشرق، فقال: اني  
لأنظر الى مواقع عدو الله المسيح، انه يقبل حتى ينزل  
من كذا، حتى يخرج اليه غوغاء الناس، مامن نقب من  
انصاب المدينة الا غلبه ملك، او ملكان يحرسانه، معه  
صورتان، صورة الجنة و النار، خضراء معه شياطين  
يتشبهون بالاموات، يقول للحى: اتعرفنى؟ انا اخوك،  
انا ابرك، انا ذو قرابة منك، الت قدمت، هذا ربنا  
فاتبعه، فيقتضى الله ما يشاء منه، و يعث الله له رجلا من  
المسلمين، فيسكنه و يبكته، و يقول: هذا الكذب يا ايها

الناس الا بغرركم فانه كذاب، و يقول باطلا، و ليس  
ربكم باعدو، فيقول: هل انت متعنى؟ فيابى فيشق  
شفتين، و يعطى ذلك، و يقول: اعیده لكم فيبعثه الله  
اشد ما كان تكذيبا و اشد شتما، فيقول: يا ايها الناس!  
انما رايتهم بلاء ابتليهم به، و فتنة افترس بها، ان كان  
صادقا فليعدنى مرة اخرى، الا خير كذاب، فيامر به الى  
هذه النار، و هي صورة الجنة، ثم يخرج قبل الشام

(المطهر انی: ۶۳۰۵، کذا فی انصاری ص ۱۱۸)

”حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں کوہ عقیق  
کی طرف سے حضور ﷺ کے ہمراہ آ رہا تھا، چلتے چلتے جب ہم  
کوہ عقیق کے اس نیلے پر پہنچے جس کو ”تربة الحوض“ کہا جاتا ہے تو  
آپ ﷺ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ  
میں دشمن خدا مسیح و جال کے پڑاؤ کی جگہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ  
چلتا چلا آ رہا ہے، اور فلاں مقام پر منزل کی ہے اور لوگوں کا جہنم  
اس کی طرف نکل کر چلا گیا ہے اور مدینہ کا کوئی ایسا درہ نہیں ہے  
جس پر ایک یا دو فرشتے حفاظت کے لئے نہ کھڑے ہوں۔

اس کے ساتھ دو شبہیں ہیں ایک جنت کی شبہ اور ایک  
جہنم کی، اور کچھ شیاطین ہیں جو مردوں کی شکلیں اختیار کر کے  
آتے ہیں اور زندوں سے کہتے ہیں کہ مجھے پہچانتے ہو؟ میں تمہارا  
بھائی، باپ، قرابت دار ہوں، کیا میں مرضیں گیا تھا؟ یاد رکھو! کہ  
یہ ہمارا رب ہے اس لئے اس کی پیروی کرو۔ اس طرح اللہ اس کو  
حسب منشاء غائب عطا فرما دے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ایک ایسا شخص

نہیں گے جو دجال کو ساکت اور اجواب کر دے گا اور وہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو! یہ تمہیں دھوکے میں مبتلا نہ کر دے، یہ جیونا ہے اور جیوٹ کہتا ہے، تمہارا رب کا نام تو نہیں ہو سکتا۔ دجال اس سے کہے گا کہ تو میری اتباع کرتا ہے یا نہیں؟ وہ انکار کر دے گا۔ دجال اس کو دو ٹکڑے کر دے گا اور اس کو یہ قدرت دی جائے گی اور کہے گا کہ میں تمہارے سامنے اس کو دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندگی دے گا اور وہ پہلے سے زیادہ اس کی تکذیب اور برائی و مذمت بیان کرے گا اور کہے گا کہ اے لوگو! تم یہ ایک آزمائش دیکھ رہے ہو جس میں تم کو جتلا کیا گیا ہے اور ایک فتنہ ہے جس سے تم دوچار ہوئے ہو، اگر یہ سچا ہو تو مجھے دوبارہ قتل کر کے دکھائے، یاد رکھو! یہ وہی کذاب ہے، دجال غصے میں آکر اپنی خود ساختہ جہنم میں اس کو پھینک دینے کا حکم دے گا جو وہ حقیقت جنت ہوگی۔ پھر دجال شام کی طرف چلا جائے گا۔“

(۴۲) حضرت یحییٰ بن ادرع رضی اللہ عنہ کی روایات

یوم الخلاص کونسا دن ہوگا؟

عن یحییٰ بن ادرع ان رسول اللہ ﷺ خطب الناس فقال: یوم الخلاص، وما یوم الخلاص؟ ثلاثا، فقیل له: وما یوم الخلاص؟ قال: یجئ الدجال فیصعد احدا، فینظر الی المدینة فیقول لاصحابه: هل ترون هذا القصر الابيض؟ هذا مسجد احمد، ثم یتاتی المدینة فیجد فی کل نقب من انقابها ملکا مصلتا سفہ، فیتاتی مبخة الجحرف، فیضرب رواقہ، ثم ترجف

المدینة ثلاث رجفات، فلابیثی منافق ولا منافقة، ولا فاسق ولا فاسقة، الا خراج البہ، فذلک یوم الخلاص (مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۸، کنز الدقائق ص ۱۲۰)

”حضرت یحییٰ بن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن تقریر کرتے ہوئے فرمایا، نجات کا دن، کیا ہی خوب ہوگا نجات کا دن؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ نجات کے دن سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دجال آکر احد پہاڑ پر چڑھ جائے گا اور مدینہ کی طرف دیکھ کر اپنے حواریوں سے کہے گا کہ اس سفید محل کو دیکھ رہے ہو؟ یہ احمد رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے، پھر مدینہ میں داخل ہوتا چاہے گا تو اس کے ہر درے پر تلوار سونٹے ہوئے فرشتے کو پائے گا۔

مجبور ہو کر وہ کھاری زمین پر ہی خیمہ زن ہوگا، پھر مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے اور ہر منافق مرد و عورت اور تمام فاسق مرد و عورت نکل کر اس کے پاس چلے جائیں گے، یہ ”نجات کا دن“ ہوگا۔

احد پہاڑ پر چڑھ کر مدینہ کی فضیلت

(ب) عن یحییٰ بن ادرع قال: اخذ رسول اللہ ﷺ بیدی، فصعد علی احد، فاشرف علی المدینة، فقال: ویل امیہا من قریة یدعہا اہلبہا علی خیر ما تکون او کا خیر ما تکون، فیا تیہا الدجال فیجد علی کل باب من ابوابہا ملکا مصلتا بجناحہ فلا یدخلہا، قال: ثم نزل، و هو آخذ بیدی فدخل یا فیدخل؟ المسجد، فاذا



رجل یصلی، و قال لی: من هذا؟ فانیث علیہ خیراً، فقال: اسکت لا تسمعه فتہلک، قال: ثم اتی حجرۃ امرأۃ من نسائه فنقض یدہ من یدئ قال: ان خیر دینکم ایسرہ، ان خیر دینکم ایسرہ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۸، کذا فی التہذیب ص ۱۲۰)

"حضرت یحییٰ بن ادریس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور احد پہاڑ پر تشریف لے گئے، پھر مدینہ کی طرف جہانک کر دیکھا اور فرمایا، ہلاکت ہو، لوگ اس بہترین بستی اور شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، حالانکہ دجال اس شہر میں آنا چاہے گا تو اس کے ہر دروازے پر ایک مسلح فرشتہ پائے گا اور اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔

حضرت یحییٰ بن ادریس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نیچے اتر آئے اور میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد میں داخل ہو گئے، وہاں ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے اس کی تعریف کی تو فرمایا کہ خاموشی سے کہو، کہیں یہ سن نہ لے اور ہلاک نہ ہو جائے (کہ غرور میں مبتلا ہو جائے) پھر آپ ﷺ ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ کے حجرہ کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے دوسرے فرمایا کہ تمہارا سب سے بہتر دین "آسان" ہے۔"

(۴۳) حضرت نہیک بن صریم رضی اللہ عنہ کی روایت

### نہر اردن پر دجال سے قتال

عن نہیک بن صریم السکونی قال: قال رسول اللہ ﷺ: لتقاتلن المشرکین حتی یقاتل بقیۃکم الدجال

علیٰ نضیر الاردن، انتم شرقیہ، و هو غربیہ، قال و ما ادری ابن الاردن یومئذ من الارض؟

(ابو داؤد ج ۳ ص ۳۸۸، کذا فی التہذیب ص ۱۲۲)

"حضرت نہیک بن صریم السکونی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم مشرکین سے ضرور قتال کرو گے یہاں تک کہ تمہارے بقیہ افراد دجال سے نہر اردن پر لڑیں گے۔ تم مشرقی جانب ہو گے اور وہ مغربی جانب، راوی کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس وقت اردن زمین کے کس حصے میں ہوگا؟"

(۴۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

گذشتہ صفحات میں حضرت نافع بن حباب رضی اللہ عنہ کی جو روایت ابن ماجہ شریف کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے اس کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے روایت نقل کی اور دوسرے صحابی نے حضور ﷺ سے۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں اور حضرت نافع بن حباب رضی اللہ عنہ بھی اس لئے ہم نے اس روایت کو دونوں صحابہ کے نام کے تحت ذکر کرنا مناسب سمجھا۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۹۱۔

(۴۵) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت

### یابی اور آگ

عن حلیفۃ عن النبی ﷺ قال فی الدجال: ان معہ

ماء و نار، ف نارہ ماء بارد، و ماؤہ نار، قال ابو مسعود: انا

سمعتہ من رسول اللہ ﷺ (البخاری ج ۱ ص ۱۳۰)

"حضرت حلیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے

و جہاں کے بارے میں فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی،  
اس کی آگ تو اصل میں ٹھنڈا پانی ہوگی اور پانی آگ ہوگا،  
حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے گئے کہ میں نے بھی حضور  
ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

فائدہ

یہی روایت مسلم شریف میں کچھ تنبیہاً مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اگر پانی کی طلب ہو تو؟

عن ربعی بن حراش قال: اجتمع حذیفہ و ابو مسعود،  
فقال حذیفہ: لانا بما مع الدجال اعلم منه، ان معه نهرا  
من ماء، و نهرا من نار، فاما الذي ترون انه نار ماء، و اما  
الذي ترون انه ماء نار، فمن ادرك ذلك عنكم فاراد  
الماء فليشرب من الذي يراه انه نار، فانه يجده ماء، قال  
ابو مسعود: هكذا سمعت النبي ﷺ يقول ﴿  
(مسلم ۷۳۷۱)

”ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ  
اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ کسی مقام پر اکٹھے ہو گئے تو حضرت حذیفہ  
رضی اللہ عنہ فرماتے گئے کہ جہاں کے ساتھ جو چیزیں ہوں گی،  
میں انہیں جہاں سے زیادہ جانتا ہوں، اس کے ساتھ پانی کی ایک  
نہر ہوگی اور ایک نہر آگ کی ہوگی۔ جس کو تم آگ سمجھو گے وہ پانی  
ہوگا اور جس کو تم پانی سمجھو گے وہ آگ ہوگی۔ تم میں سے جو شخص  
اس کو پائے اور پیاس کی وجہ سے پانی پینا چاہے تو اس میں سے

پے جس کو وہ آگ سمجھے، وہ اس کو پانی پائے گا۔  
حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے بھی  
بعینہ اسی طرح حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

فائدہ

یہی روایت ابو داؤد شریف میں بھی مروی ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث  
نمبر ۴۳۱۵۔

(۴۶) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت

تشیع و تکبیر کی ہیبت

عن عمرو بن عوف قال: قال رسول الله ﷺ:  
لانتقم الساعة حتى تكون ادنى صالح المسلمين  
ببولاء، ثم قال: يا على، يا على، يا على، قال: بابي و  
امی قال: انكم ستقاتلون بني الاصفرة و يقاتلهم  
الذين من بعدكم حتى تخرج اليهم روضة الاسلام،  
اهل الحجاز، الذين لا يخافون في الله لومة لائم،  
فيفتحون القسطنطينية بالنسيح و التكبير، فيصبون  
غنائم لم يصبوا مثلها، حتى يقتسموا بالانترسة و  
باتی آت، فيقول: ان المسيح قد خرج في بلادكم،  
الاوهی كذبة، فلا تأخذ نادم، و التارك نادم ﴿

(ابن ماجہ ۳۰۹۳)

”حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور  
ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک

مسلمانوں کی ایک چھوٹی مسیح جماعت "بولاد" نامی مقام پر نہ آئے، پھر حضرت علیؑ کا نام لے کر تین مرتبہ آپ ﷺ نے ان کو پکارا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں حاضر ہوں، فرمایا بیشک فقریب تم رومیوں سے جہاد کرو گے اور ان سے لڑنے والے لوگ تمہارے بعد آنے والے ہوں گے یہاں تک کہ ان کی طرف اہل حجاز میں کے منتخب مسلمان نکلیں گے جو دین خداوندی کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیں گے اور تسبیح و تکبیر کی بدولت ہی قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے اور ان کو اتنا مال نفیس ملے گا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ملا ہوگا حتیٰ کہ وہ کمانوں کو تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ ایک آنے والا آکر کہے گا کہ تمہارے شہروں میں دجال کا خروج ہو چکا ہے۔ یاد رکھو! کہ یہ خبر جھوٹی ہوگی اس لئے لینے والا بھی مارم ہوگا اور جھوٹے والا بھی۔"

(۴۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کے پیروکار

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اکثر اتباع الدجال اليهود واولاد المومسات

(رواہ احمد، ترمذی، ابی داؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد، ۳/۳۷۷، کذا فی المسیح الدجال للعلامة ابن حجر)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کے اکثر پیروکار یہودی اور قاصصوں کی اولاد ہوگی۔"

فائدہ

اس حدیث کو اگرچہ فرمان نبوی ﷺ کے طور پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذکر نہیں فرمایا لیکن ظاہر ہے کہ یہ بات انسان اپنی عقل سے نہیں کہہ سکتا۔ لازماً انہوں نے حضور ﷺ سے سن کر ہی فرمایا ہوگا اس لئے حکماء یہ ایسے ہی جیسے خود حضور ﷺ نے فرمایا ہے، اصطلاحی الفاظ میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ موقوف حدیث جو غیر مد رک باقتل ہو وہ حکما مرفوع ہوتی ہے، کتب اسول حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔

نیز یہی روایت شیخ بخاری، نعیم بن حماد نے بھی اپنی کتاب "الفتن" کے ص ۳۲۶ پر نقل کی ہے۔ حاشیہ میں اس کی تخریج مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۳۹۳ کے حوالے سے کی گئی ہے۔

(۴۸) حضرت عمیر بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی روایت

جب ایمان اور نفاق میں اخلاص ہوگا؟

عن عمیر بن حنفیہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: اذا صار الناس فی فسطاطین: فسطاط ایمان لا نفاق فیہ، و فسطاط نفاق لا ایمان فیہ، فاذا هما اجتماعا، فابصرک الدجال الیوم او غدا

(الفتح ص ۳۱۴، صحیح ابی داؤد)

"حضرت عمیر بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب لوگ دو خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک خیمہ میں ایمان ہوگا، نفاق نام کی کوئی چیز نہ ہوگی اور دوسرا خیمہ نفاق کا ہوگا جس میں ایمان نام کی کوئی چیز نہ ہوگی، سو جب یہ دونوں اکٹھے ہو جائیں گے تو اسی دن یا اگلے دن تمہیں دجال نظر آ جائے گا۔"

(۳۹) حضرت صعوب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی روایت

### خروج دجال کا وقت

عن راشد بن سعد قال: لما فتحت اصطخر نادى مناد:  
الا ان الدجال قد خرج، قال: فلفيهم الصعب بن جثامة  
قبال، فقال: لولا ما تقولون لاخبرنكم انى سمعت رسول  
الله ﷺ يقول: لا يخرج الدجال حتى يذهل الناس عن  
ذكره، وحتى تنرك الانمة ذكره على المنابر

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۷، کنز الدقائق المسح الدجال و نزول عيسى ابن مريم ص ۱۰)

”راشد بن سعد کہتے ہیں کہ جب اصطخر فتح ہو چکا تو ایک منادی  
نے یہ آواز لگائی کہ ہوشیار! دجال نکل آیا۔ پھر کچھ لوگوں کی  
ملاقات حضرت صعوب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی، انہوں  
نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ بات نہ کہی ہوتی تو میں تمہیں بتاتا کہ  
میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک لوگ اس کا تذکرہ  
بھول نہ جائیں اور ائمہ مساجد منبروں پر اس کا ذکر کرنا چھوڑ نہ دیں۔“

(۵۰) حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ کی روایت

### مسح الضلالة

عن الفلتان بن عاصم، عن النبي ﷺ قال: اما مسح  
الضلالة فرجل اجلى الجبهة، ممسوح العين اليسرى،  
عريض النحر، ليه اندفاع

(صحیح ابن ابی شیبہ کذا فی الحدیث فی احوال الموتی و امور الآخرة ص ۵۳۷)

”حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور  
ﷺ نے فرمایا ”مسح الضلالة“ کشادہ پیشانی والا ایک شخص ہوگا  
جس کی بائیں آنکھ پونجھی ہوئی ہوگی۔ چوڑا سینہ ہوگا اور اس میں  
کچھ جھکاؤ ہوگا۔“

(۵۱) حضرت عبداللہ بن مغنم رضی اللہ عنہ کی روایت

### دجال کے ابتدائی حالات

عن سليمان بن شهاب العيسى قال: نزل على عبد الله  
بن مغنم وكان من اصحاب النبي ﷺ، فحدثني عن  
النبي ﷺ انه قال: الدجال ليس به خفاء، انه يجي من  
قبل المشرق، فيدعو الي حق فيتبع و ينصب للناس  
فيقاتلهم فيظهر عليهم فلا يزال كذلك حتى يقدم  
الكوفة، فيظهر دين الله و يعمل به فيتبع، و يحب على  
ذلك ثم يقول بعد ذلك: اني نبي فيفرع من ذلك  
كل ذي لب، و يفارقه، و يمكث بعد ذلك ثم يقول:  
انا الله، فتعمش عينه اليمنى، و تقطع اذنه، و يكتب بين  
عينيه كافر، فلا يخفى على كل مسلم، فيفارقه كل احد  
من النخل في قلبه مثقال حبة خردل من ايمان، و يكون  
اصحابه و جنوده المجوس و اليهود و النصارى، و هذه  
الاعاجم من المشركين. ثم يدعو برجل قيمان يرون  
فيامر به فيقتل، ثم يقطع اعضاءه كل عضو على حدة،  
فيغفرق بينها حتى يراه الناس، ثم يجمع بينها، ثم  
يضربه بعصاه فاذا هو قائم، فيقول: انا الله احبى و



امیت، و ذلک سحر بسحر بہ اعین الناس، لیس یصنع  
من ذلک شیناً (المہرانی، کنز الدینی، ص ۱۴۵)

”سلیمان بن شہاب العیسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغنم رضی اللہ عنہ میرے یہاں تشریف لائے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے، اور مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا دجال کے معاملے میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف سے آئے گا، ابتدا میں لوگوں کو حق کی دعوت دے گا، لوگ اس کی پیروی کریں گے اور لوگوں کے لئے اس کو قائم کر دے گا اور حق کے معاملے میں لوگوں سے قتال کر کے ان پر غالب آجائے گا۔

یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا تا آنکہ وہ کوفہ وارد ہوگا، دین خداوندی کو غالب کر کے اس پر عمل کرے گا اور لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے پھر اس کے بعد اچانک وہ نبوت کا دعویٰ کر دے گا جس سے ہر مقلند گھبرا کر اس کو چھوڑ دے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے گا جس کی نحوست سے اس کی دائیں آنکھ بے نور ہو جائے گی، اور اس کا کان کٹ جائے گا اور اس کی آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا جائے گا جو کسی بھی مسلمان پر غلبی نہیں رہے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس سے جدا ہو جائے گا۔

اس طرے دجال کے ساتھی اور لشکر کی مجموعی، یہود و نصاریٰ اور غیبی مشرکین رہ جائیں گے، پھر لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو بلا کر اس کو قتل کرنے کا حکم دے دے گا، پھر اس کا ایک ایک عضو کاٹ کاٹ کر علیحدہ کر دے گا یہاں تک کہ

لوگ بھی اس کو دیکھ لیں گے، پھر اس کو جمع کر کے اس پر اپنی لاشی مارے گا تو اچانک وہ کھڑا ہو جائے گا، پھر دجال کہے گا کہ میں ہی خدا ہوں، موت و زلیست دیتا ہوں، یہ ایک جادو ہوگا جو لوگوں کی آنکھوں پر چھایا جائے گا لیکن وہ اس سے کچھ پیدا نہ کر سکے گا۔“

(۵۲) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی روایت

سورج گرہن کے موقع پر دجال کا تذکرہ

عن اسماء بنت ابی بکر انہا قالت: اتیت عائشة زوج النبی ﷺ حین خفت الشمس، فاذا الناس قیام یصلون و اذا هی قائمة تصلی، فقلت: ما للناس؟ فاشارت بیدھا الی السماء و قالت: سبحان اللہ، فقلت: آية فاشارت ای نعم، قالت: ففقت حتی تجلانی الغشی فجعلت احب فوق راسی الماء، فلما انصرف رسول اللہ ﷺ حمد اللہ و اتی علیہ ثم قال: ما من شیء كنت لم اراه الا و قد رایتہ فی مقامی هذا حتی الجنة و النار، و لقد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور مثل او قریبا من فتنۃ الدجال الخ (بخاری ۱۰۵۳)

”حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی زوجہ (اور اپنی بہن) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئی جس وقت سورج کو گہن لگا ہوا تھا، لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بھی کھڑی نماز میں مشغول تھیں، میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے

”سبحان اللہ“ کہا، میں نے کہا کہ کوئی نشانی ظاہر ہوئی ہے، انہوں نے اثبات میں اشارہ کر دیا، تو میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہو گئی، طویل قیام کی وجہ سے مجھ پر خشکی طاری ہو گئی تو میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد فرمایا جو چیزیں میں نے اب تک نہ دیکھی تھیں، وہ مجھے آج اسی جگہ دکھادی گئیں حتیٰ کہ جنت اور جہنم بھی، اور میری طرف یہ وحی بھی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاری اسی طرح آزمائش ہوگی جیسے فتنہ دجال کے موقع پر ہوگی۔“

فائدہ

یہی روایت مسلم شریف میں بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔  
حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۱۰۳۔

(۵۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت

فتنہ دجال سے پناہ مانگنے کا حکم

عن ابی سعید الخدری، عن زید بن ثابت قال: قال ابو سعید: ولما شهدہ من النبی ﷺ و لکن حدثہ زید بن ثابت قال: بینما النبی ﷺ فی حائط لبنی النجار، علی بغلة له، ونحن معه، اذ حادت بہ فکادت تلقيه، و اذا فبرستہ او خمسۃ او اربعۃ. قال: کذا کان یقول الجریری. فقال: من یعرف اصحاب هذه الاقبر؟ فقال رجل: انا، قال: فمتی مات هؤلاء؟ قال: ماتوا فی

الاشراک فقال: ان هذه الامۃ تبلى فی قبورہا، فلو لا ان لا تدافنوا، لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه، ثم اقبل علینا بوجہہ فقال: نعوذ و باللہ من عذاب النار، فقالوا: نعوذ باللہ من عذاب النار، فقال: نعوذ و باللہ من عذاب القبر، فقالوا: نعوذ باللہ من عذاب الشبر، قال: نعوذ و باللہ من الفتن، ما ظہر منها و ما بطن، قالوا: نعوذ و باللہ من الفتن، ما ظہر منها و ما بطن، قال: نعوذ و باللہ من فتنۃ الدجال، قالوا: نعوذ باللہ من فتنۃ الدجال ﴿مسلم ۷۱۱۳﴾

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے خود تو یہ حدیث حضور ﷺ سے نہیں سنی، البتہ زید بن ثابت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے خمر پر سوار بنی نماز کے باغ میں چلے جا رہے تھے، ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے کہ اچانک آپ کی سواری بدکی اور قریب تھا کہ آپ کو گرا دے، خود کرنے پر پتہ چلا کہ وہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ان قبر والوں کو کوئی شخص جانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ لوگ کب مرے تھے؟ کہا کہ شرک کی حالت میں، فرمایا کہ اس امت کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن ہی نہیں کیا کرو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ عذاب قبر ہمیں بھی سنا دے جیسے میں سن رہا ہوں۔

پھر آپ ﷺ اپنے رخ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ عذاب جہنم سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا

"نعوذ باللہ من النار" پھر فرمایا، عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔  
صحابہ نے کہا "نعوذ باللہ من عذاب القبر" پھر فرمایا کہ ظاہری  
اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا "نعوذ باللہ من  
الفتن، ما ظہر منها و ما بطن" پھر فرمایا کہ فتنہ، وبال سے اللہ کی  
پناہ مانگو، صحابہ نے کہا "نعوذ باللہ من فتنة الدجال"۔

(۵۴) حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کو اس کے پیروکار بھی "کذاب" سمجھیں گے

عن عبید بن عمیر قال: قال رسول اللہ ﷺ:  
ليصحبن الدجال اقوام يقولون: انا لنصحه و انا لنعلم  
انه كافر، و لكنا نصحه ناكل من الطعام، و نرعى  
الشجر، فاذا نزل غضب الله تعالى نزل عليهم كلهم  
(الحق ۳۲۶)

"حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ  
نے فرمایا، دجال کے ساتھ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس  
بات کا اعتراف کریں گے کہ ہم جانتے ہیں یہ کافر ہے لیکن ہم  
اس کے ساتھ اس لئے رہ رہے ہیں کہ کھانے کو مل جاتا ہے اور  
درختوں کی حفاظت کر لیتے ہیں۔ جب اللہ کا غضب نازل ہوگا تو  
ان سب پر نازل ہوگا۔"

(۵۵) ایک غیر معروف صحابی رضی اللہ عنہ کی روایت

ویدار خداوندی مرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے

(الف) قال ابن شهاب: و أخبرني عمر بن ثابت

الانصاري، انه اخبره بعض اصحاب رسول اللہ ﷺ،  
ان رسول اللہ ﷺ قال يوم حذر الناس الدجال انه  
مكتوب بين عينيه كافر، يقرأه من كره عمله، او يقرأه  
كل مؤمن، وقال: تعلموا انه لن يرى احد منكم ربه.  
عزو وجل. حتى يموت ﴿مسلم ۵۶۱۸﴾

"مر بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ انہیں ایک صحابی رسول نے  
حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بتایا کہ ایک دن آپ ﷺ نے  
لوگوں کو فتنہ دجال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا، اس کی دونوں  
آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا، اس کے اٹھال تاپندہ کرنے والا  
یا بر مؤمن اس کو پڑھ لے گا، اور فرمایا کہ یہ بات انہی طرح جان  
لو کہ مرنے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص اپنے رب کو نہیں دیکھ  
سکتا۔"

نزول عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

(ب) عن بعض اصحاب محمد ﷺ قال: ذكر  
رسول الله ﷺ الدجال فقال: يأتي سباخ المدينة و هو  
محرم عليه ان يدخلها فتتفض باهلها نفقة او نقصين  
و هي الزلزلة، فيخرج اليه منها كل منافق و منافقة، ثم  
يولي الدجال قبل الشام، حتى يأتي بعض جبال الشام، و  
بقية المسلمين يومئذ معصمون بذرورة جبل  
فيحاصروهم نازلا باصله، حتى اذا طال عليهم الالاء  
قال رجل من المسلمين، يا معشر المسلمين! حتى متى  
انتم هكذا، وعدو الله نازل باصل حبلكم؟ هل انتم

الا باحدى الحسنین؟ بین ان یشہدکم اللہ او  
بظہیرکم، فیتابعون علی الموت یعلم اللہ انہا الصدق  
من انفسہم، ثم تاخذہم ظلمة لا یبصر امرؤ کفہ،  
قال: فینزل ابن مریم فیحسر عن ابصارہم و بین  
اظہیرہم، رجل علیہ لامتہ، فیقولون: من انت یا  
عبد اللہ؟ فیقول: انا عبد اللہ و رسولہ، و روحہ و کلمتہ  
عیسی ابن مریم، اختاروا احدى ثلاث، بین ان یمت  
اللہ علی الدجال و جنودہ عذابا من السماء او یمسف  
بہم الارض او یسلط علیہم سلا حکم، و یکف  
سلاحہم عنکم، فیقولون: ہذہ یارسول اللہ! اشئی  
لصدورنا ولا لفسنا، فیومئذ تری الیہودی العظیم  
الطویل الاکول الشروب لا تقبل یدہ سیفہ من الرعدة،  
فینزلون الیہم فیسلطون علیہم و یدوب الدجال حین  
یرى ابن مریم کما یدوب الرصاص حتی یاتہ او  
یدرکہ عیسی ابن مریم فیقتلہ ﴿﴾

{المصنف لعبد الرزاق ۱۱/۳۹۸ کذا فی التہذیب ۱۲۱}

”ایک غیر محروف صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ  
حضور ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا وہ مدینہ منورہ  
کی گھادی زمین پر آئے گا کیونکہ مدینہ میں اس کا داخلہ حرام ہوگا،  
اس وقت مدینہ میں ایک یا دو زلزلے آئیں گے جس سے گھبرا کر  
ہر منافق (مرء و عورت) اس کی طرف چلا جائے گا پھر دجال شام  
کا رخ کرے گا اور شام کے ایک پہاڑ پر پہنچے گا جس کی چوٹی پر  
اس وقت مسلمان پناہ گزین ہوں گے، پہاڑ کے نیچے پڑاؤ ڈال کر

دجال ان کا محاصرہ کر لے گا۔

جب یہ نصیبت طویل ہو جائے گی تو ایک مسلمان کہے  
گا کہ اے یتیمات مسلمان! تم کب تک اس طرح پڑے رہو گے؟  
دشمن خدا تمہارے پہاڑ کے نیچے پڑاؤ ڈالے موجود ہے، اب تم دو  
اتحیٰ اور کے درمیان ہو، شہادت یا طلب، چنانچہ مسلمان موت پر  
بیعت کر لیں گے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس میں سچے ہوں گے۔

پھر ان پر ایسا اندھیرا چھا جائے گا کہ انسان کو اپنی ہتھیلی  
بھائی نہیں دے گی اور اس دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول  
ہو جائے گا۔ جب لوگوں کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوں گی تو وہ  
اپنے درمیان ایک ذرہ پوش شخص کو پائیں گے اور اس سے پوچھیں  
گے کہ اے بندہ خدا! آپ کون ہیں؟ وہ کہیں گے کہ میں اللہ کا  
بندہ اور اس کا رسول، اس کی روح اور کلمہ عیسیٰ ابن مریم ہوں۔

تمہیں تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے جو چاہو غیب کرادے۔  
(۱) دجال اور اس کے لشکر پر اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی عذاب بھیج  
دے۔

(۲) ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے۔

(۳) تمہارا اسلحہ ان پر مسلط کر کے ان کے اسلحہ سے تمہیں بچالیا  
جائے۔

مسلمان عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ! یہی تیسری  
صورت ہمارے دلوں کے لئے زیادہ باعث شفاء ہے پھر تم اس  
دن دیکھو گے کہ ایک لمبا ترنگا خوب کھانا پیتا یہودی بھی جیت کی  
وجہ سے اپنے ہاتھ میں تلواریں اٹھا سکے گا اور مسلمان پہاڑ سے اتر  
کر ان پر غالب آجائیں گے اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو



کہتے ہی سید کی طرف چمٹنا شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد پر اسے جا لیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

### چار مقامات پر دجال کا داخلہ ممنوع ہوگا

(ج) **عن جنادة بن ابی امیة قال:** اتينا رجلا من الانصار من الصحابة قال: قام فينا رسول الله ﷺ فقال: "انذركم المسيح" الحديث وفيه: يمكث في الارض اربعين صباحاً، يبلغ سلطانه كل منهل، لا باتى اربعة مساجد الكعبة، و مسجد الرسول، و المسجد الاقصى، و الطور **﴿﴾** (مسند احمد، فتح الباري ۱/۱۰۵، کنز الدقائق ۱/۳۲۳)

"جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک انصاری صحابی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں مسیح دجال سے ڈراتا ہوں اور فرمایا کہ وہ زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا اور اس کی حکومت ہر گھنٹہ تک پہنچ جائے گی، لیکن وہ چار مسجدوں میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (۱) خانہ کعبہ (۲) مسجد نبوی ﷺ (۳) مسجد اقصیٰ (۴) طور۔

### دجال کی تلمذ یب کرنے پر دجال کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا

(د) **عن ابی قلابہ قال:** رايت الناس قد ازدحموا على رجل، فزاحمت الناس، حتى خلصت اليه فسالت عنه، فقالوا: رجل من اصحاب رسول الله ﷺ، فسمعت

بقول: ان من بعدكم الكذاب المنصل، و ان راسه من وراء حبكا حبكا، و انه يقول: انا ربكم، فمن قال: كذبست، لست بربنا ولكن الله ربنا، عليه توكلنا و اليه انبنا، و نعوذ بالله منك، فلا سيل له عليه **﴿﴾**

(الحسن من ۳۰۷، بقدر تخریج احمد فی اسناد ۵/۳۷۲)

"ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو ایک شخص کے گرد جمع کیا لگائے ہوئے دیکھا، میں بھی اس رش میں کھس کر اس تک پہنچ گیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ ایک صحابی رسول ہیں۔ میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بعد ایک گمراہ کن کذاب آئے گا جس کا سر پیچھے سے گنجا محسوس ہوگا، اور وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے گا، جو شخص اس کی تلمذ یب کرے یہ کہے کہ تو ہمارا رب نہیں، ہمارا رب تو اللہ ہے، اسی پر ہم بھروسہ اور رجوع کرتے ہیں اور تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں تو دجال اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔"

**﴿﴾ (۵۶) حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کی روایت **﴿﴾****

### تین موقعوں پر محفوظ رہنے والا شخص ناجی ہے

**عن عبد الله بن حواله قال:** قال رسول الله ﷺ: من نجا من ثلاث فقد نجا، ثلاث مرآت، مونی، والدجال، و قتل خليفة مصطبر بالحق معطية **﴿﴾**

(مسند احمد ۵/۳۶۳، ح ۵۶۳، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱)

"حضرت عبداللہ بن حوالہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا جو شخص تین مقامات پر محفوظ رہا وہ نجات پا گیا، پھر

فرمایا: وہ تین چیزیں یہ ہیں۔

(۱) میرا انتقال

(۲) خروج و جہال

(۳) حق پر ثابت قدم تخی خلیفہ کا قتل

(۵۷) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ترمذی شریف کی جو حدیث نمبر ۲۲۳۲ نقل کی گئی ہے، وہ حضرت اسامہ بن زید سے بھی مروی ہے، تطویل کی خاطر دوبارہ اس کو ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔ خود امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کر کے "ذی الباب عن ... اسامہ بن زید" فرمایا ہے۔

(۵۸) حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ کی روایت

دجال کا دعویٰ خدائی

حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آفرینش آدم سے لے کر قیامت تک اللہ نے ایسا کوئی فتنہ نازل نہیں کیا (اور نہ کرے گا) جو دجال کے فتنہ سے زیادہ عظیم ہو اور میں نے اس کے بارے میں ایسی باتیں (علامات) بتادی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں بتائیں۔

اس کا رنگ گہرا گندمی ہوگا، بال چھ دار ہوں گے، بائیں آنکھ مسح (جانور) ہوگی، اس کی (وائیں) آنکھ پر سوئی پھٹکی ہوگی، مادرِ زناؤں سے اور ابرص کو تندرست کر دے گا، اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، پس جو شخص کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اس پر کوئی فتنہ (عذاب) نہ ہوگا اور جو شخص کہے گا کہ تو میرا رب ہے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا (یعنی کافر ہونے کے باعث) جب تک اللہ چاہے گا وہ تمہارا رب اندر رہے گا، پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے جو محمد (ﷺ) کی تصدیق کرتے ہوئے انہی

کی شریعت پر (کاربند) ہوں گے۔ وہ ایک ہدایت یافتہ امام اور حاکم عادل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔"

(کنز العمال بحوالہ طبرانی وضع ابہاری۔ دیکھئے علامات قیامت اور نزول مسیح ص ۸۴)

(۵۹) حضرت ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت

گذشتہ صفحات میں حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ترمذی کی جو حدیث نمبر ۲۲۳۲ نقل کی ہے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ امام ترمذی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ "وفی الباب عن ... ابی ہریرۃ"۔

(۶۰) حضرت کیسان رضی اللہ عنہ کی روایت

انہی حضرت مجمع کی روایت حضرت کیسان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس لئے بخوف طوالت صرف حوالہ پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

فائدہ

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین جس دور میں تھے وہ "خیر القرون" کے اعزاز سے مشرف تھے، خود رب کائنات نے ان کو "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کی شاہی خلعت سے سرفراز فرمایا تھا، اپنے نبی کی رفاقت و صحبت کے لئے منتخب فرمایا تھا، حاملین قرآن ہونے کی عزت سے معزز فرمایا تھا، اس خوش قسمت جماعت کی خوش نصیبی کا کیا محکمانا جس کے ہر فرد کی عدالت پر امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا، گو کہ قرآنی اعزاز ان کے لئے کم نہ تھا لیکن امت نے بھی ان کو "الصحابۃ کلہم عدول" کا فتنہ پیش کر کے اپنے لئے ان کی سفارش کا ایک وسیلہ ڈھونڈ لیا۔

اس قدر ہی صفات جماعت کے ۶۰ مقتدر افراد اگر سلسلہ دجال کی روایات نقل کریں تو یقیناً یہ دجود و خروج دجال کی ایک بہت بڑی اور متواتر دلیل ہوگی اور میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ اگر اتنی بڑی تعداد اس سلسلہ کی روایات نقل کرنے کی زحمت نہ بھی

گوارا کرتی تب بھی دو چار صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے اس کا روایت کر دینا کافی سے زیادہ تھا۔

اب بھی اگر کوئی شخص اپنی نادانی یا سہ کی بناء پر اس کا انکار ہی کرتا چلا جائے تو ”لا مسلم“ کا کوئی علاج نہیں۔ بہت سارے حضرات تحقیق کے نام پر تلخیص اور دجل و فریب پھیلانے کی مذموم کوششیں سرانجام دے رہے ہیں اور بڑے خولیش اسلام اور مسلمانوں کی کوئی بہت بڑی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، اس سلسلے میں ان کو ”صحیح الکتاب بعد کتاب اللہ“ کی احادیث پر تنقید کرنے سے کوئی چیز مانع ہو سکتی ہے اور نہ اصحاب صحاح و کتب حدیث کی مسلمہ حیثیت ان کے سامنے کچھ وقعت رکھتی ہے۔

گو کہ گزشتہ معروضات کے بعد منکرین ظہور و خوارق و جہاں کا ذکر یا ان کے ”عقائد“ پر تبصرہ کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی لیکن یہ سوچ کر کہ شاید اسی کو پڑھ کر کوئی جاوہر مستقیم سے ہٹا ہوا شخص راہ راست پر آجائے اور امت مسلمہ کے مجموعی احساسات و جذبات کو شخص پہنچانے سے رک جائے، کچھ گذارشات سپرد قلم کر دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت اس کو ہر قسم کے فتنے کا ذریعہ بننے سے محفوظ فرمائے اور امت مسلمہ کو متحد و متفق اور یابہم شکر بنا دے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

## ﴿فہرست مآخذ و مراجع﴾

۱	تفسیر ابن کثیر	ابوالقداد عماد الدین ابن کثیر
۲	تفسیر ابن السعور	الشیخ ابوالسعود
۳	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۴	بخاری شریف	امام بخاری
۵	مسلم شریف	امام مسلم
۶	ترمذی شریف	امام ترمذی
۷	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد
۸	نسائی شریف	امام نسائی
۹	ابن ماجہ شریف	امام ابن ماجہ
۱۰	مشکوٰۃ شریف	خطیب حمیری
۱۱	المصنف لابن عبدالرزاق	ابوبکر بن عبدالرزاق الصنعانی
۱۲	موطأ مالک	امام مالک
۱۳	فیض الباری	مولانا انور شاہ صاحب کشمیری
۱۴	فتح الباری	علامہ ابن حجر عسقلانی
۱۵	شرح مسلم	امام نووی
۱۶	تحلیق الصبح	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۱۷	مظاہر حق جدید	مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری
۱۸	ترجمان السنہ	مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی
۱۹	غزالی شامی	علامہ ابن عابدین الشامی

۲۰	آقریب العجیب	علامہ ابن حجر عسقلانی
۲۱	اسد الغابہ	علامہ ابن اثیر
۲۲	فتح المہم	علامہ شبیر احمد عثمانی
۲۳	عقیدۃ المسلم فی ضوء الکتاب والسنة	د. تاج محمد بن عبدالرحمن العروسی
۲۴	معارف المحدث	مولانا منظور احمد نعمانی
۲۵	بذل المجهود	مولانا خلیل احمد سہارنپوری
۲۶	عقائد اسلام	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۲۷	کتاب الفتن	شیخ نعیم بن حاد
۲۸	الاشاعة لاشراط الساعة	سید محمد بن رسول البرزنجی
۲۹	امتد کرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرة	امام قرطبی
۳۰	التحایہ فی الفتن والملاحم	امام ابن کثیر
۳۱	عقد الدرر	الشیخ یوسف بن یحیی المقدسی
۳۲	امسح الدجال	شیخ احمد مصطفی الطبطبائی
۳۳	امسح الدجال ہیئتہ لالاخوال	عبداللطیف عاشور
۳۴	آپ کے مسائل اور ان کے کاسل	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
۳۵	علامات قیامت اور نزول مسیح	مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
۳۶	علمی جائزہ	مفتی محمد یوسف
۳۷	احادیث دجال کا تحقیقی مطالعہ	شبیر احمد ازہر میرٹھی
۳۸	تعطیر الانام فی تعبیر المنام	علامہ عبدالغنی نابلسی
۳۹	فلکیات جدیدہ	مولانا محمد موسی روحانی بازی
۴۰	ماہنامہ احرار	ترجمان احرار

يَكُونُ وَتُجَرِّمُ خَلِيفَةُ يَحْيَى الْمَالَ حَيْثُ وَلَا يَبْعُدُ عَدَا مُسْتَرْفٍ  
كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا سَأَلَ الْبُيُوتَ مِنْكُمْ وَأَمَامَكُمْ مِنْكُمْ مَسْئُورٌ

اسلام میں  
امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصور

اگر ہمہ میں سے متعلق انسانیت کا عقیدہ، نام و نسب، سیرت و فعلیات، عبارت  
خوب و بدہ، جمعیہ میں ہیں، اگر ہمہ میں سے متعلق انما سیرت و فعلیات سے متعلق ہیں،  
مفسرین و زبان مہدویت کا عقیدہ کہ آثار و قیامی

حضرت مولانا رفیع الرحمن خان صاحب  
استاذ کرامت آباد مدرسہ دارالعلوم

مؤلف  
مولانا محمد شفیع راقیال  
فاضل دیوبند

سید العلوم

۲- کجاست و چو به جوی، چو باری انانداں جو بزمِ لوت،



# قیامت کی نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں  
علامات قیامت اور قوتوں کا عروج مشہور مشہور مروج علامہ  
عماد الدین ابن اثیر کی کتاب علامات یوم القیامہ کا  
سلیس اردو ترجمہ

مؤلف:  
عبد اللطیف عاشق

محقق و تصدیق:  
عبد اللطیف عاشق

ترجمہ

مولانا محمد اسحاق صاحب

مولانا خالد محمود صاحب

مولانا عظیم صاحب

بیشت العلوم

۲۰- آبہرہ روڈ، کراچی، پاکستان

# محسن انسانیت کا سفر آخرت اور وصیتیں

اردو ترجمہ  
مرض الشیخ محمد بن عبد الوہاب عند موتہ

مؤلف:  
صلاح بن فتحی الخخیت

مترجم:  
مولانا محمد زکریا اقبال  
استاذ ہمارے مدرسہ اسلامیہ کراچی

بیشت العلوم

۲۰- آبہرہ روڈ، کراچی، پاکستان

# اعضائے انسانی کے گناہ

جن انسانی اعضا سے گناہ صادر ہوتے ہیں اس کتاب میں ان کی  
نشاندہی کی گئی ہے اور صادر ہونے والے گناہوں کو بیان کیا گیا۔  
ساتھ ساتھ ان گناہوں کے مراتب اور ان کا توڑ بھی بیان کیا گیا ہے

جمع و ترقیب  
مولانا مفتی شمس الدین محمود  
استاذ جامعہ اہل سنت بیابان کراچی

بیش العلوم

۲۰- نائبر وڈ، دہلوانی مارگلہ روڈ، لاہور ۷۵۲۰۰



بیت العلوم  
قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز